یاایھاالذین اٰمنوا ان جائکم فاسق بنبا فتبینوا

گرتے ہیں شہسوار میدان جنگ میں کبھی
وہ طفل کیا کرے جو گھٹنوں کے بل چلے

بریلوی غزالی دوراں مولوی احمد سعید کاظمی کی کتاب

الحق المبین پر ایک نظر



مؤلف

حافظ محمد عدنان فاروقی حنفی

یاایہا الذین اٰمنوا ان جائکم فاسق بنباء فتبینوا (القرآن)

گرتے ہیں شہسوار میدان جنگ میں کبھی
وہ طفل کیا کرے جو گھٹنوں کے بل چلے

بریلوی غزالی دوراں احمد سعید کاظمی کی کتاب

الحق المبین پر ایک نظر

مؤلف

حافظ محمد عدنان فاروقی حنفی

نام کتاب: الحق المبین پر ایک نظر

مؤلف: حافظ محمد عدنان فاروقی حنفی

سنہ طباعت: ۱۴۴۱ھ / ۲۰۲۰ء

(التماس)

کسی بڑے سے بڑے ماہر سے غلطی ہوسکتی ہے، میں تو اِس میدان میں محض ایک طالب علم کی حیثیت رکھتا ہوں، اور "الانسان مرکب من الخطاء و النسیان" کا مقتضی بھی یہی ہے، اور دوسری طرف معصومیت کی ذات بھی صرف انبیاء کی ہے، اس لئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ بعد از انبیاء ہر انسان سے غلطی ہوسکتی ہے، بنابریں جہاں بھی کوئی غلطی نظر آئے قارئین سے گذارش ہے کہ خط و کتابت کے ذریعہ میری رہنمائی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

فہرست مضامین

انتساب

فقیر اپنی اس حقیر کاوش کو جد امجد شیخ الحدیث فاتح قادیانیت حضرت
مولانا عبدالوہاب سریابی صاحب اور فاضل دار العلوم
دیوبند حضرت مولانا محمد اشرف صاحب (مہتمم جامعہ اشرفیہ
امدادیہ کوئٹہ) نور اللہ مرقدھما وجعل الجنة مثواھما
اور والدین کریمین کہ جن کی دعاؤں سے فقیر اس قابل ہوا
اور مادر علمی جامعہ اشرفیہ امدادیہ کوئٹہ اور جملہ اساتذہ کرام
کے نام جن کے بے پناہ شفقت سے فقیر کو یہ توفیق ملی
منسوب کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ رب
العزت ان حضرات کا سایہ تا ابد ہمارے
سروں پر قائم و دائم رکھے۔

آمین

تقریظ

مناظر اسلام فخر اہلسنت حضرت مولانا ساجد خان نقشبندی صاحب حفظہ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم:

عزیزم مولوی عدنان فاروقی صاحب کی کتاب ''الحق المبین پر ایک نظر'' بذریعہ وٹس ایپ موصول ہوئی قربانی کے ایام کی وجہ سے مدرسہ کے انتظامی امور اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے بالاستیعاب تو نہ دیکھ سکا البتہ دوران سفر چند چیدہ چیدہ مقامات کو دیکھا تو موصوف نے اپنے مدعی کو خوب مدلل کر کے پیش کیا ہے۔

یہ اکابر علماء دیوبند کی عجیب کرامت ہے کہ اہل بدعت میں سے جس نے بھی ان کے خلاف قلم اٹھایا وہ اپنے ہی ہم مسلک کے لوگوں کے فتوؤں کا شکار رہا چنانچہ مؤلف کتاب نے کتاب کی شروع میں کاظمی صاحب کے حوالہ سے اس کا ادنی نمونہ پیش کیا ہے۔

مولوی صاحب ابھی طالب علم ہے لیکن یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ ماشاء اللہ اہل بدعت کی کتب کا اچھا خاصہ مطالعہ رکھتے ہیں۔ ابھی تصنیف وتالیف کے میدان کے ابتدائی شہسوار ہیں اللہ پاک دن دگنی رات چگنی ترقی عطاء فرمائے۔

الحق المبین کا ایک جواب ہمارے ایک اور ساتھی بھائی عمران نے بھی لکھا ہے اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ بھی جلد از جلد چھپ جائے آمین۔

یقین جانے جب کسی نوجوان کو اکابر دیوبند جو حقیقی معنوں میں اولیاء اللہ تھے کے دفاع کے لئے سینہ سپر دیکھتا ہوں تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا بندہ نے بھی اپنی زندگی ان اکابر

کے دفاع کے لئے وقف کردی ہے اور اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ ان شاء اللہ اسی سبب اس سیاہ کار کی کمی کوتاہیوں سے درگزر فرما کر جنت الفردوس میں ان اکابر کا قرب عطاء فرمائے گا۔

دعا گو و دعا جو

ساجد خان نقشبندی

ذوالحجہ ۱۴۴۱ھ

تقریظ

مناظر اسلام محقق العصر قاطع شرک و بدعت فاتح مٹیاری

حضرت مولانا مفتی **نجیب اللہ عمر** صاحب حفظہ اللہ

باسمہ تعالی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم:

امابعد: محترم مولوی عدنان فاروقی صاحب خاندانی طور پر علمی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تصنیفی میدان میں ابھی حال ہی میں قدم رکھا ہے۔اور خود بھی ابتدائی طالب علم ہے لیکن ان کے شوق مطالعہ اور علمی ذوق کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔

موصوف مؤلف نے اپنی کتاب ''الحق المبین پر ایک نظر'' مجھے بھیجا بعض مختلف مقامات سے پڑھا اور بہت ہی عمدہ پایا۔ بندہ چونکہ اپنے مدرسہ کے تعمیری معاملات میں انتہائی مصروف ہے جس کی وجہ سے حرف بحرف مطالعہ کا موقع نہیں مل سکا۔ میری وجہ سے کتاب اشاعت میں تاخیر نہ ہو بایں وجہ جلدی میں کچھ کلمات تحسین لکھ رہا ہوں۔ وافر وقت میسر ہوا تو اس کتاب کو بالاستیعاب پڑھ کر اپنی تفصیلی رائے بھی دوں گا۔

اللہ تعالی مولوی عدنان فاروقی کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطاء فرمائے اور اخلاص للٰہیت اور تادم آخر یہ کام کرنے کی توفیق سے نوازے۔آمین

بندہ نجیب اللہ عمر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

اَلحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَ العَاقِبَۃُ لِلمُتَّقِینَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلامُ عَلٰی خَیرِ خَلقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصحَابِہٖ وَ اَھلِ بَیتِہٖ وَ اَزوَاجِہٖ وَ ذُرِّیّٰتِہٖ اَجمَعِینَ اما بعد:

اللہ تعالی کا لاکھ لاکھ شکر ہے ہمیں مسلمان بنایا۔ مسلمان کے گھر میں پیدا فرمایا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہونے کا شرف بخشا اور دین اسلام جیسا پسندیدہ اور چنا ہوا دین عطا فرمایا۔ ان تمام نعمتوں پر اس پاک ذات کا جتنا شکریہ ادا کیا جائے وہ کم ہے۔

یہ دین ہم تک صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر پوری دنیا میں پھیلایا، امام اعظم ابوحنیفہؒ نے لکھوایا اور بزرگان دین سلف صالحین نے اسی دین کو ہم تک پہنچایا۔

لیکن ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریز نے سوچا کہ مسلمانوں سے یوں تو بازی لے جانا ممکن نہیں تو انہوں نے مسلمانوں کے اندر ایسے افراد تیار کئے جو مسلمانوں میں انتشار پیدا کریں اور مسلمانوں کو آپس میں دست وگریبان کریں۔ اس کے نتیجے میں دو طبقہ وجود میں آئے۔ ایک طبقہ نے دین میں بدعات کا سلسلہ شروع کر دیا جب کہ دوسرے طبقہ نے دین کے ثابت شدہ مسائل میں کمی کر کے الحاد کی ہوا چلائی۔

بدعات کے سلسے میں دلائل دینے میں مولوی احمد رضا خان (بانی بریلویت) پیش پیش رہے۔ بعد ازاں آج تک بدعتیوں کے امام یہی مانے جاتے ہیں۔ مولوی احمد رضا نے نہ صرف بدعات کے سلسہ کو شروع کیا بلکہ خود ساختہ عقائد بھی عوام میں پھیلا دیئے جن پر فقہاء نے حکم کفر عائد کیا ہے۔

مولوی احمد رضا خان نے اہل حق کو بدنام کرنے کیلئے ان پر الزام لگانے شروع کئے ،اس سلسلہ میں موصوف نے ایک رسالہ بنام ''حسام الحرمین'' لکھا اور علماء حرمین پر علماء دیوبند کی چند عبارات کو کانٹ چھانٹ کر خود ساختہ کفریہ مفہوم بنا کر پیش کیا۔انہوں نے ناواقفیت کی بنا پر تکفیر کر دی۔ بعدازاں جناب نے اس رسالہ کو کتابی شکل میں شائع کروا کر امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا۔اسی سلسلہ انتشار کو آگے پھیلاتے ہوئے بریلوی عالم (جسے یہ لوگ غزالی دوراں رازی زماں علامہ سعید احمد کاظمی کہتے ہیں) نے ایک کتاب لکھ ڈالی جو''الحق المبین'' کے نام سے معروف ہے۔ پڑھیے تو یقین نہیں آتا کہ یہ کسی عالم کی لکھی ہوئی کتاب ہے!

مزید انتشار کو آگے پھیلانے کیلئے اس کتاب کو چند بریلوی مدارس میں داخل نصاب کیا گیا ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

اس کتاب میں کاظمی نے جو کذب بیانیوں کی بوچھاڑ کی ہیں وہ ان شاء اللہ آئندہ آپ پڑھیں گے،اس کتاب میں وہی اعتراضات کو دہرایا گیا ہے جن کا جواب ہماری جانب سے کئی مرتبہ دیا جا چکا ہے البتہ چند نئے اعتراضات بھی کاظمی صاحب نے کئے ہیں۔مگر کاظمی صاحب نے کتاب لکھ کر اپنے ہی اصولوں کو پامال کیا ہے۔

بریلویوں کے نزدیک موجب اختلاف کیا ہے۔

محقق مسلک بریلویہ سید تبسم شاہ بخاری لکھتے ہیں:

''ہمارا اصل اور بنیادی اختلاف تحذیر الناس، براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی چند کفریہ عبارات پر ہے''(دیوبندیوں سے لاجواب سوالات صفحہ ۴۵۶)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''دیوبندیوں سے ہماری بنیادی اختلاف ان کی کچھ کتب کی چند صریح عبارات پر

ہے‘‘ (جسٹس محمد کرم شاہ کا تنقیدی جائزہ/ص/۸۱)

بریلوی مسلک کے ۱۳۶ کابر علماء کے دستخط اور تائیدی وتصدیقی کلمات کے ساتھ ایک کتاب منظر عام پر آچکی ہے جسے ’’معرفت‘‘ کہتے ہیں اس کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) ’’مفتیان عظام ۱۱۰ سال سے کہہ رہے ہیں کہ یہ تین عبارتوں پر کفر کا فتوی ہے‘‘ (معرفت/ص/ ۱۰۳)

تین عبارتوں میں ایک تحذیر الناس کی دوسری براہین قاطعہ کی اور تیسری حفظ الایمان کی ہے۔

(۲) ’’اہل سنت وجماعت (بریلوی، دیوبندی) پہلے ایک جماعت تھے اختلاف تین عبارتوں پر کفر کے فتوے لگنے سے پیدا ہوئے اور ابھی تک یہی تین عبارتیں مسلمانوں کی صلح کلیت (اتحاد واتفاق) کے درمیان حائل ہیں‘‘ (معرفت/ص/ ۱۰۸)

(۳) ’’بریلوی اور دیوبندی (اہل سنت وجماعت) کی صلح کلیت (اتحاد واتفاق) کے درمیان اصل اختلاف کا باعث تین دیوبندی علماء کی کتابوں میں سے چندسطری تین کفریہ عبارتیں ہیں‘‘ (معرفت/ص/ ۸

تو یہ بات اظہر من الشّمس ہوئی کہ دیوبندی بریلوی اختلاف صرف تین عبارات پر ہیں ۔یہی بات الحق المبین کا رد کرنے کیلئے کافی ہے کہ جب تمہارے نزدیک اصل اختلاف ہی ان عبارات پر ہے باقی کوئی ایسی عبارت نہیں جو قابل اعتراض ہوتو کاظمی صاحب نے کیا سوچ کر خوامخواہ کتاب کی ضخامت بڑھانے کی کوشش کی ہے؟ یہ معمہ بریلوی ہی حل کریں۔

نوٹ: کاظمی صاحب نے جہاں فضول بحث کی ہے یا ایک اعتراض کو

دومرتبہ دہرایا ہے (اس کا جواب ایک ہی سمجھا جائے) یا ایسی بحث جس پر فریقین کا اتفاق ہیں ان کا جواب لکھ کر وقت ضائع نہیں کیا گیا۔

نیز میری جوابات اگر اکابر کے خلاف ہوا سے میری غلطی اور کم فہمی پر محمول کیا جائے !

ان ارید الا صلاح مااستطعت و ما تو فیقی الا باللہ

احقر الناس محمد عدنان فاروقی حنفی عفی اللہ عنہ

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ

۲۱ اپریل ۲۰۱۹ء

(کاظمی صاحب بریلوی عدالت میں)

قارئین کرام! سب سے پہلے ہم کاظمی صاحب کو بریلوی عدالت میں پیش کرتے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے جس شخص نے علماء دیوبند کے خلاف قلم اٹھایا ہے اس کی حیثیت اپنی مسلک میں کیا ہے۔

کاظمی صاحب کا نبی کریم ﷺ کو گناہ گار قرار دینا:

بریلوی کرنل انور مدنی صاحب لکھتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کو گناہ گار قرار دینے والے کاظمی صاحب'' (پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں/ص/ ۸۰ مطبوعہ لاہور)

کاظمی صاحب نے بدمذہب کی تعظیم کی:

یہی کرنل صاحب لکھتے ہیں:

''کاظمی نے بدمذہب کی تعظیم کی اور بدمذہب کی تعظیم کرنا بہت غلط اور خطرناک ہے''

(ایضاً ص/ ۸۵،۸۶ اشاعت سوم مطبوعہ لاہور)

کاظمی صاحب نے نبی کریم ﷺ کی عصمت پر نکتہ چینی کی:

یہی کرنل صاحب لکھتے ہیں:

''کاظمی صاحب نے نبی کریم ﷺ کی عصمت مبارکہ پر نکتہ چینی کی'' (ایضاً ص/ ۹۵)

کاظمی صاحب کی تقریروں میں رسول اللہ ﷺ کی گستاخی:

یہی کرنل صاحب لکھتے ہیں:

''بندہ کی کسی کاظمی سے کوئی ذاتی اختلاف نہیں میں نے تو اسے دیکھا تک نہیں لیکن جب

اس کی تقریروں اور تحریروں میں گستاخ رسول کریم ﷺ نظر آئے تو میرا حق بنتا ہے کہ میں اس کے خلاف جہاد کروں‘‘ (ایضاً ص/ ۹۹)

خوف طوالت بنظر اختصار یہ چند حوالے نقل کر دئے۔ مزید کاظمی صاحب کی حیثیت جاننے کیلئے درج ذیل کتب کا مطالعہ مفید رہے گا:

(۱) پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں۔

(۲) خلاف اولی کے رد میں۔

(۳) مواخذہ التبیان۔

قارئین کرام! جو بذات خود گستاخ رسول ہو جس کی تقاریر سے گستاخی کی بو آتی ہو جو نبی کریم ﷺ کی عصمت مبارکہ پر نکتہ چینی کرتا ہو وہ بھی علماء حق کے خلاف قلم اٹھاتا ہے۔

بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجمی است

(کذب بیانیوں کی جھلکیاں)

کاظمی صاحب کے چند واضح صریح کذب بیانیاں ملاحظہ ہو:

(۱) کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

''اگرچہ وہابی، دیوبندی دو لفظ ہیں لیکن ان سے مراد صرف وہی گروہ ہے جو اپنے ماسوائے دوسرے تمام مسلمانوں کو کافر ومشرک اور بدعتی قرار دیتے ہیں'' (الحق المبین /ص/۱۱)

یہ واضح جھوٹ ہے اگر کسی بریلوی میں ہمت ہے تو علماء دیوبند کے کسی معتبر کتاب سے ثابت کردے کہ وہ اپنے ماسوائے تمام مسلمانوں کو کافر مشرک اور بدعتی کہتے ہیں۔

ہم ان شاء اللہ آگے چل کر یہ ثابت کریں گے کہ یہ محبوب مشغلہ خود کاظمی صاحب کے ہمنواؤں کا ہیں۔

(۲) لکھتے ہیں کہ:

''محمد بن عبدالوہاب نجدی خارجی نے سرزمین نجد میں مسلمانوں کو کافر ومشرک کہہ کر سب کو مباح الدم قرار دیا''۔ (ص/ ۱۴)

یہ بھی کذب ہے ورنہ بریلوی ثبوت پیش کریں کہ کہا محمد بن عبدالوہاب نے مسلمانوں کو کافر ومشرک کہاں ہے۔

(۳) لکھتے ہیں کہ:

''پھر اسی کتاب التوحید کے چند مضامین کا خلاصہ تقویۃ الایمان کی صورت میں سرزمین ہند میں شائع ہوا''۔ (ص/ ۱۴)

یہ بھی جھوٹ ہے۔ ہے کوئی بریلوی جو اپنے غزالی دوراں کی جھوٹ کو سچ کا لباس پہنا

سکے۔

(۴) لکھتے ہیں کہ:

’’(دیوبندی) مزارات اولیاء پر جانے کو کفر بتاتے ہیں‘‘۔(ص/ ۴۵)

یہ بھی سفید جھوٹ ہے ورنہ بریلوی کسی معتبر عالم کی کتاب سے اپنے غزالی دوراں کی جھوٹ صاف کریں۔

هاتُوا بُرهَانَكُم اِن كُنتُم صَادِقِينَ

(تکفیر مسلم اور کذب کاظمی)

کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

''اگر چہ وہابی دیوبندی دو لفظ ہیں لیکن ان سے مراد صرف وہی گروہ ہے جو اپنے ماسوا تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک اور بدعتی قرار دیتا ہے''۔ (الحق المبین/ص/۱۱ طبع مکتبہ تنظیم المدارس پاکستان)

الجواب:

علماء اہلسنت دیوبند کو وہابی کہنا جہالت ہے اس لئے وہابی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے معتقدین کو کہتے ہیں جو حنبلی المذہب ہیں اور علماء دیوبند امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلدین ہیں۔

قارئین کرام! علماء اہلسنت کو وہابی مشہور سب سے پہلے احمد رضا خان نے کیا۔ چنانچہ ہم اس پر ایک بریلوی عالم کی شہادت پیش کرتے ہے۔

بریلوی شمس الاسلام مولوی معین الدین اجمیری لکھتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت نے ایک دنیا کو وہابی کر ڈالا ایسا بدنصیب کون ہے جس پر آپ کا خنجر وہابیت نہ چلا ہو وہ اعلیٰ حضرت جو بات بات میں وہابی بنانے کے عادی ہوں وہ اعلیٰ حضرت جن کی تصانیف کی علت غائیہ وہابیت جنہوں نے اکثر علماء اہلسنت کو وہابی بنا کر عوام کالانعام کو ان سے بدظن کرا دیا جن کے اتباع کی پہچان کہ وہ وعظ میں اہل حق سنیوں کو وہابی کہہ کر گالیوں کا مینہ برسائیں''۔ (تجلیات انوار المعین/ص/۴۲)

ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت نے اہل حق کو وہابی بنایا اور گالیوں کا مینہ برسایا۔ رہی بات اپنے ماسوا تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنے کا تو عرض یہ ہے کہ بریلوی عقائد میں ویسے

قیاس کرتے ہیں لیکن کاظمی صاحب نے ثابت کر دیا کہ ہم اپنے افعال میں بھی قیاس کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنا مشغلہ علماء دیوبند پر قیاس کرلیا۔

دراصل اپنے ماسوا دوسرے مسلمانوں کو کافر کہنا بریلویوں کا محبوب مشغلہ ہیں، ان کی عادت اتنی بگڑ گئی ہیں کہ اب دنیا میں اور کوئی ایسا شریف انسان نہیں جو ان کے فتاوی سے نجات پایا ہو اب یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو کافر کہنے کا کھیل شروع کیا ہیں اور امید ہے اس کھیل کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے۔

بریلویوں کا آپسی خانہ جنگی اور ایک دوسرے پر فتوی کا کھیل دیکھنے کیلئے مناظر اسلام مولانا ابوایوب قادری دامت برکاتہم کی مایہ ناز کتاب ''دست و گریبان'' جو ۳ جلدوں پر مشتمل منظر عام پر آ چکا ہیں کی طرف رجوع کریں۔

(تکفیر مسلم اور بریلوی)

قارئین کرام! کاظمی صاحب نے یہ حوالہ علماء دیوبند کی جانب منسوب کیا کہ یہ اپنے ماسوا تمام مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ مگر اس پر کاظمی صاحب نے ایک حوالہ بھی پیش نہ کیا اور نہ ہی پیش کرنے کی امید ہیں۔

آیئے ہم ناظرین کو بتلاتے ہیں کہ اپنے ماسوا تمام مسلمانوں کو کافر کہنے کا کھیل کس کا ہیں۔

بریلوی مسلک کا شیر بیشہ مظہر اعلی حضرت مولوی حشمت علی خان کی املائی کتاب ''تجانب اہل سنۃ'' میں لکھا ہیں:

''ہندوستان میں جس قدر مسلمان اور مسلمان کہلانے والے ہیں جیسے مسلمانان اہلسنت و وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین وروافض وخوارج وقادیانیہ وبہائیہ وچکڑالویہ ونیچریہ وگاندھویہ

وخاکسار یہ یہ کہ سنی (بریلوی) مسلمانوں کے سوا یہ مام مدعیان اسلام بحکم شریعت کفار ومرتدین ہیں‘‘۔(تجانب اہل سنہ/ص/ ۱۱۲ مطبوعہ بریلی ہندوستان)

مولوی حسن رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

’’اہلسنت کے سوا جتنے فرقے ہیں انہیں بدعتی جاننا فرض قطعی یقینی اجماع ہے‘‘(رسائل حسن ص/ ۱۳۱۷ اکبر بک سیلز لاہور)

اہلسنت سے مراد بریلوی ہے۔

بات بات پر کفر کا فتوی دینے والا مولوی حشمت علی بریلوی لکھتے ہیں:

’’جو شخص دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھے وہ کافر ہے‘‘(فتاوی حشمتیہ جلد اول ص/ ۳۱۷ تنظیم اہلسنت پاکستان)

ان عبارات کے ہوتے ہوئے دوسروں پر یہ الزام لگانا کہ’’اپنے ماسوا تمام مسلمانوں کا کافر کہتے ہیں‘‘ کتنا بڑا دھوکہ ہیں۔

یادرہے کتاب’’تجانب اہل سنہ‘‘ پر نام محمد طیب دانا پوری کی لکھی ہوئی ہے درحقیقت یہ ان کی تصنیف نہیں ہے بلکہ مولوی حشمت علی خان کی ہے۔اولاً اس لئے کہ اس طرح زبان بریلویت میں انہی کی صفت خاصہ ہیں۔ثانیاً خود مولوی حشمت علی خان اس کو اپنی املائی کتاب تسلیم کیا ہے۔

مولوی حشمت علی خان ایک استفتاء کے جواب میں رقمطراز ہیں:

’’ان پر (قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی، بابی بہائی، خاکساری، رافضی) شرعی ردوطرد کی مختصر تکمیل فقیر کی املاءً لکھوائی ہوئی کتاب مستطاب مسمی بنام تاریخی (تجانب اہل سنہ عن اہل الفتنہ) میں ملاحظہ ہو‘‘(فتاوی حشمتیہ جلد/ ۱ /ص/ ۲۷۳ مطبوعہ تنظیم اہلسنت پاکستان)

(کاظمی صاحب کی بات کا مصداق کون)

کاظمی صاحب نے جو لکھا کہ وہابی دیوبندی اپنے ماسوا تمام تمام مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔آیئے دیکھتے ہیں یہ پیشین گوئی کس کیلئے دی ہیں۔

مولوی معین الدین اجمیری لکھتے ہیں:

''خلقت کہتی ہیں وہ اعلحضرت جو اپنے آپ کو وہابی کش ظاہر فرماتے ہیں بالآخر خود وہابی ثابت ہوئے'' (تجلیات انوار المعین /ص/ ۴۲)

دوسری جگہ رقمطراز ہیں:

''خلقت کہتی ہے کہ اعلحضرت صرف وہابی نہیں بلکہ ان کے سرتاج ہیں'' (ایضاً ص/ ۴۴)

درج بالا حوالہ سے ثابت ہوا کہ اعلی حضرت وہابی نہیں بلکہ وہابیوں کے سرتاج ہیں۔

مزید سرتاج وہابیہ کی تجلی ملاحظہ ہو۔یہی بریلوی مولوی معین الدین اجمیری لکھتے ہیں:

''خلقت کہتی ہے کہ دنیا میں شاید کسی نے اس قدر کافروں کو مسلمان نہیں کیا ہوگا جس قدر اعلی حضرت نے مسلمانوں کو کافر بنایا'' (تجلیات انوار المعین ص/ ۳۷)

لیجئے کاظمی صاحب کی پیشین گوئی اعلی حضرت کے حق میں ثابت ہوئی ؎

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(بریلویوں کے نزدیک وہابی دو قسم پر ہیں)

بریلوی جامع المعقول والمنقول غلام محمد پپلانوی لکھتے ہیں:

''وہابی دو قسم کے پائے جاتے ہیں ایک مسلمان وہابی دوم منافق وہابی'' (نجم

الرحمن/ص/ ۳۶ مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور)

سوال یہ ہے کہ بریلویوں کو کیا تکلیف ہیں ہر فعل کو دو قسم کے بناتے ہیں۔ چنانچہ ان کے عقائد بھی دو قسم کے ہیں ذاتی اور عطائی اب وہابیت کو بھی دو قسم پر تقسیم کئے یہ وضاحت بریلوی کریں کہ مسلمان وہابی کون ہے اور منافق وہابی؟

بریلوت کی دورنگی دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ مزید آئندہ بریلویت کے بھی دو قسم بنائیں گے ایک تکفیری ٹولہ دوسرا عدم تکفیری۔

(بریلویوں سے چھ (۶) سوالات دربارہ علماء دیوبند)

سوال ۱: جو شخص دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھے اس کے متعلق کیا حکم ہے کہ کافر ہے یا مسلمان؟ اگر مسلمان ہے تو کافر کہنے والے کے متعلق کیا حکم ہے۔

سوال ۲: دیوبندیوں کو سلام کرنا جائز ہے یا ناجائز یا کفر ہے؟

سوال ۳: دیوبندیوں کے ساتھ اتحاد جائز ہے یا ناجائز یا کفر ہے؟

سوال ۴: جو شخص دیوبندیوں کے عقائد وعبارات سے واقف ہو کر بھی دیوبندیوں کو کافر نہ کہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

سوال ۵: جو شخص دیوبندیوں کے عقائد وعبارات سے واقف ہو کر بھی دیوبندیوں کے ساتھ کھانا کھاتا ہے اٹھتا بیٹھتا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

سوال ۶: کافر کے ساتھ اتحاد، اٹھنا بیٹھنا تعلقات قائم کرنا کفر ہے یا نہیں؟

(توہین آمیز عبارات لکھنے کا الزام)

کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

''اور جس کے سربرآوردہ لوگوں نے اپنی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ودیگر انبیاء علیہم

السلام ومحبوبان خداوندی عزوجل کی شان میں توہین آمیز عبارتیں لکھیں اور بعض عیوب نقائص کو انبیاء واولیاء کی طرف بے دھڑک منسوب کیا'' (الحق المبین/ص/ ۱۲)

الجواب:

اولاً: ہم آغاز ہی میں قارئین کی خدمت میں یہ عرض کردیتے ہے کہ بریلوی حضرات بشمول کاظمی کے جوالزام علماء دیوبند کی جانب منسوب کرتے ہیں دراصل خود اس جیسے عبارت بلکہ اس سے بھی خطرناک ان کے اپنی کتب میں موجود ہیں۔ (جو آئندہ آپ پڑھیں گے)

ثانیاً: جن عبارات کو بریلوی متنازع قرار دیتے ہیں جب علماء دیوبند کی جانب سے ان عبارات کی تائید میں قرآن وحدیث، صحابہ کرام کے اقوال، فقہاء کرام، متکلمین اسلام اور سلف صالحین کی عبارات پیش کرتے ہیں تو بریلوی سکوت اختیار کرتے ہیں اور تاویل کرتے ہیں، لیکن جب علماء دیوبند کی باری آتی ہے تو کفر کے فتوؤں کی بوچھاڑ ہوتی ہے آخر یہ منافقت کیوں؟

(فیصلہ کن بات بحوالہ متنازعہ عبارات)

قارئین کرام! بریلوی حضرات کا دعوی ہے کہ علماء دیوبند کافر ہیں ان کی کتب میں واضح توہین آمیز عبارات ہیں اور صریح کفر پر دلالت کرتے ہیں۔

یقیناً بریلویت اور عقل ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتی جہاں عقل ہوگا وہاں بریلویت نہیں ہوگا اور جہاں بریلوت ہوگا وہاں عقل نہیں ہوگا۔ بندگان خدا جب عبارات اتنی صریح ہیں تو پھر حاشیہ چھڑانے کی کیا ضرورت ہے۔ اور نقل عبارات سے پہلے یا بعد میں اپنی غلیظ سوچ کے مطابق کفریہ معنی لے کر کیوں حاشیہ چھڑاتے ہو یا عنوان غلط دیتے ہو۔ چنانچہ کاظمی صاحب

نے بھی اپنی اسی کتاب صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے کہ:

''اس رسالہ (الحق المبین) میں علماء دیوبند کی وہ اصل عبارات بلفظہا مع حوالہ کتب وصفحہ ومطبع پوری احتیاط کے ساتھ نقل کردی گئی ہیں۔ اپنی طرف سے ان میں کسی قسم کی بحث وتمحیص نہیں کی گئی''

لیکن کاظمی صاحب یہ لکھ کر شاید دماغی توازن خراب ہونے کی وجہ سے آگے صفحات میں اپنی اس بات کو بھول گئے اور دوبارہ اپنی عادت بد کی طرف آگئے۔ چنانچہ ناظرین دیکھ سکتے ہیں جہاں بھی کاظمی صاحب نے علماء دیوبند کی عبارات نقل کردی ہیں قبل نقل موصوف نے کفریہ حاشیہ چھڑا کر پیش کیا ہے یہ ہے بریلویوں کا غزالی دوراں! ؎

کار شیطان میکند نامش ولی

گر ولی این است لعنت بر ولی

اس میں بریلویت کا کوئی قصور نہیں کیونکہ ان کے اعلحضرت نے قبل وفات یہ نصیحت کی ہے کہ (میرے دین ومذہب پر عمل کرو جو میری کتب سے ظاہر ہیں۔ وصایا شریف) ظاہر ہے جو حرکت احمد رضا خان نے ''حسام الحرمین'' میں کردی وہی عادت نسل در نسل چلا آرہا ہیں۔

ہمارا پوری ملت بریلویت سے سوال ہیں کہ جب احمد رضا خان نے علماء دیوبند کی تین کتب ایک رسالہ سے چار عبارات لے کر علماء حرمین کے سامنے پیش کیا تو کیوں عبارات کا مطلب پہلے پیش کیا اور نقل بعد میں، کیا علماء حرمین سمجھتے نہیں تھے یا ان میں سمجھنے کی صلاحیت نہیں تھی؟

اور ایک طرف سے تم لوگ کہتے ہو کہ عبارات اتنی صریح ہیں کہ ہر کوئی سمجھ سکتا ہیں پھر خان صاحب نے کیوں نقل عبارت سے پہلے مطلب بیان کردیا اور آج تک بریلوی ایسے

کرتے آرہے ہیں۔ دال میں کچھ کالا ہے یا مکمل دال کالا ہے۔

آیئے ایک فیصلہ کن بات کرتے ہیں ایک ایسے بندہ کو ڈھونڈے جو پڑھا لکھا ہو اردو زبان سے مکمل واقفیت رکھتا ہو اور اس کو دیو بندی بریلوی اختلافات کا کچھ علم نہ ہو۔ اس کو درمیان میں بٹھا کر تحذیر الناس، براہین قاطعہ، فتاوی رشیدیہ اور حفظ الایمان کی متنازع عبارات کو اس کے سامنے رکھتے ہیں پھر جو فیصلہ انہوں نے کیا۔

چشم ما روشن دل ما شاد

(اہل حق اور اہل باطل میں خاص فرق)

حضرت وکیعؒ جو امام شافعیؒ کے استاد اور جلیل القدر امام ہیں فرماتے ہیں کہ مصنفین اہل حق اور اہل باطل میں یہ فرق ہے کہ اہل حق جس باب میں تحریر کرتے ہیں اس باب کے متعلقہ روایات سب لکھتے ہیں۔ خواہ وہ ان کے مذہب کے موافق ہو یا مخالف، اور اہل باطل صرف ان چیزوں کا انتخاب کرتے ہیں جو ان کے مذہب ورائے کے مطابق ہو۔ (سنن دارقطنی کتاب الطہارہ بحوالہ ثمراق الاوراق ص/ ۲۱۸ از مفتی محمد شفیعؒ)

قارئین خود غور فرمائیں حضرت وکیعؒ کے قول کا مصداق کون ہیں۔

(علماء دیوبند کی عبارات گستاخانہ نہیں بریلوی عالم کی گواہی)

بریلویوں کا مفتی اعظم علامہ شاہ مظہر اللہ نقشبندی کی سیرت پر لکھی جانے والی کتاب ''سیرت انوار مظہریہ'' میں لکھا ہیں کہ:

''مولوی اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارت اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی نے جب اپنے دوست مولانا عبد الباری فرنگی کو دکھائی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے تو اس میں کفر نظر نہیں آتا۔ اعلی حضرت نے ایک مثال دی پھر بھی انہوں نے نہ مانا۔ اعلی

حضرت خاموش ہو گئے اور دوستی اور محبت کو برقرار رکھا'' (سیرت انوار مظہریہ /ص/ ۲۹۲ مطبوعہ کراچی ازمحمد یونس مظہری)

تبصرہ فاروقی:

غور فرمائیں جب خان صاحب نے بغیر حاشیہ کی عبارت پیش کی تو جواب نفی میں تھا۔یہی بات آج ہم بریلویوں سے کہتے ہیں کہ علماء دیوبند کی انہی عبارات کو کسی منصف مزاج کے سامنے رکھوان شاء اللہ جواب وہی ملے گا جو مولوی عبدالباری نے خان صاحب کو دیا۔

مولوی احمد رضا نے حسام الحرمین میں علماء دیوبند پر کفر کا فتوی دیتے ہوئے یہ اعلان کردیا کہ (من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر) اب انصاف کا تقاضا یہی تھا کہ مولوی عبدالباری کو کافر کہتے لیکن احمد رضا سکوت کر کے اپنے فتوی سے خود کفر کے گھاٹ اترا۔

(بریلویوں کا مولوی عبدالباری فرنگی پر بہتان عظیم)

ایک بریلوی عالم ابوکلیم صدیق فانی اپنی کتاب ''افتخار اہلسنت'' کا انتساب مولوی عبدالباری فرنگی کے نام منسوب کر کے یہ جھوٹ بولتا ہے کہ ''مولنا فرنگی کے حکم سے حفظ الایمان اور بہشتی زیور کو جلائی گئیں تھیں''۔(افتخار اہلسنت/ص/ ۴ مطبوعہ گجرات)

الجواب:

بجز (لعنة الله علی الکذبین) کے ہم اس پر اور کیا کہہ سکتے ہیں۔چنانچہ ماقبل سیرت انوار مظہریہ کے تعلق سے یہ بات گزر چکی ہے کہ ''حفظ الایمان'' کی عبارت کو مولانا عبدالباری فرنگی کے سامنے مولوی احمد رضا نے پیش کیا انہوں نے صاف جواب دے دیا کہ مجھے اس میں کوئی گستاخی نظر نہیں آتا باوجود مثال دینے کے۔جب کوئی گستاخی نہیں تو جلانے

کاحکم چہ معنی دارد۔

اور بہشتی زیور کو کیونکر جلائے گا جب کہ اس میں تمام فقہی مسائل ہیں کیا اس میں کوئی گستاخی ہے جس کو جلانے کا حکم دیا ہو۔

پروفیسر مسعود احمد بریلوی کے والد سے کسی نے بہشتی زیور کے متعلق سوال کیا ملاحظہ ہو سوال مع جواب:

''سوال: ایک شخص مرادی کتاب بہشتی زیور کے متعلق کہتا ہے کہ'' دل میں آتی ہے کہ کھڑے ہوکر اس کتاب پر پیشاب کردوں'' مرادی کا ایسا کلام کہنا درست ہے یا نہیں تو مرادی کیلئے شریعت سے کیا حکم عائد ہوتا ہے؟

الجواب: بہشتی زیور کے متعلق ایسے ناپاک الفاظ استعمال کرنا نہایت درجہ اس کی توہین ہے۔ قائل پر توبہ لازم ہے گو بعض مسائل اہلسنت کے خلاف ہے لیکن اکثر مسائل اہلسنت کے موافق ہیں جن کی وجہ ایسی توہین جائز نہیں۔'' (فتاوی مظہری ص/ ۴۰۸، ۴۰۹ طبع کراچی)

جس کتاب کی توہین ناجائز ہے اس کو جلانے کا کیا مطلب۔

(بریلویوں سے بارہ (۱۲) سوالات درباره عبارات)

سوال ۱: کیا علماء دیوبند کی عبارات صریح کفر ہے؟

سوال ۲: صریح کی تعریف کرے اور بتائیں کہ عبارات پر صریح کی تعریف فٹ آتی ہے کہ نہیں؟

سوال ۳: بریلویوں کا کہنا ہے کہ اختلاف تین عبارات پر ہے (تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان) مقدمہ میں حوالہ جات گزر چکا ہے۔ کیا واقعی ان تین عبارت

پر اختلاف ہے؟

سوال ۴: اگر ان تین عبارات پر اختلاف ہے تو باقی عبارات نقل کر کے کتب لکھنے کا کیا مطلب؟ اگر اور بھی عبارات ہے پھر تین عبارات کا ذکر کرنے کا کیا مطلب؟

سوال ۵: بریلویوں نے تین عبارات کو متنازعہ بتلایا ہے کیا فتاوی رشیدیہ کی عبارت ان میں شامل نہیں ہے؟ اگر نہیں ہے تو اس کا مطلب اس پر آپ کا اعتراض نہیں اگر شامل ہے تو ذکر کیوں نہیں کیا؟

سوال ۶: بریلوی اپنا کوئی ایسا معتبر کتاب پیش کر دیں جس میں علماء دیوبند کے متنازعہ عبارات نقل کیا ہو لیکن مصنف قبل نقل اپنی طرف سے عبارت کا مطلب نہ بیان کیا ہو اور بعد نقل بھی؟

سوال ۷: اگر پیش نہیں کر سکتے تو کیا مطلب ہے کہ عبارت نقل کرنے سے پہلے یا بعد عبارت کا مطلب بیان کرتے ہو جب کہ آپ کا دعوی ہے کہ عبارات اتنی صریح کفر ہے کہ ہر قاری پڑھنے کے بعد جان سکتا ہے کہ یہ کفر ہے۔

سوال ۸: تحذیر الناس کی عبارت جب احمد رضا علماء حرمین کے سامنے پیش کیا تو کیوں تین عبارات اکٹھا کر کے پیش کیا اور صفحہ نمبر بھی نہیں بتلایا اس میں کیا خاص حکمت ہے جو بریلوی نہیں بتاتے؟

سوال ۹: پیر کرم شاہ ازہری بریلوی کے متعلق کیا کہتے ہو جنھوں نے تحذیر الناس کی تائید میں رسالہ لکھا اور مولانا قاسم نانوتویؒ کو مسلمان مانا؟

سوال ۱۰: اگر مسلمان ہے تو کیوں کیا آپ کے نزدیک گستاخ رسول کے کفر میں شک کرنے والا مسلمان ہے؟ اگر کافر ہے تو جو مسلمان کہے اس کے متعلق کیا خیال ہے؟

سوال ۱۱: کیا مولوی احمد رضا خان علماء دیوبند کی تکفیر کرنے سے پہلے علماء دیوبند کو

مطلع کیا کہ آپ کی ان کتب میں کفریہ عبارات ہے ان سے رجوع کرو؟ بحوالہ ثابت کرے

سوال ۲۱: احمد رضا خان نے علماء دیو بند کے جن اکابر کی تکفیر کی ہے لزوم کفر کی وجہ سے یا التزام کفر؟ نیز لزوم اور التزام کی جامع مانع تعریف کرے۔

(کذب کاظمی بر محمد بن عبدالوہاب نجدی)

کاظمی لکھتے ہیں:

''محمد بن عبدالوہاب خارجی نے سرزمین نجد میں مسلمانوں کو کافر ومشرک کہہ کر سب کو مباح الدم قرار دیا۔ اور توحید کی آڑ لے کر شان نبوت اور ولایت میں خوب گستاخیاں کیں اور اپنے مذہب اور عقائد کی ترویج کیلئے کتاب التوحید تصنیف کی جس پر اسی زمانے کے علماء کرام نے سخت مواخذہ کیا اور اس کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کیلئے سعی بلیغ فرمائی''
(الحق المبین/ص/ ۱۴)

الجواب:

یہ کاظمی صاحب کا سفید جھوٹ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو کافر ومشرک کہا ہو اور گستاخیاں کیا ہو۔ ہے کسی بریلوی میں ہمت وہ اپنے غزالی دوراں کی صفائی پیش کر سکے ورنہ '**لعنة الله علی الکذبین**' کا ورد کرتے رہے۔

رہی بات ''کتاب التوحید'' کی تو جواباً عرض ہے کہ اس میں ایسی کیا بات ہیں جس پر اس زمانے کے علماء کرام نے مسلمانوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہاں ہو سکتا ہیں اس میں شرک وبدعت کی تردید کی ہوگی جس سے فریق مخالف کو اتنا تکلیف ہیں (جیسا کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب کی حالات زندگی میں لکھا ہیں کہ:

''نیز مختلف امراء اور حکام کو اصلاحی خطوط لکھے جن میں دعوت الی اللہ کی وضاحت فرمائی

اورشرک وبدعت کی برائیاں بیان کیں، دلائل اور براہین سے اسلام کی حقانیت کوثابت فرمایااوراحکام شریعت کے نفاذ کی دعوت دی۔اس دعوت وصراحت کی وجہ سے بعض علماء وامراءآپ کی سخت مخالف ہوگئے'' (مختصرزادالمعاد/ص/ ۱۳ مطبوعہ سعودیہ)

سوال یہ ہے کہ اس زمانے کےکون سے علماءکرام نے اس کی تردید کی اوران کے نام کیا ہیں۔

(علامہ ابن عابدین شامیؒ اورمحمد بن عبدالوہاب)

کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

''علامہ شامی حنفی،امام احمد صاوی مالکی وغیرہما جلیل القدرعلماءامت نے محمد بن عبدالوہاب کو باغی اورخارجی قراردیا،اورمسلمانوں کواس فتنے سے محفوظ رکھنے کیلئے اپنی جدوجہد میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا (ملاحظہ فرمائیں شامی جلد ۳ باب البغاۃ ص/ ۳۳۹ اورتفسیرصاوی جلد ۳ ص/ ۲۵۵ مطبوعہ مصر)'' (الحق المبین/ص/ ۱۴)

الجواب:

کاظمی صاحب نے اپنی بھولے بھالی عوام کومحض دھوکہ دیا ہے کہ علامہ شامیؒ نے محمد بن عبدالوہاب کو باغی اورخارجی قراردیا۔حالانکہ فتاوی شامی میں محمد بن عبدالوہاب کانہیں ہے۔ہم شامی کی اصل عبارت اوراس کا سلیس ترجمہ نقل کرتے ہیں۔

توضیح عبارت شامی:

''کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوھاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذھب الحنابلہ لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خانف اعتقادھم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اھل

السنة وقتل علمائهم'' (رد المحتار ج/٦ ص/٤٠٠ مطبوعہ کوئٹہ)

ترجمہ: جیسا کہ ہمارے زمانے میں واقع ہوا ہے کہ عبدالوہاب کے پیروکار نجد سے نکلے اور حرمین پر غلبہ حاصل کیا اور وہ لوگ اپنے آپ کو حنبلی مذہب کہتے تھے لیکن اس کا اعتقاد یہ تھا کہ وہی مسلمان ہیں اور جن ان کے عقیدے کے خلاف ہیں وہ مشرک ہیں اس لئے انہوں نے اہلسنت اور ان کے علماء کے قتل کو مباح سمجھا۔

علامہ شامیؒ نے کہیں بھی اس فتوی میں محمد بن عبدالوہاب کو برا نہیں کہا اور نہ اس کے بارے میں کہا بلکہ ان کے متبعین پیروکاروں کی مذمت کی ہیں۔ جیسا کہ لفظ (اتباع) سے ظاہر ہے۔ اور کاظمی صاحب نے نشانہ محمد بن عبدالوہاب کو بنایا۔

بریلوی علامہ شامیؒ کو ہمارے خلاف بڑے زور شور سے پیش کرتے ہیں لیکن آیئے دیکھتے ہیں علامہ شامیؒ ان کے اپنی نظر میں کیا ہیں۔

المیزان کا امام احمد رضا نمبر صفحہ ۱۸٦ پر ہے کہ:

''علامہ شامی اور صاحب فتح القدیر مولانا (احمد رضا) کے شاگرد ہیں یہ تو امام اعظم ثانی معلوم ہوتا ہے''

ملاحظہ فرمائیں یہ لوگ تو علامہ شامیؒ اور صاحب فتح القدیر (علامہ ابن ہمام حنفیؒ) کو اپنے اعلی حضرت کے شاگرد تسلیم کررہے ہیں۔ کجا علامہ ابن ہمام اور کجا احمد رضا خان یہ تو مکفر المسلمین تھا امام اعظم ثانی کے بجائے امام مکفر المسلمین کہنا چاہیے تھا جس کا کوئی ثانی نہیں۔

نیز تفسیر صاوی کا حوالہ ہمارے لئے ہرگز حجت نہیں ہمارے اکابرین اس کے بارے میں پہلے وضاحت کر چکے ہیں۔

شیخ الحدیث والتفسیر امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ تفسیر صاوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ہم ایسی غیر مستند اور غیر معتبر بلکہ مردود تفسیروں کو ہرگز ہرگز ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں''

چند سطور بعد رقمطراز ہے:

''فریق مخالف بگوش ہوش سن لے کہ عرائس البیان، جمل اور صاوی وغیرہ سے اپنے ماؤف اور بیمار دلوں کی تسکین تو شوق سے پوری کیجئے مگر اہل حق کے مقابلہ میں ایسی غیر معتبر اور غیر مستند تفسیریں پرکارہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں'' (ازالۃ الریب ص/۱۴۱، ۱۴۲)

(کیا تقویۃ الایمان کتاب التوحید کا خلاصہ ہیں)

کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

''پھر اسی کتاب التوحید کے مضامین کا خلاصہ تقویۃ الایمان کی صورت میں سرزمین ہند میں شائع ہوا۔ اور مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے مقتداء محمد بن عبدالوہاب کی پیروی اور جانشینی کا خوب حق ادا کیا اور اسی تقویۃ الایمان کی تصدیق وتوثیق تمام علماء دیوبند نے کی جیسا کہ فتاوی رشیدیہ جلد ا صفحہ ۲۰ پر مرقوم ہے'' (الحق المبین ص/ ۱۴، ۱۵)

الجواب:

یہ بھی بریلویوں کا بہت بڑا بہتان عظیم ہیں جس کا ثبوت آج تک کسی بریلوی نے پیش نہیں کیا اور نہ ہی امید ہے۔

اور رہی بات تقویۃ الایمان کی تصدیق کی تو عرض ہے کہ بالکل علماء دیوبند نے اس کی تائید کی ہیں اور کرتے رہیں گے۔ تقویۃ الایمان جیسے شرک وبدعت کی جھڑیں اکھاڑ دینے والی کتاب کی تصدیق نہیں تو کیا حسام الحرمین جیسے فتنہ انگیز کتاب کے کریں گے۔

(ایک سانس میں تین جھوٹ)

کاظمی صاحب ایک ہی سانس میں کئی جھوٹ بولتے ہوئے اپنے مسلک میں اول پوزیشن حاصل کی نیز مجاہد تحریف مولوی عمر اچھروی کو بھی پیچھے چھوڑ گئے۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

''اسی طرح مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کے خلاف بھی اس دور کے علماء حق نے شدید احتجاج کیا اور ان کے مسلک پر سخت نکتہ چینی کی'' (الحق المبین ص/ ۱۵)

الجواب:

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس دور کے علماء حق کا کیا نام ہیں جنہوں نے احتجاج اور نکتہ چینی کی۔ بینیو تو جروا

نیز لکھتے ہیں:

''تقویۃ الایمان کے رد میں کئی رسالے شائع ہوئے'' (ایضاً ص/ ۱۵)

الجواب:

یہ تو بتادیا کہ کئی رسالے شائع ہوئے، لیکن یہ بتانا بھول گئے کہ ان رسائل کا کیا نام ہیں مصنفین کون ہیں کہاں سے شائع ہوئے، شاید کسی بریلوی کو یاد آجائے اور وضاحت کریں۔

مزید لکھتے ہیں:

''مولانا شاہ فصل امام، حضرت شاہ احمد سعید دہلوی شاگرد رشید حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ، مولانا فضل حق خیرآبادی، مولانا عنایت احمد کاکورویؒ مصنف علم الصیغہ، مولانا شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی تلمیذ رشید حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے مولوی اسماعیل

دہلوی اور مسائل تقویۃ الایمان کا مختلف طریقوں سے رد فرمایا۔ حتی کے شاہ رفیع الدین صاحب اپنے فتاوی میں بھی کتاب التوحید اور مسائل تقویۃ الایمان کے خلاف واضح اور روشن مسائل تحریر فرما کر امت مسلمہ کو اس فتنے سے بچانے کی کوشش کی'' (ایضاً ص/ ۱۵)

الجواب:

کاظمی صاحب حسب معمول یہاں پر بھی ہوائی فائرنگ کی ہیں:

اولاً: ان میں صرف مولوی فضل حق خیر آبادی نے شفاعت اور امتناع نظیر کے مسئلے پر شاہ صاحب سے اختلاف کیا ہیں۔ باقی سب ہوائی فائرنگ ہیں اگر واقعی دیگر علماء نے لب کشائی کی ہیں تو بریلوی ان کے اقوال پیش کریں۔

(فتنوں کا دروازہ کس نے کھولا)

کاظمی صاحب رقمطراز ہیں:

''لیکن علماء دیوبند اور ان کے بعض اساتذہ نے مولوی اسماعیل اور ان کی کتاب تقویۃ الایمان کی تصدیق اور توثیق کر کے اس فتنے کا دروازہ مسلمانوں پر کھول دیا'' (الحق المبین ص/ ۱۵)

الجواب:

درحقیقت فتنوں کا درازہ بریلویوں نے ہی کھول دیا۔ مولوی احمد رضا نے حسام الحرمین لکھ کر سب سے پہلے اس امت میں فتنہ کی بنیاد رکھی اور آج تک یہ فتنہ تسلسل کے ساتھ جاری ہیں۔ کبھی یہ کہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے حالت سکر میں مکتوبات لکھ دیئے، کبھی کہتے

ہیں شاہ ولی اللہؒ وہابی ہو گیا تھا، پھر کہتے ہیں شاہ محمد اسحاقؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ بھی اسی نظریہ پر تھے، نیز کہتے ہیں کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ میں بھی کچھ وہابیت کا رنگ تھا۔اور فضل حق خیرآبادی کے نظریات کو بھی ان لوگوں نے کفر لکھا۔

علماء دیوبند کو بھی انہوں نے کافر کہا ندوۃ العلماء والوں کو حتی کہ اپنے ہی ہم مسلک بدایونی ،فرنگی محلی علماء پر بھی فتوے لگائیں ، یہاں تک ان کے نزدیک سوائے جماعت بریلویہ کے سب کافر و مرتد گستاخ بے ایمان ہیں ۔معاذ اللہ (ملاحظہ ہو تجانب اہلسنہ عن اہل الفتنہ)

مولوی عبد الستار خان نیازی لکھتے ہیں :

’’پاکستان کی تمام جماعتیں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ شیخ محقق عبد الحق محدث دہلویؒ اور شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کے افکار و نظریات پر اصولاً متفق ہے ۔لہذا ہم اپنے متنازعہ فیہ امور ان کے عقائد و نظریات کی روشنی میں حل کریں‘‘ (اتحاد بین المسلمین ص/ ۱۱۳ مطبوعہ لاہور)

مگر شاہ ولی اللہؒ کے بارے میں تم نے خود لکھا کہ وہ پکا وہابی ہے تو جس پر پورے پاکستان کے مکاتب فکر کا اتفاق ہو اسے اپنے اکابر میں سے ماننے والا فسادی ہیں یا اسے وہابی مان کر کافر بنانے والا ۔

مولوی اقتدار احمد نعیمی بریلوی لکھتے ہیں :

’’لایعنی لغو اور کذب باتوں نے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور خواجہ حسن نظامی دہلوی کو معاشرہ علمیہ میں مشکوک بنا دیا پتہ نہیں لگتا کہ یہ لوگ سنی ہے یا شیعہ یا وہابی ان لوگوں نے اپنی کتب میں کوئی بات شیعہ نوازی میں کہہ کر شیعہ فرقہ کو خوش کر دیا کوئی بات وہابیوں کی تائید میں کر دی اس کج روی کی بنیاد پر مشکوک لوگ اہلسنت

کیلئے قابل سند نہیں رہے‘‘ (تنقیدات علی مطبوعات ص/ ۱۴۸)

مولوی غلام مہر چشتیاں لکھتے ہیں:

’’سارے فساد کی جڑ مولوی شیخ احمد معروف بہ شاہ ولی اللہ دہلوی اور وہی سارنگی بجانے والے اس کے بیٹے رفیع الدین وعبد القادر ہیں جہالت عامہ کے دور میں دہلی میں سقہ بچہ کی طرح ان کے علمی شاہی کا چمڑے کا سکہ چلتا تھا۔ یہ مولوی احمد الضدان یجتمعان کا حیرت انگیز ہیولی تھے اول سنی پھر نجدی۔۔۔۔۔خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ شاہ ولی اللہ نے ہگا، شاہ عبد العزیز نے اس پر مٹی ڈالی مگر اسماعیل نے اسے ننگا کر کے سارے ملک کو متعفن کر دیا‘‘ (عصمۃ النبی المصطفی ص/ ۷، ۸)

بریلوی رئیس القلم سید عبد الکریم علی ہاشمی لکھتے ہیں:

’’اس مذہب کے آخری امام ابن عبد الوہاب جس نے یہ طریقہ اپنے شیخ طریقت شیخ محمد حیات سندھی سے لیا ہے اور اس نے مدینے کے ۱۲۷ استادوں سے لیا ہیں شیخ احمد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی ان ہی محدثین میں سے پانچ اصحاب حدیث سے حدیث کی سند حاصل کی ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ نے مدینہ سے وہابی مذہب ہندوستان میں لے آئے‘‘ (المیزان کا امام احمد رضا نمبر ص/ ۶۱۰)

ان حوالوں کے بعد بھی اگر کاظمی جیسا علم سے یتیم عقل سے پیدل کہے کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تصدیق وتوثیق کر کے علماء دیو بند نے فتنوں کا دروازہ مسلمانوں پر کھول دیا معاذ اللہ تو ایسے ڈھیٹ و بے شرم کا علاج بجز اس کے اور ہمارے پاس کیا ہے۔ ؎

رنگ جب محشر میں لائیگی تو اڑ جائے گا رنگ
یہ نہ کہئے سرخئ خون شہیداں کچھ نہیں

(کاظمی صاحب کا انوکھا اصول)

کاظمی صاحب فتاوی رشیدیہ کا ایک حوالہ نقل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ علماء دیوبند نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تائید وتوثیق کی ہیں (جواب اپنے مقام پر آئے گا ان شاء اللہ)

چند سطور بعد ایک عجیب وغریب اصول بیان کرتے ہوئے یوں لب کشاں ہیں:

''اور اہلسنت فتاوی رشیدیہ میں محمد بن عبدالوہاب کی توثیق پڑھ کر یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے کہ علماء دوبند کا مذہب بھی محمد بن عبدالوہاب سے تعلق رکھتا ہیں'' (الحق المبین ص/ ۱۶)

الجواب:

اگر کسی کی تائید کرنے سے اس کا تعلق اسی مسلک جڑ جاتا ہیں تو پھر بریلوی، بریلوی نہیں رہے دیوبندی ہیں، کیونکہ علماء بریلویہ کی کتب میں علماء دیوبند کی تعریف وتوثیق ملتا ہیں۔ خوف طوالت صرف اسم کتب مع صفحہ ملاحظہ فرمائیں:

(تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص/ ۵۲۷ مطبوعہ لاہور، ڈھول کی آواز ص/ ۱۱۶ مطبوعہ سرگودھا، مقابیس المجالس ص/ ۳۱۲ مطبوعہ لاہور، حدائق الحنفیہ ص/ ۲، ۳، رسالہ تحقیق المسائل ص/ ۳۱ مطبوعہ لاہور، تحذیر الناس میری نظر میں ص/ ۵۸ مطبوعہ لاہور از کرم شاہ ازہری، مہر منیر ص/ ۲۶۸ از فیض احمد گولڑوی)

ان تمام کتب میں الحمد للہ علماء دیوبند کی تعریف وتائید موجود ہیں، تو کیا بریلوی دیوبندی مسلک سے تعلق جوڑ لیا۔

میاں نذیر حسین (اہلحدیث) کی تعریف:

خواجہ غلام فرید سے کسی نے سوال کیا کہ حضور لوگ مولوی نذیر حسین کو غیر مقلد اور وہابی

کہتے ہیں۔ وہ کیسے آدمی تھے، خواجہ صاحب جواب دیتے ہیں کہ:

''آپ (خواجہ غلام فرید) نے فرمایا کہ سبحان اللہ وہ تو ایک صحابی معلوم ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کی عظمت کیلئے یہی کافی دلیل ہے کہ دنیا میں اس کا مانند کوئی نہ ہو۔ چنانچہ آج کل کے زمانے میں علم حدیث میں ان کا کوئی نظیر نہیں ہے'' (مقابیس المجالس ص/ ۶۶۰ مقبوس/ ۸۵ مطبوعہ لاہور)

لیجئے اگر بریلوی فتاوی رشیدیہ کی عبارت دیکھ کر علماء دیوبند کو وہابی کہنے پر حق بجانب ہے تو ہم بریلویوں کو غیر مقلد کہہ کر حق بجانب ہوں گے۔

سرسید احمد خان کی تعریف:

یہی خواجہ غلام فرید سرسید احمد خان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''نہایت اچھے آدمی تھے اور ان کے چہرے سے برکت ٹپکتی تھی۔ ان کا اسلام کے کسی فرقے سے اختلاف نہیں تھا، اور ہر فرقے کو اچھا کہتے تھے'' (ایضاً ص/ ۶۵۹)

اب بریلوی بتائیں کیا تم سرسید کی تعریف کر کے نیچری فرقہ سے تعلق جوڑ لیا۔

یاد رہے بریلویوں کے نزدیک اہل حدیث اور سرسید احمد خان کافر و مرتد ہیں۔ (ملاحظہ ہو تجانب اہل سنہ ص/ ۱۱۲)

لیجئے خود تو ان کی تعریف کر رہے ہیں جن کو کافر و مرتد قرار دے چکے ہیں۔

یاد رہے کتاب مقابیس المجالس و مؤلف بریلویوں کے ہاں معتبر ہیں۔ عبد الحکیم شرف قادری خواجہ غلام فرید کو اپنے اکابر میں شمار کیا ہیں۔ (ملاحظہ ہو تذکرہ اکابر اہلسنت ص/ ۳۲۱ مکتبہ قادریہ لاہور)

لہذا اسے غیر معتبر کہہ کر بریلوی جان نہ چھڑائیں۔

(کذب کاظمی بر حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ)

کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

''لیکن علماء اہلسنت برابر اس فتنے (علماء دیو بند) کے خلاف نبرد آزما رہے۔ ان علماء حق میں مذکورین صدر حضرات کے علاوہ حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ۔۔۔۔۔ الخ'' (الحق المبین ص/۱۶)

الجواب:

کاظمی صاحب حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کو اپنے اکابر میں شمار کرتے ہوئے یہ کذب بیانی کی ہے کہ حاجی صاحب بھی علماء دیو بند کے خلاف نبرد آزما رہے۔ حالانکہ یہ بات بریلویوں کو بھی مسلم ہیں کہ حضرت حاجی صاحبؒ علماء دیو بند کا پیر و مرشد ہیں۔ کیا کوئی بریلوی حضرت حاجی صاحبؒ کی کوئی تحریر دکھا سکتا ہیں جو علماء دیو بند کے خلاف ہو یا علماء دیو بند کے رد میں ہو؟ یا پھر لعنۃ اللہ علی الکذبین کا مہر مزید اپنے اوپر پکا کریں۔

(حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور علماء دیو بند)

قطب الاقطاب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

''ہر کس کہ ازین فقیر محبت وعقیدت وارادت دارد مولوی رشید احمد سلمہ ومولوی محمد قاسم صاحب سلمہ را کہ جامع جمیع کمالات علوم ظاہری و باطنے اند بجائے من فقیر راقم اوراق بلکہ بمدارج فوق از من شمارند اگرچہ بظاہر معاملہ برعکس شد کہ اوشان بجای من ومن بمقام او شان شدم وصحبت اوشان را غنیمر دانند کہ این چنین کسان درین زمان نایاب اندواز

خدمت با برکت ایشان فیضیاب بودہ باشند وطریق سلوک کہ درین رسالہ نوشتہ شد درنظر شان تحصیل نمایند انشاء اللہ تعالی بے بہرہ نخواہند ماند اللہ تعالی درعمر شان برکت سہادواز تمامی نعمای عرفانے وکمالات قربت خود مشرف کردانا دو بمراتبات حالیات رسانا دواز نور ہدایت شان عالم رامنور کردانا دوتا قیامت فیض اوشان جاری داراد بحرمۃ النبی‘‘ (ضیاء القلوب ص/ ۷۲ مطبوعہ بمبئی)

جو شخص مجھ سے محبت وعقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ (جو کمالات ظاہری وباطنی کے جامع ہیں) میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مراتب سمجھے اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں۔ اوران کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان کے ایسے لوگ زمانے میں نہیں پائے جاتے ہیں اوران کی برکت خدمت سے فیض حاصل کریں اور سلوک کے طریقے کہ اس رسالہ میں لکھا ہے ان کے سامنے حاصل کریں ان شاء اللہ بے بہرہ نہ رہے گا خدا ان کی عمر میں برکت دیں اور معدت کی تمام نعمتوں اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند مرتبوں تک پہنچائے اوران کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کریں اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک ان کا فیض جاری رکھے۔

حضرت حاجی صاحبؒ توان کیلئے دعا فرما رہے ہیں۔ اوراسی دعا کی بدولت آج پوری دنیا میں لوگ ان کے فیض سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

(کاظمی کوکب نورانی کی عدالت میں)

کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

’’ان لوگوں (علماء دیوبند) کے ساتھ ہمارا اصولی اختلاف صرف ان عبارات کی وجہ

سے ہے جن میں ان لوگوں نے اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومحبوبان حق سبحانہ تعالی کی شان میں صریح گستاخیاں کی ہیں۔ باقی مسائل میں محض فروعی اختلاف ہے جس کی بناء پر جانبین میں سے کسی کی تکفیر وتضلیل نہیں کی جاسکتی'' (الحق المبین ص/ ۱۷)

اب آیئے دوسری طرف کوکب نورانی اوکاڑوی ابن شفیع اوکاڑوی کو دیکھئے ان کے نزدیک اصولی اختلاف کن باتوں پر ہے۔

کوکب نورانی لکھتے ہیں:

''دیوبندی وہابی تبلیغی گروہ سے ہمارا اختلاف محض فروعی اور خواہ مخواہ کا نہیں بلکہ اصولی اور بنیادی ہے یقینا آپ جاننا چاہیں گے کہ اختلاف کن باتوں پر ہے ملاحظہ فرمائے''

(دیوبند سے بریلی ص/ ۳۲ مطبوعہ لاہور)

آگے اصولی اختلاف کا یوں ذکر کرتے ہیں:

''میلاد شریف، عرس شریف، ختم شریف، سوم، چہلم، فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب سب ناجائز بدعت اور کافروں ہندؤوں کا طریقہ ہے'' (دیوبند سے بریلی ص/ ۳۵)

نیز لکھتے ہیں:

''نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا ناجائز'' (دیوبند سے بریلی ص/ ۳۷)

کاظمی صاحب اصولی اختلاف عبارات اکابر بتلارہے ہیں لیکن نورانی صاحب اس کے برعکس بتلارہے ہیں اب فیصلہ بریلوی کریں کہ ان میں سچا کون ہے۔

(کاظمی غلام مہر علی چشتیاں کی عدالت میں)

غلام مہر علی چشتیاں لکھتے ہیں:

''عقیدہ حاضر وناظر تمام امت محمدیہ کا متفقہ اور اجماعی مسئلہ ہے اور اس پر ایمان لانا

دین کی ضروریات سے ہے اور جس طرح عقیدہ ختم نبوت اور آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا منکر جماعت اہل اسلام سے خارج ہے اسی طرح عقیدہ حاضر و ناظر کا منکر اور آنحضرت ﷺ کے مطلق خداداد علم غیب کا منکر بھی اسلام سے خارج ہے'' (دیوبندی مذہب ص/۲۴۱ مطبوعہ کراچی)

کاظمی صاحب نے تو اصولی اختلاف عبارات اکابر کو ٹھہرایا لیکن غلام مہر علی حاضر و ناظر کے منکر کو خارج از اسلام لکھ رہا ہے، جب کہ بقول کاظمی ان مسائل میں جانبین سے کسی کی تکفیر و تضلیل نہیں کی جاسکتی۔ بریلوی فیصلہ کریں ان میں سچا کون ہے۔

یاد رہے غلام مہر علی حاضر و ناظر کے منکر کو کافر کہہ رہا ہے جب کہ مولوی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں:

''ہمارے پاس اگرچہ اس موضوع پر بڑے مضبوط اور قوی دلائل موجود ہے لیکن پھر بھی ہم منکر کو کافر نہیں کہتے'' (رسائل اویسیہ جلد/۹ رسالہ صحابہ کرام کا عقیدہ حاضر و ناظر ص/۶ سیرانی کتب خانہ بہاولپور)

مولوی حشمت علی خان تو نہ اسے ضروریات دین اور نہ ضروریات مذہب اہلسنت سے سمجھتا ہے اور منکر کو کافر بھی نہیں کہتا۔ (ملاحظہ ہو فتاوی حشمتیہ جلد/۱ ص/۸۷ تنظیم اہلسنت پاکستان)

جو فرقہ آج تک اپنے عقائد و مسائل پر متفق نہ ہو سکے وہ بھی علماء دیوبند کے خلاف قلم اٹھاتے ہیں

بے حیاء باش و ہر چہ خواہی کن

(خان صاحب بریلی عدالت کاظمی میں)

کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

''بعض لوگ کلمات توہین کے معنی میں قسم قسم کی تاویلیں کرتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ اگر کسی تاویل سے معنی مستقیم بھی ہوجائے اور اس کے باوجود عرف عام ومحاورات اہل زبان میں اس کلمہ سے توہین کے معنی مفہوم ہوتے ہو تو وہ سب تاویلات بے کار ہوں گی'' (الحق المبین ص/ ۲۴)

الجواب:

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلی لکھتے ہیں:

''جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ ''یداللہ علی الجماعۃ'' اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں'' (اللہ جھوٹ سے پاک/ص/۱۱۱)

لیجئے خان صاحب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ راعی کہہ رہا ہے جس سے قرآن بھی منع فرماتا ہے، اگر یہی بات علماء دیوبند کی جانب سے ہوتا تو آج بریلوی کتب میں عبارت نمایا ہوتا لیکن یہاں مسئلہ الٹ ہے، کاظمی صاحب نے تو تاویل کا راستہ بند کیا اب دیکھتے ہیں بریلویت کی جانب سے کیا فتوی آئے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راعی کہنے پر بریلویوں نے فتوی دے چکے ہیں ملاحظہ فرمائیں درج ذیل کتب:

(تمہید ایمان مع حاشیہ ایمان کین پہچان ص/ ۹۷ حاشیہ ۲۹۲، فتاوی رضویہ جلد/ ۳۰ ص/ ۳۳۳ مطبوعہ لاہور، مناظرہ جھنگ ص/ ۱۷ مطبوعہ دینہ ضلع جہلم، گستاخ رسول کی سزا ص/ ۴۱، روئیداد مناظرہ گستاخ کون ص/ ۵۲، کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص/ ۲۰۴ از الیاس عطار)

(حفظ الایمان اور شرح مواقف)

کاظمی صاحب حفظ الایمان اور شرح مواقف کی عبارت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کیونکہ اس (حفظ الایمان کی) عبارت میں بچوں، پاگلوں، حیوانات اور بہائم کے الفاظ ایسے ہیں جن کی تصریح ہر اہل فہم کے نزدیک اس کلام میں ایسی صریح توہین پیدا کر رہی ہے جس کا انکار بجز معاند متعسف کے کوئی شخص نہیں کر سکتا بخلاف عبارت شرح مواقف کے کہ اس میں بچوں پاگلوں، جانوروں اور حیوانات کی قطعاً کوئی تفصیل مذکور نہیں" (الحق المبین ص/ ۲۷)

الجواب:

بریلویوں نے قسم کھائی ہیں کہ علماء دیوبند کی طرف سے جس انداز میں جواب دیا جائے ہمیں ماننا نہیں ہے۔

الحمد للہ علماء دیوبند کی جانب سے حفظ الایمان کے عبارت کی تائید میں امام المتکلمین علامہ سید میر شریف جرجانیؒ (المتوفی ۸۱۶ھ) کی مایہ ناز تصنیف شرح مواقف کی عبارت پیش کیا گیا تو بریلویت سے جواب نہ بن پایا تو اب نئی تاویل پیش کی ہے کہ شرح مواقف میں جانوروں، پاگلوں اور بہائم کی تفصیل موجود نہیں ہے اور حفظ الایمان میں یہ سب موجود ہیں۔

تو عرض یہ ہے جناب شرح مواقف کی عبارت میں (والبعض ای الاطلاع علی البعض لایختص به) کے الفاظ موجود ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے "اور بعض مغیبات پر مطلع ہو جانا نبی کے ساتھ خاص نہیں"، یعنی یہ غیر نبی میں بھی پائی جاتی ہے۔ اب بریلوی بتائیں کہ

غیر نبی میں کون کون سی چیزیں ہیں جن میں پائی جاتی ہے؟ بینوا توجرو

حقیقت یہ ہے کہ اگر علامہ جرجانیؒ کی بات کوئی دیوبندی کرتا تو یہ بھی گستاخی بنتا لیکن یہاں سکوت اس لئے کہ نقاب چہرہ سے اٹھ جائے گا۔

(علماء اہلسنت (بریلویوں) پر تکفیر کے الزامات کے جواب، جواب الجواب)

علماء اہلسنت دیوبند کی طرف سے جب بریلویوں کے فتاوی جات پر غور کیا گیا تو پتہ چلا کہ بریلی میں خالص کفر کے مشین نصب ہیں، اور بریلویوں کے ان فتاوی جات کو منظر عام پر لایا گیا جس سے کوئی مسلمان حتی کہ اپنے اکابرین نہ بچ سکے۔ بالآخر علماء اہلسنت یہ سمجھنے پر مجبور ہوئے کہ دارالتکفیر بریلی میں کفر کے مشین نصب ہیں۔

اس حقیقت کو نظر انداز کرتے ہوئے کاظمی صاحب اس پر یوں کلام کرتے ہیں:

''اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہا جائے کہ (**سبحانک هذا بهتان عظیم**) سو کسی مسلمان کو کافر کہنا مسلمان کی شان نہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے کا وبال کافر کہنے والے پر عائد ہوتا ہے۔ میں پوری وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ علماء بریلی یا ان کے ہم خیال کسی عالم نے آج تک کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا'' (الحق المبین ص/ ۲۸)

الجواب:

کاظمی صاحب کو (**سبحانک هذا بهتان عظیم**) مولوی حشمت علی خان کی قبر پر پڑھنا چاہیے تھا۔ جس نے اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر و مرتد کہا کما مرّ تجانب اہل سنہ جیسی تکفیری کتب کے ہوتے ہوئے بریلویوں کو (**سبحانک هذا بهتان عظیم**) پڑھتے

ہوئے شرم آنی چاہیے۔

(مولوی احمد رضا خان اور تکفیر شاہ اسماعیل شہیدؒ)

کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

''خصوصاً اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز تو مسئلہ تکفیر میں اس قدر محتاط واقع ہوئے تھے کہ امام الطائفہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے بکثرت اقوال کفریہ نقل کرنے کے باوجود لزوم والتزام کفر کو ملحوظ رکھتے یا امام الطائفہ کی توبہ مشہور ہونے کے باعث ازراہ احتیاط مولوی اسماعیل صاحب کی تکفیر سے کف لسان فرمایا'' (الحق المبین ص/ ۲۸، ۹۲)

الجواب:

کاظمی صاحب کا یہ کذب صریح ہے کہ خان صاحب نے شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کی تکفیر سے کف لسان اس لئے کیا کہ ان کی توبہ مشہور تھی۔ یہ ہے وہ پہلا جھوٹ جس سے بریلوی خان صاحب کی ایمان کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔لیکن بریلویوں کو شائد معلوم نہیں کہ انہوں نے یہ دلیل کس کے سامنے پیش کیا ہیں۔

درحقیقت بات یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے نیک بندوں سے بغاوت اوران کو بدنام کرنے کی سعی کرنے والا احمد رضا خان کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ دنیا کے سامنے آشکارہ کرنا چاہتا تھا۔اور اولیاء کی کرامت کو دکھانا چاہتا تھا کہ اللہ اپنے نیک بندوں کا بدلہ کیسے لیتا ہیں۔

چنانچہ ایک طرف تو خان صاحب شاہ اسماعیل شہیدؒ کے بارے میں کیا کہتا ہے ملاحظہ فرمائیں:

''اس (شاہ صاحبؒ) نے یہاں اللہ سبحانہ کے علم کو لازم نہ جانا اور معاذ اللہ اس کا جہل

ممکن مانا'' (الکوکبۃ الشھابیہ ص/ ۱۲ مطبوعہ بریلی ہندوستان)

''اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے کیلئے کرسکتا ہے وہ سب کچھ خدائے پاک کی ذات پر بھی روا ہے جسمیں کھانا، پینا، سونا، پاخانہ، پھرنا، پیشاب کرنا، جلنا، ڈوبنا، اورمرنا سب کچھ داخل ہے'' (ایضاً ص/)

''مسمانوں مسلمانوں ! خدارا ان ناپاک وشیطانی ملعون کلموں پرغور کرو ۔۔۔۔ پادریوں پنڈتوں وغیرہم کھلے کافروں مشرکوں کی کتابوں کو دیکھو۔۔۔۔شائد ان میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کس جگر سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے بے دھڑک یہ صریح سب ودشنام کے الفاظ لکھ دئے ۔۔۔۔مسلمانوں کیاان گالیوں کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ایذاء نہ پہنچی ہاں ہاں واللہ واللہ انہیں اطلاع ہوئی واللہ واللہ انہیں ایذاء پہنچی ۔۔۔۔۔اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں'' (الکوکبۃ الشھابیہ ص/ ۳۰، ۳۱)

قارئین کرام! غور فرمائیں خان صاحب کس انداز میں عاقبت سے بے خوف ہو کر شاہ صاحبؒ پر الزامات کی بوچھاڑ کر رہے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ ننگی گالیاں دی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ایسی گستاخیاں کی ہیں جس کی نظیر پادریوں، پنڈتوں کی کتب میں بھی نہیں مل سکتا۔مزید برآں ان کی گستاخیوں کے علم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذاء بھی پہنچی۔حتی کہ یہاں تک لکھ دیا کہ اس قسم کی کھلی گستاخی میں کسی قسم کی تاویل کی جگہ نہیں یعنی ناممکن ہے۔

اب خدا کی بے آواز لاٹھی کو دیکھئے دوسری طرف خود حضرت شاہ صاحبؒ کو اہل کلمہ لا الہ الا اللہ میں شمار کر کے تکفیر سے کف لسان کر کے اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑا مارتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

''علماءِ محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے وھو الجواب وبه یفتی وعلیه الفتوی وھو المذھب وعلیه الاعتماد وفیه السلامة وفیه السد'' (حسام الحرمین مع تمہید الایمان ص/ ۱۳۲ مطبوعہ لاہور قدیم، جدید ص/ ۵۱)

مزید لکھتے ہیں:

''حاشاللہ حاشاللہ ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا'' (ایضاً ص/ ۱۳۴)

نیز لکھتے ہیں:

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہوجائے'' (ایضاً ص/ ۱۳۴)

یہ ہے حضرت شاہ صاحبؒ کی زندہ کرامت ایک طرف سے ان کو بدنام کرنے کیلئے قسم قسم کے الزامات لگا رہا ہے اوران کی گستاخیوں پر قسم کھا رہا ہے، دوسری طرف اللہ تعالی نے ان کی صفائی خود ان کی قلم سے نکلوا دی۔ اللہ چاہے تو اپنے بندے کی حفاظت دشمن کے گھر میں کریں اوراپنے بندے کو مچھلی کے پیٹ میں بچائے، اورنہ چاہئے تو لاکھوں محافظوں کے درمیان ایک لنگڑا مچھر سے مروادے۔ بے شک اللہ تعالی ہر شئی پر قدرت رکھتا ہے۔

اب یہاں بریلویوں کی پاؤں تلے زمین نکل گئیں اورسب کی آنکھیں پھٹ گئیں کہ خان صاحب نے یہ کیا کردیا، اپنے آپ کو کفر کے دلدل میں پھنسا دیا۔ چنانچہ بریلویوں نے خان صاحب کو کفر کے دلدل سے نکالنے کیلئے یہ بات مشہور کردی کہ حضرت شاہ صاحبؒ کی توبہ مشہور ہونے کی وجہ سے تکفیر سے کف لسان کیا ہے، لیکن ان کو معلوم نہیں یہ شوشہ کس کے سامنے چھوڑا ہیں ؎

پڑا کبھی دل جلوں کو فلک سے کام نہیں
جلا کر خاک نہ کردوں تو دیو بندی نام نہیں

چیلنج

پوری ملت بریلویت کو کہ وہ احمد رضا کی کسی کتاب سے ثابت کردیں کہ خان صاحب نے تکفیر اس لئے نہیں کی کہ حضرت شاہ صاحبؒ توبہ مشہور تھی۔ دیدہ باید

(اس جھوٹ کا جواب خود احمد رضا خان سے)

خان صاحب بریلی لکھتے ہیں:

''اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اس کا فر نہیں کہتے'' (حسام الحرمین مع تمہید الایمان ص/ ۱۳۳)

نیز لکھتے ہیں:

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے'' (ایضاً ص/ ۱۳۴)

معلوم ہوا کہ خان صاحب نے تکفیر اس دو وجوہات سے نہیں کی:

(۱) اس میں متکلمین کے مذہب اختیار کیا ہیں۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔

تو صاف ظاہر ہے کہ خان صاحب نے تکفیر سے کف لسان اس لئے کیا بقول خود متکلمین کی مذہب اختیار کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان عالی شان پر عمل کیا۔ اگر توبہ کی وجہ سے تکفیر سے کف لسان کرتے تو ضرور اسے ظاہر کرتے۔

(خودساختہ کہانی پر خان صاحب نے پانی پھیر دیا)

خان صاحب بریلی مجمع الانہراور درمختار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''جوکسی نبی کی شان میں گستاخی کی سبب کافر ہوااس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جواس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے'' (حسام الحرمین مع تمہید الایمان ص/۱۱۷ مکتبہ نبویہ لاہور)

لیجئے بریلویوں کی خودساختہ کہانی پر خان صاحب نے پانی پھیر دیا۔جس کیلئے یہ کہانی گھڑاانہوں نے تو اپنی کفر پر خود مہر لگادی۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولیں

بالفرض اگر تسلیم کرلیا جائے کہ خان صاحب توبہ مشہور ہونے کی وجہ سے تکفیر نہیں کی،تو جناب کے نزدیک تو گستاخ رسول کی توبہ قابل قبول نہیں اور جواس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر تو خان صاحب تکفیر نہ کرکے خود کفر کے گھاٹ اترا ؎

عجیب مشکل میں آیا ہے سینے والا جیب وداماں کا

جو یہ ٹانکا تو وہ ادھڑا جو وہ ٹانکا تو یہ ادھڑ

علماء دیوبند کی طرف سے جب بریلویوں کے توبہ والی من گھڑت کہانی کی حقیقت کھول دی گئی تو خان صاحب کے اعمٰی مقلدین نے لزوم والتزام کی بحث چھیڑ دی کہ دراصل خان صاحب کوان کے عقائد کا علم نہ تھااس لئے ہمارے امام نے تکفیر نہیں کی۔

ایسے لایعنی ورکیک تاویلوں کی مناظراسلام حضرت مولانا ساجد خان صاحب دامت برکاتہم نے (دفاع اہل السنۃ والجماعۃ جلد ا صفحہ ۴۶۶ تا ۵۰۱) پردھجیاں بکھیر دیں ہیں۔

(بریلویوں سے گیارہ (۱۱) سوالات دربارہ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ)

سوال ۱: آج اگر کوئی یہ مشہور کردے کہ مرزا قادیانی نے توبہ کرلی تھی یا کوئی کہے کہ مرزا قادیانی کی عبارات میں لزوم کفر تھا التزام کفر نہیں اس لئے مرزا کو معلوم ہی نہ تھا کہ میں کفر بک رہا ہوں تو کیا بریلوی مرزا قادیانی کو مسلمان کہیں گے؟

سوال ۲: احمد رضا خان نے حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تکفیر میں متکلمین کے مذہب اختیار کرکے تکفیر سے کف لسان کیا، بریلوی بتائیں علماء اہلسنت کے جن چار اکابر کی تکفیر خان صاحب نے کی ہے وہ کس مذہب پر کیا، حضرت شاہ صاحبؒ کے تکفیر میں متکلمین کے مذہب اختیار کی تو یہاں کیوں نہیں کیا، کیا ان اکابر کی تکفیر اس کو پسند تھا یا اپنا شوق پورا کرنے کیلئے کیا؟ بینوا توجرو

سوال ۳: علماء بریلویہ کا شاہ اسماعیل شہیدؒ کے بارے میں کیا مؤقف ہے کہ وہ کافر ہے، مرتد ہے، بدعتی ہے، فاسق ہے یا گمراہ ہے؟

سوال ۴: اگر کافر کہے تو پھر آپ اپنے مولوی نعیم الدین کے فتوی سے کافر ہوں گے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''رہی یہ بات کہ جو اعلحضرت کا ہم عقیدہ نہ ہو اس کو وہ کافر کہتے ہیں۔ یہ درست ہے اور ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے'' (التحقیقات لدفع التلبیسات ص/ ۴۲ طبع شاہ برکت اللہ اکیڈمی کراچی)

احمد رضا خان کا عقیدہ تھا کہ وہ مسلمان ہے تو آپ کافر کہہ کر اعلحضرت کا ہم عقیدہ نہ ہوا لہذا بقول مرادآبادی جو اعلحضرت کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے۔

سوال۵: اگر کافرنہیں ہے تو جو کافر کہتے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے اور کیا وجہ ہے کہ اب تک بریلوی کافر کہہ رہے ہیں؟

سوال۶: کیا گستاخ رسول کی توبہ قبول ہوتی ہے؟ اگر ہوتی ہے تو خان صاحب بریلی نے کہا نہیں ہوتی ان کے بارہ میں کیا خیال ہے؟

سوال۷: اگر نہیں ہوتی تو آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ ''خاں صاحب بریلی نے شاہ صاحبؒ کی تکفیر سے کف لسان اس لئے کیا کہ ان کی توبہ مشہور تھی'' باطل ومردود ہے اس لئے جب توبہ قبول نہیں تو عدم تکفیر چہ معنی دارد۔

سوال۸: جو شخص شاہ اسماعیل شہیدؒ کو شہید کہے اس کے بارہ میں کیا حکم ہے؟

سوال۹: جو شخص شاہ اسماعیل شہیدؒ کیلئے ''رحمۃ اللہ علیہ'' لکھے اس کے بارہ میں کیا حکم ہے؟

سوال۱۰: جو شخص شاہ صاحبؒ کے عقائد وعبارات سے واقف ہو کر بھی انہیں مسلمان جانے اس کے بارہ میں کیا حکم ہے؟

سوال۱۱: زید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان رفیع میں کھلی کھلی گستاخیاں کرتا ہے جن میں کوئی تاویل بھی نہیں چل سکتی عمرو اس کی تکفیر نہیں کرتا بلکہ تکفیر کو معصیت بتلاتا ہے۔ کیا عمرو مسلمان ہے یا کافر؟

(کفر لزوم والتزام)

کاظمی صاحب لزوم والتزام کی تعریف یوں کرتا ہیں:

''لزوم کفر کا معنی ہیں کفر کا لازم ہونا اور التزام کفر کے معنی ہیں اپنے اوپر لازم کرنا، بعض اوقات ایک کلام مستلزم کفر ہوتا ہے مگر قائل کو اس کا علم نہیں ہوتا، یہ لزوم کفر ہے، مگر جب

اسے بتادیا جائے کہ تیرے اس کلام کو کفر لازم ہے اور اس کے باوجود بھی اس پر اڑا رہے اور اپنے کلام میں لزوم کفر پر خبردار ہو کر بھی اس سے رجوع نہ کرے تو التزام کفر ہوگا'' (الحق المبین ص/ ۲۹)

الجواب:

تو جناب اکابر علماء دیوبند کے جن چار بزرگوں پر تمہارا فتوی کفر ہے انہوں نے تو چیخ چیخ کر کہا ہیں کہ یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہیں ہم نے ایسا نہیں لکھا۔ اس کے باوجود کتب لکھنا اور گستاخ کہنا کونسا دین ہے۔

(کیا علماء دیوبند متنازعہ عبارات کو کفریہ سمجھتے ہیں)

کاظمی صاحب یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ علماء دیوبند اچھی طرح جانتے ہیں کہ جن عبارات پر فتوی ہے واقعی کفریہ ہیں، مگر محض اس لئے کہ یہ ان کے اپنے پیشواؤں کی عبارات ہیں اس لئے تکفیر نہیں کرتے۔ اگر ان کے سامنے ایسی عبارات لکھ کر فتوی طلب کیا جائے جن کے بارے میں انہیں علم نہ ہو کہ یہ ہمارے بڑوں کی عبارت ہیں تو فوراً کفر کا فتوی دیتے ہیں۔

پھر آگے بطور ثبوت ایک مثال پیش کی ہے ایک اشتہار سے بعنوان'' دارالعلوم دیوبند کے مفتی کا مولانا محمد قاسم نانوتوی پر فتوی کفر'' جس میں حضرت نانوتویؒ کی ایک عبارت لکھ کر فتوی طلب کیا گیا ہے، تو دارالعلوم دیوبند سے فتوی کفر آیا۔ (الحق المبین ص/ ۳۱، ۳۳ مفہوماً)

الجواب:

اولاً: اس اشتہار کی کوئی حقیقت نہیں من گھڑت ہے، اگر یہ سچ ہے تو بریلوی وہ اشتہار

منظر عام پر لائے۔

ثانیاً: متنازعہ عبارات کو خود بریلوی بھی سمجھتے ہیں کہ کفریہ نہیں ہیں اور مصنفین نے اپنی عبارات کی وضاحت بھی کر چکے ہیں۔ مگر محض اپنے اعلی حضرت کو سچا ثابت کرنے کیلئے سکوت اختیار نہیں کرتے۔ آج بھی اگر کوئی بریلویوں کے کسی عبارت کو بطور استفتاء کسی بریلوی مدرسہ بھیج دے، اور انہیں بتایا جائے کہ کسی دیوبندی نے لکھی ہیں تو قوی امید ہے کہ واپس فتوی کفر کی صورت میں آئے گا۔

اس کی بہت سی مثالیں ہیں سر دست ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کی عبارت کو کسی نے زید کے نام سے بطور استفتاء خواجہ قمر الدین سیالوی کے پاس بھیجا، خواجہ صاحب جواب دیتے ہیں کہ:

''اس قول پر زید کو کافر نہ کہا جائے گا، بعد میں سنا گیا کہ بعض علماء اہلسنت نے فقیر کے اس فتوی کو اس وجہ سے ناپسند کیا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی کے رسالہ تحذیر الناس کی اس نوعیت کی عبارت پر علماء اہلسنت نے کفر کا فتوی دیا ہے۔ چنانچہ رسالہ مذکور کا مطالعہ کیا تو تحذیر الناس کی عبارت اور اس استفتاء کی عبارت میں فرق بعید ثابت ہوا'' (انوار قمریہ حصہ سوم ص/ ۱۴۹ مطبوعہ کراچی)

ملاحظہ فرمائیں زید کے نام سے استفتاء بھیجا گیا تو کافر نہیں کہا گیا، اگر زید کے نام کی جگہ حضرت نانوتویؒ کا نام لکھتے تو نہ جانے کتنے بار کافر کہہ چکے ہوتے۔

(علماء دیوبند پر پیر پرستی کا الزام)

علماء دیوبند پر پیر پرستی کا الزام لگاتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اس سے بڑھ کر بھی کوئی پیر پرستی ہوسکتی ہے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر بھی

اپنے پیروں اور پیشواؤں کو بڑھا دیا جائے۔اہل انصاف کے نزدیک فی زمانہ یہی لوگ آیۃ کریمہ ''اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللّٰہ'' کے صحیح مصداق ہیں'' (الحق المبین ص/ ۳۴)

الجواب:

بحمد اللہ تعالی علماء دیو بند کو اللہ تعالی نے یہ توفیق بخشی ہیں کہ وہ اولیاء اللہ بزرگان دین واکابرین سے اتنا محبت کرتے ہیں جتنا ہمیں دین اسلام نے حکم دیا ہیں، یہ خاصہ علماء دیو بند کی ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام اور بزرگان دین کے شان میں مبالغہ نہیں کرتے۔ یہ بریلویوں کی خاصیت ہیں کہ انبیاء واولیاء کی شان میں مبالغہ کرنا اولیاء کو انبیاء کی صفات سے متصف کرنا اور انبیاء کو اللہ کی صفات سے متصف کرنا چنانچہ انہوں نے حضور ﷺ کی شان اقدس میں کتنا مبالغہ آرائی سے کام لیا ہیں اس کا اندازہ آپ مولوی احمد رضا خان کی کتاب (الامن والعلی) اور مولوی احمد یار خان کی کتاب (سلطنت مصطفی) کے پڑھنے سے لگائیں گے۔ ذاتی اور عطائی کے بہانہ میں انہوں نے اللہ اور رسول کے درمیان فرق ہی ہٹا دیا ہیں معاذ اللہ جو صفات اللہ تعالی کیلئے مانتے ہیں وہی حضور ﷺ کیلئے مگر بہانہ صرف عطائی کا کرتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں انہوں نے کتنا مبالغہ کیا یہ لکھنے سے قاصر ہوں، البتہ احمد رضا خان کی شان میں انہوں نے کتنا مبالغہ آرئی سے کام لیا ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں:

(بریلویوں کا خدا احمد رضا خان)

عبد الستار اسماعیل رضوی لکھتے ہیں:

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا ہے

تیرااور سب کا خدا احمد رضا (معاذ اللہ)

(نغمۃ الروح ص/ ۴۳ رضوی کتب خانہ بریلی)

(بریلوی احمد رضا کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر سمجھتے ہیں)

ابوالخیر پیر محمد زبیر بریلوی لکھتے ہیں:

''مسلک رضا والے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو نبیوں ولیوں بلکہ خود امام الانبیاء سے بڑھ کر سمجھتے ہیں'' (مغفرت ذنب ص/ ۳ بحوالہ انوار کنزالایمان ص/ ۲۱۲)

(احمد رضا خان خدا کا شاگرد ہیں)

ڈاکٹر محمد مسعود بریلوی لکھتے ہیں:

''وہ (اعلی حضرت) کسی کے شاگرد نہ تھے وہ تو تلمیذ رحمن تھے'' (حیات اعلی حضرت ص/ ۱۵۶ بحوالہ براہین دیوبندی)

(بریلویوں کے نزدیک احمد رضا سے غلطی ناممکن ہے مگر انبیاء سے ممکن ہے)

مولوی احمد رضا کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ:

''مولا تعالی نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اور زبان وقلم نقطہ برابر خطا کرے اس کو ناممکن فرما دیا'' (احکام شریعت ص/ ۱۱ مطبوعہ کراچی)

دوسری طرف بریلوی حکیم الامت احمد یار خان لکھتے ہیں:

''انبیاء کرام، ارادۃً گناہ کبیرہ کرنے سے ہمیشہ معصوم ہین کہ جان بوجھ کرنہ تو نبوت

سے پہلے گناہ کبیرہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بعد، ہاں نسیاناً خطائً صادر ہو سکتے ہیں مگر اس پر قائم نہیں رہتے'' (جاء الحق ص/ ۴۲۷ نعیمی کتب خانہ گجرات)

معاذ اللہ انبیاء کرام علیہم السلام سے نسیاناً گناہ کبیرہ کا صادر ہونا ممکن ہیں لیکن احمد رضا خان سے نقطہ برابر خطاء ناممکن!

یہ ہے وہ نادان جو دوسروں پر پیر پرستی کا الزام لگاتے ہیں لیکن اپنے گھر سے بے خبر ہے

ے

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ جو گھر جل رہا ہے کہی تیرا نہ ہو

(کیا جمع قرآن اور اس کی اعراب بدعت ہیں)

کاظمی صاحب تیجہ، چالیسواں، عرس اور میلاد وغیرہ کو ثابت کرنے کیلئے علماء اہلسنت کو الزامی جواب دیتے ہیں کہ:

''دیکھئے قرآن کی تیس پاروں میں تقسیم، اعراب قرآن، جمع احادیث بناء مدارس تعلیم دین پر اجرت لینا اور اعمال مشائخ وغیرہ بے شمار کام ایسے ہیں کہ خیر القرون میں ان کا وجود نہیں پایا گیا، لیکن علماء دیوبند بھی انہیں بدعت نہیں کہتے'' (الحق المبین ص/ ۴۶)

الجواب:

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:

''کان القرآن علی عهد النبی صلی اللہ علیه وسلم مرتبا سوره وآیاته علی هذا الترتیب'' (اتقام جلد ۱ ص/ ۶۲ بحواله راه سنت ص/ ۲۹۹)

قرآن کریم کی سورتوں اور آیات کی یہی ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں تھے جو

آج ہے۔

امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

''ترتیب الآیات فی سورھا واقع بتوفیقہ صلی اللہ علیہ وسلم وامرہ من غیر خلاف فی ھذا بین المسلمین'' (تفسیر اتقان جلد ۱ ص/ ٦٠ بحوالہ راہ سنت ۲۹۹)

آیات کی سورتوں میں جو ترتیب ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اور آپ کی توقیف یعنی اطلاع دینے سے ہے اس میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں۔

معلوم ہوا کہ سورت و آیات کی ترتیب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانہ میں تھا، تو بدعت کہنا چہ معنی دادر!

رہی اعراب کا مسئلہ تو اس میں کافی اختلاف ہے۔ محمد بن اسحاق بن ندیم اور قاضی شمس الدین احمد بن خلکان کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اعراب حجاج بن یوسف نے لگوائے تھے۔ علامہ ابن خلکان کے بیان میں اس کا بھی اختلاف ہے کہ حجاج بن یوسف کے حکم سے اعراب کس نے لگایا؟ ایک قول یہ ہے کہ نصر بن عامرؒ نے دوسرا قول یہ ہے کہ یحیٰ بن یعمرؒ نے۔

بالفرض اگر حجاج بن یوسف کے زمانہ میں بھی تسلیم کرلیا جائے تو بھی اس کی وفات کے بعد حضرات صحابہ کرامؓ کا دور باقی رہا ہیں۔ حضرت محمود بن لبیدؓ کی وفات ۹٦ھ میں ہوئی اور حضرت محمود بن ربیع کی ۹۹ھ میں اور حضرت ابوامامہ سہل بن حنیفؓ کی ۱۱۰ھ اور حضرت ہرماس بن زیاد باہلیؓ کی ۱۰۲ھ میں اور حضرت ابوالطفیلؓ کی ۱۱۰ھ میں وفات ہوئی۔

(ملاحظہ ہو: تقریب التھذیب ص/ ۳۴۸، تھذیب التھذیب جلد ۱ ص/ ٦۳، البدایہ

والنہایہ جلد ۹ ص/ ۱۹۰، تھذیب جلد ۱۱ ص/ ۲۸، تھذیب جلد ۵ ص/ ۸۲)

نوٹ: یہ تمام حوالہ جات حضرت امام اہلسنت شیخ سرفراز خان صفدرؒ کی تصنیف ''راہ سنت'' سے لیا گیا ہے۔

بہرکیف! حضرات صحابہ کرامؓ کا دور تھا جس میں قرآن کریم پر اعراب لگایا گیا تھا۔

مزید بریلویوں کے اس جیسے بے بنیاد الزامی جوابات کیلئے حضرت امام اہلسنتؒ کی کتاب راہ سنت کی طرف رجوع کریں۔

(مودودی صاحب علماء دیوبند کے نزدیک غیر معتبر ہے)

کاظمی صاحب نے صفحہ ۴۷ تا ۵۰ مودودی صاحب اور علماء دیوبند کی عبارات پیش کی ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہیں کہ علماء دیوبند کی عبارات مودودی صاحب کی عبارات سے مفہوم توہین میں زیادہ صریح ہیں۔

جواباً عرض ہے کہ مودودی صاحب علماء دیوبند کے نزدیک غیر معتبر ہے۔ اور ان کی عبارات پر الحمدللہ علماء دیوبند نے گرفت وتنقید کی ہیں۔ مودودی صاحب کی عبارات صراحتاً اپنے معنی دلالت کرتے ہیں لیکن علماء دیوبند کی عبارات کا جو مطلب بریلوی پیش کرتے ہیں وہ صراحتہً تو دور کی بات کنایۃً بھی اس کا مطلب نہیں ہوسکتا پھر ان کی اور ان کی عبارات کا موازنہ کرنے کا کیا مطلب۔

(عبارات سیاق وسباق سے نقل نہ کرنے کا جواب الجواب)

لکھتے ہیں:

''دیوبند حضرات علماء اہلسنت پر اعتراض کرتے ہیں کہ معترضین علماء دیوبند ان کی عبارتوں کے سیاق وسباق کو نہیں دیکھتے جو فقرہ قابل اعتراض ہوتا ہے فقط اس کو پکڑ لیتے ہیں

اور صرف اسی فقرے کے باعث علماء دیو بند پر طعن و تشنیع شروع کر دیتے ہیں۔''

پھر جواب میں اپنی تائید میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی کتاب ''حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب'' سے پیش کیا ہے (جوان کے مدعا کے خلاف ہے) اور آخر میں لکھ دیا کہ دیو بندی حضرات یہی جواب ہماری طرف سے سمجھ لیں۔ (الحق المبین ص/ ۵۰، ۵۱)

الجواب:

اولاً: حضرت لاہوریؒ کی عبارت ان کے مدعا کے بالکل خلاف ہے اس لئے کہ مودودی صاحب کی عبارات صراحتاً اپنے معنی پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ اسی کتاب میں حضرت لاہوریؒ نے واضح کر دیا ہے۔

ثانیاً: ہمارا اعتراض یہ ہے کہ بریلوی علماء دیو بند کی عبارات سیاق وسباق سے نقل نہیں کرتے۔ جہاں بحث کا خلاصہ ہو جہاں سے بات سمجھ میں آتی ہو وہ فقرہ یہ لوگ چھوڑ دیتے ہے جیسا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں یہ لوگ کرتے ہیں۔ جہاں بحث پوری ہوتی ہے اور جہاں ڈیش (۔) کا نشان ہے وہ یہ لوگ نقل نہیں کرتے کیونکہ وہ نقل کرنے سے اعتراض باقی نہیں رہتا۔

اس کا مشاہدہ خان صاحب بریلی کی عبارت سے ملاحظہ فرمائیں۔

اگر کوئی خان صاحب بریلی کی یہ عبارت:

''زبان سے لا الہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے، آدمی کا بیٹا اگر اسے گالیاں دے، جوتیاں مارے کچھ کرے اس کے بیٹے ہونے سے نہیں نکل سکتا، یونہی جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اب وہ چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے، چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے، اس کا اسلام نہیں بدل سکتا'' (تمہید الایمان ص/ ۱۰۹)

نقل کر کے اس پر فتوی لگائیں کہ انہوں نے ایسی باتیں کہیں ہیں تو کیا بریلوی سیخ پا نہیں ہوں گے۔ یہی حال انہوں نے حفظ الایمان، تحذیر الناس وغیرہم کے ساتھ کیا ہے۔

(علماء دیوبند کی عبارات ظاہر کرو مگر دیانت سے)

لکھتے ہیں:

''بعض دیوبند حضرات کہا کرتے ہیں کہ علماء دیوبند کی ان عبارات کے اظہار و اشاعت کی کیا ضرورت ہے جن سے آپ لوگ توہین سمجھتے ہیں اس زمانے میں ان عبارات کی اشاعت بلا وجہ شور و شر فتنہ و فساد کا موجب ہے۔ اور یہ بڑا نا انصافی ہے کہ کہ علماء دیوبند کے ساتھ لڑائی مول لی جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ علماء دیوبند کے توہینی عبارتوں کے اظہار کی وہی ضرورت ہے، جو مولوی احمد علی صاحب کو مودودیوں کا پول کھولنے کیلئے پیش آئی ۔۔۔۔۔ الخ'' (الحق المبین ص/ ۵۳)

الجواب:

ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ عبارات کو کذب بیانی اپنی طرف سے غلط حاشیہ چھڑا کر اشاعت مت کرو اور فتنہ و فساد مت پھیلاؤ۔ باقی سیاق و سباق سے عبارات نقل کرو اور جو مفہوم ہے وہی ذکر کرو ان شاء اللہ کوئی آپ سے نہیں کہے گا کہ اشاعت بند کرو۔ کذب بیانی سے کام لوگے تو یاد رکھنا فرزندان دیوبند کی ہاتھ ہمیشہ آپ کے گریبان پر ہوگی اور ایسے کذب بیانیوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے یوں عرض گزار ہوں گے

جلا کر خاک نہ کر دوں دیوبندی نام نہیں

(تہذیب علماء دیو بند کا ایک مختصر نمونہ)

یہ عنوان قائم کر کے ماتحت حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کی تصنیف ''الشہاب الثاقب'' سے چند عبارات پیش کی ہیں، جس میں حضرت مدنیؒ خان صاحب بریلی کو دجال، ضال مضل اور بدعادی ہیں، جسے موصوف نے تہذیب دیو بند کا نام دیا ہے۔

الجواب:

بدعتی کو بدعتی دجال کو دجال گمراہ کو گمراہ کہہ دینا اس میں گالی کی کونسی بات ہے۔ اور خان صاحب میں یہ صفات نمایاں ہیں، خود بریلوی علماء کے فتاوجات کی روشنی میں خان صاحب کافر، مشرک، بے ادب اور گستاخ ثابت ہوتا ہے۔

(خان صاحب فیض احمد اویسی کے فتوی کے زد میں)

احمد رضا خان لکھتے ہیں:

''ان (مولوی برکات احمد) کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور کہاں تشریف لئے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں (احمد رضا خان) نے پڑھایا'' (ملفوظات احمد رضا ص/١٦١، ١٦٢ مطبوعہ لاہور)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت کا دعوی کرنے پر بریلوی مفسر مولوی فیض احمد اویسی کا کیا تبصرہ ہے ملاحظہ فرمائیں۔

فیض احمد اویسی لکھتے ہیں:

''ان خوابوں کی اشاعت کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ بتایا جائے کہ تھانوی (احمد رضا خان) کا اتنا بلند مقام ہے کہ حضور ﷺ بھی ان کی اقتداء کرتے ہیں'' (بلی کے خواب میں چھیچھڑے ص/ ۳۵ طبع اول بہاول پور)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''کیا برگزیدہ نبی کو غیر نبی بلکہ معمولی مولوی کا مقتدی بنانے کی کوشش فساد قلب نہیں تو اور کیا ہے'' (ایضاً ص/ ۷۵)

ایک مقام پر خود خان صاحب بریلی اپنے سر پر جوتا مارتا ہوا یوں رقمطراز ہے:

''کسی کو سرور عالم ﷺ کا امام و شیخ ماننا صراحتاً کفر ہے'' (فہارس فتاوی رضویہ ص/ ۶۳۴ فتاوی رضویہ جلد ا ص/ ۳۵۰ مطبوعہ لاہور بحوالہ دست و گریبان)

مزید اس پر اور بھی حوالہ جات پیش کیا جاسکتا ہیں خوف طوالت اسی پر اکتفاء کیا گیا۔ تفصیل کیلئے مولانا ابوایوب قادری صاحب کی کتاب ''دست و گریباں جلد ا'' کی طرف رجوع کرے۔

(تہذیب بریلویت کا مختصر نمونہ)

قارئین کرام! حضرت مدنیؒ نے دجال کو دجال گمراہ کو گمراہ کہہ دیا تو بریلوی آگ بگولہ ہوئے کہ ہمارے اعلی حضرت کو گالی دیا گیا۔ لیکن یہی اعلی حضرت خدا کی شان کے بارے میں اس سے سخت الفاظ استعمال کیا ہیں بریلویوں کو وہ نظر نہیں آتا۔

چنانچہ خان صاحب بریلی لکھتے ہیں:

وہابی ایسے کو خدا کہتا ہیں جسے مکان، زمان، جہت، ماہیت ترکیب عقلی سے پاک کہنا بدعت حقیقیہ کے قبیل سے اور صریح کفروں کے ساتھ گننے کے قابل ہے جس کا سچا ہونا کچھ

ضرور نہیں جھوٹا بھی ہوسکتا، ایسے کہ جس کی بات پر اعتبار نہیں نہ اس کی کتاب قابل اسناد نہ اس کا دین لائق اعتماد، ایسے کو جس میں ہر عیب ونقص کی گنجائش ہے جو اپنی مشیخت بنی رکھنے کو قصداً عیبی بننے سے بچتا ہے، چاہے تو ہر گندگی میں آلودہ ہو جائے، ایسے کو جس کا علم حاصل کئے حاصل ہوتا ہے اس لاعلم اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے، ایسے کو جس کا بہکنا، بھولنا، سونا، اونگھنا، غافل رہنا، ظالم ہونا، حتی کہ مرجانا سب کچھ ممکن ہے

کھانا، پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا، ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت جیسی خبیث جیسی بے حیائی کا مرتکب ہونا حتی کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا، کوئی خباثت کوئی فضیحت اس کی شان کے خلاف نہیں، وہ کھانے کا منہ اور بھرنے کا پیٹ اور مردی زنی کی دونوں علامتیں بالفعل رکھتا ہے صمد نہیں جوف دار کھکل ہے سبوح قدوس نہیں خنثی مشکل ہے یا کم ازکم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو جلا بھی سکتا ہے ڈبو بھی سکتا ہے زہر کھا کر یا اپنا گلا گھونٹ کر بندوق مار خودکشی بھی کرسکتا ہے، اس کے ماں باپ جورو بیٹا سب ممکن ہیں بلکہ ماں باپ ہی سے پیدا ہوا ہے ربڑ کی طرح پھیلتا سمٹتا ہے برہما کی طرح جومکھا ہے، ایسے کو جس کا کلام فنا ہوسکتا ہے جو بندوں کے خوف کے باعث جھوٹ سے بچتا ہے کہ کہیں وہ جھوٹا

نہ سمجھ لیں بندوں سے چرا چھپا کر پیٹ بھر کر جھوٹ بک سکتا ہے، ایسے کو جس کی خبر کچھ ہے اور علم کچھ، علم سچا ہے تو خبر جھوٹی، ایسے کو جو سزا دینے پر مجبور ہے اور نہ دے تو بے غیرت ہے۔۔۔۔۔۔۔الخ'' (فتاوی رضویہ جلد ۱۵ ص/ ۵۴۵، ۵۴۶ رضا فاؤنڈیشن لاہور جدید طبع/ قدیم جلد ا ص/ ۷۹۱ دارالاشاعت فیصل آباد)

قارئین کرام! شائد کوئی ایسی گالی نہ ہو جو خان صاحب نے نہ دیا ہو۔ ہاتھ کانپ رہے ہے یا خدا مجھے معاف کردیں میں مجبور ہوں مجھے حقیقت دکھانی ہے ایسے الفاظ باقی نہ رہ گئے

کہ ہم اس کی مذمت کرے۔

بریلویوں شرم آنی چاہیے ڈوب کر مرجانا چاہیے اگر تیرے خان صاحب بریلی کے بارے میں کوئی کچھ کہے تو آسمان سر پہ اٹھاؤ اور اللہ کے بارے میں خاموشی پھر غضب کی بات یہ ہے کہ ایک جاہلانہ احمقانہ تاویل کردی ہیں کہ خان بریلی نے یہاں حضرت شاہ صاحبؒ کے بارے میں کہہ رہا ہے ان کی کتب وعقائد بیان کرر ہا ہے یہ عقیدہ انہی کا ہے۔ کسی بریلوی میں ذرہ برابر ہمت ہے تو وہ حضرت شاہ صاحبؒ کی کسی کتاب سے یہ باتیں ثابت کردیں کہ یہ انہی کا عقیدہ ہے جو خان صاحب بریلی نے ان کی طرف منسوب کئے ہیں۔ اگر ثابت نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر لعنة الله على الكذبين کا ورد کرتے رہو۔

قارئین کرام! دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں جو اس مذہب کے خدا کو ایسے گالیاں دے اور پھر وہ مذہب والے اس کو اپنے مذہب میں رکھنے کی اجازت دے۔ لیکن یہ مذہب اسلام جو ایک سچا مذہب ہے تمام مذاہب کو منسوخ کیا۔ افسوس اس مذہب میں تمہیں ایسا ملے گا جو ان گالیوں کے بعد بھی مسلمان ہے اسے مذہب سے خارج نہیں کیا۔ اگر یہ کافر نہیں تو پھر کافر ہے کون مجھے بتاؤ توصحیح!

ایسے گالی دینے والے کے بارے میں خان صاحب بریلی کہتا ہے کہ میں اسے کافر نہیں کہتا میں اسے مسلمان مانتا ہوں۔ مسلمانوں بتاؤ کیا اسلام ایسے شخص کو مسلمان کہلانے کی اجازت دیتا ہیں نہیں۔ نہیں نہیں۔ لیکن ایک احمد رضا خان ہے جو اس کو مسلمان کہتا ہے یا تو اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں یا پھر یہ مسلمانوں میں انتشار پھیلانے آیا تھا۔ بریلویوں ہمارا دردِ دل سنو ہم تمہیں راہ حق بتلاتے ہیں بشرطیہ اس نیت سے سنو، کب تک اپنے اکابرین کے پیچھے گمراہ ہوتے رہو گے آخر موت ہے۔ آؤ ابھی بھی موقع ہے حق کا راستہ کھلا ہے

ٹھنڈے دماغ سے سوچو کہ میں کس راستہ پر ہوں۔ اس دنیامین مسافر بن کرآئے ہوتو سوچو میں اپنی منزل تک پہنچ جاؤں گا کہ نہیں۔ ورنہ کل روز قیامت یہ نہ کہئے گا کہ ہمیں بتانے والا کوئی نہیں تھا۔

شائد کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

ہوسکتا ہے کوئی بریلوی کہے کہ تم غلط بیانی سے کام لے رہے ہو عبارت کا مفہوم کچھ اور ہے تو اتمام حجت کیلئے ایک حوالہ تمہارے گھر سے نقل کر رہا ہوں بغور پڑھو اور اپنے مقصد پہچانو۔ مولوی حسن علی رضوی لکھتے ہیں:

''گویا اہل دیوبند کے نزدیک خدا بھی دو بلکہ متعدد ہو سکتے ہیں بریلویوں کا خدا جدا ہے اہل دیوبند کا جدا ہے، مرزائیوں کا جدا ہے شیعوں کا جدا ہے۔ دو خداؤں کا تصور پیش کر کے مصنف ''سیف شیطانی'' خود مشرک ہوا۔ کیونکہ بریلوی تو کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ ان کا خدا جدا ہے اور اہل دیوبند کا جدا ہے'' (برق آسمانی ص/۱۵۶ البرہان پبلی کیشنز)

ہم تبصرہ کرے تو شکایت ہوگی اپنے مبصر کا تبصرہ لیجئے۔

اب آیئے تہذیب بریلویت کا مختصر نمونہ ملاحظہ کیجئے۔

(۱) مولوی حسن علی بریلوی رضوی لکھتے ہیں:

''پھر ایک اور بے حیاء اٹھا اندھے مرشد کا اندھا مقلد بن کر سیف حقانی لکھ ماری یا مروائی'' (محاسبہ دیوبندیت جلد ۷ ص/ ۲۹)

(۲) احمد رضا خان حضرت تھانویؒ اور حضرت گنگوہیؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''شریفہ ظریفہ رشیدہ رمیدہ نے اپنے اقبال وسیع سے ان کے ادبار پر ضیق کو فراخی حوصلہ کی لے سکھائی تو چاہیں تو ایک ایک منٹ میں اپنے مضمون کی ایک ایک کتاب کا جواب لکھ دیں'' (خالص الاعتقاد ص/ ۱۰)

(۳) دوسری جگہ حضرت تھانویؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''وہ تین توڑے دیکھ کر بھی سب نہ کھولیں گے آپ کی مہر دھن جب ٹوٹے کہ کچھ گنجائش سوجھے'' (رماح القہار ص/۱۰)

(۴) مولوی غلام حسن قادری بریلوی لکھتے ہیں:

''شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزارویؒ کا مولوی غلام اللہ خان سے مناظرہ ہوا اور غلام اللہ ''میں'' اور ''سے'' کے فرق کو نہیں مانتا تھا اور اس پر مصر تھا کہ یہ الفاظ مترادف ہیں، تو مولوی عبدا غفور ہزارویؒ نے کہا اگر میں کہوں کہ غلام اللہ میں ڈنڈا دیا تو کیا اس کا مطلب بھی وہی ہوگا'' (تقریری نکات ص/۵۷٦)

(۵) خان صاحب بریلی حضرت تھانویؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

اضر حبلی من نتائج ردة

اشرف علی لعبة الصبیان

انھی جراک فی الحسان عن العواء

انت انجی یا کلبة الشیطان

(حدائق بخشش حصہ سوم ص/۸۹)

ارتداء کے بچوں سے بدترین حاملہ اشرف علی بچوں کی گڑیا ہے۔ (اے حاملہ) تو اپنے پلوں کو اچھوں میں بھونکنے سے روک۔ اے شیطان کی کتیا تو خود بھونک (معاذ اللہ)

(٦) خان صاحب بریلی ایک مقام پر ندوہ والوں کو گالی دے کر سنت کی توہین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اسپ سنت مادہ خر از بدعت آوردہ بہم

استر ندوہ بدست آرند مفخر می کنند

(ایضاً ص/ ۳۲)

سنت کا گھوڑا جب بدعت کی گدھی پر آیا تو ندوہ کا خچر پیدا ہوا، اسی پر ندوہ والے فخر کرر ہے ہیں۔

انہی پر اکتفاء کرتے ہوئے آخر میں ایک حوالہ پیش کرتا ہوں جو پوری بحث کا خلاصہ ہے۔

(بریلویوں کا اعتراف کہ اعلحضرت کی کتب گالیوں سے بھری پڑی ہے)

خان صاحب بریلی کی بے ہودگی اور فحش کلامیوں سے تنگ آکر ایک دفعہ اعلحضرت کے شاگرد خاص خلیفہ جناب نعیم الدین مرادآبادی صاحب نے خان صاحب کو ایک مخلصانہ مشورہ دیتے ہوئے کہا:

''حضور کی کتابوں میں وہابیوں، دیوبندیوں اور غیر مقلدوں۔۔کا رد ایسے سخت الفاظ میں ہوتا ہے کہ آجکل جو تہذیب کے مدعی ہیں وہ چند سطریں دیکھتے ہی حضور کی کتابوں کو پھینک دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ۔۔۔۔ان کتابوں میں تو گالیاں بھری ہیں۔۔۔۔لہذا اگر حضور نرمی اور خوشبیانی کے ساتھ وہابیوں، دیوبندیوں کا رد فرمائیں تو نئی روشنی کی دلدادہ جو اخلاق وتہذیب والے کہلاتے ہیں وہ بھی حضور کی کتابوں کے مطالعہ سے مشرف ہوں''

(سوانح امام احمد رضا ص/ ۱۳۱ مطبوعہ سکھر)

''حضور کی کتابوں میں'' کے الفاظ قابل غور ہے یہ نہیں کہا کہ صرف ''الکوکبۃ الشھابیہ'' یا ''فتاوی رضویہ'' میں گالیاں ہیں بلکہ تمام کتب میں ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

(المہند علی المفند پر اعتراض)

خان صاحب بریلی نے جب علماء دیوبند کی عبارات کو قطع برید کر کے علماء حرمین کے سامنے پیش کیا اور علماء دیوبند کے خلاف فتوی طلب کیا۔اس کے جواب میں علماء دیوبند کی طرف سے المہند علی المفند شائع ہوئی جس پر علماء حرمین وعلماء ازہر کے تصدیقات موجود ہیں۔

علماء دیوبند کی طرف سے اس کا جواب دیا گیا کہ خان صاحب نے علماء حرمین کو دھوکہ دیا ہیں اور کذب بیانی سے کام لیا ہیں اور اکابرین علماء دیوبند کی طرف غلط عقائد منسوب کئے، علماء دیوبند کے عقائد وہی ہے جو المہند مین موجود ہیں۔

اس کا جواب کاظمی صاحب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علماء دیوبند نے اپنی عبارتوں میں خود قطع برید کر کے علماء حرمین کے سامنے پیش کئے اپنے صحیح عقائد ان کے سامنے پیش نہیں کئے۔پھر اس کی ایک مثال پیش کی ہے کہ فتاوی رشیدیہ میں محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں اچھے رائے کا اظہار کیا ہے کہ وہ اچھا آدمی تھا اس کے عقائد عمدہ تھے۔اور المہند میں اسے خارجی اور باغی لکھ دیا اور وہی حکم صادر فرمایا جو علامہ شامیؒ نے ردالمحتار میں فرمایا ہے۔ تو ثابت ہوا دیوبندیوں نے اپنے عقائد علماء حرمین سے چھپا لیا۔

الجواب:

کم از کم یہ بات تو جناب کو بھی مسلم ہے کہ المہند سچی کتاب ہے اور علماء حرمین کے سامنے پیش کیا گیا ہے بعض اعمی بریلوی اس کا بھی منکر ہے۔

محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں علماء دیوبند کا وہی مؤقف ہے جو فتاوی رشیدیہ میں

مرقوم ہے۔ رہی بات المہند کی تو اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ رئیس المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے پاس خود اپنی کوئی خاص واقفیت اور تحقیق ہے یا انہوں نے شیخ کی یا ان کے متبعین میں سے کسی کی کوئی کتاب دیکھ کر رائے قائم کی ہے۔ بظاہر انہوں نے اپنے جواب میں سوال کرنے والے صاحب کے بیان پر اعتماد کیا ہے (جو ایک مدنی عالم تھے) نیز صاحب ردالمحتار علامہ شامیؒ کے بیان کو بھی مولانا نے اس کا مؤید پایا۔ ملاحظہ ہو مکمل سوال مع جواب:

سوال: محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو یا کیا مسرب ہے؟

جواب: ہمارے نزدیک اس کا وہی حکم ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے ۔۔۔۔الخ (المہند علی المفند ص/۲۱، ۲۲ مطبوعہ کراچی)

حضرت سہارنپوریؒ اپنی تائید میں درمختار مع ردالمحتار کی عبارت پیش کی ہے اور ردالمحتار کی عبارت کی وضاحت ماقبل ہو چکی ہے کہ وہاں محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں نہیں کہہ رہا بلکہ ان کے متبعین کے بارے میں کہہ رہا ہے اور یہی بات فتاوی رشیدیہ میں موجود ہے۔

(تکفیر علماء دیوبند اور بریلوی علماء)

کاظمی صاحب لکھتے ہیں کہ علماء دیوبند کا آخری سہارا یہ ہے کہ بہت سے بریلوی عالم نے علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کی۔ اس کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اس کے متعلق گزارش ہے کہ تکفیر نہ کرنے والے حضرات میں بعض حضرات تو وہ ہیں

جن کے زمانے میں علماء دیو بند کی عبارات کفریہ (جن میں التزام کفر متعین ہو) موجود ہی نہ تھیں ۔ جیسے مولانا ارشاد حسین رامپوریؒ ایسی صورت میں تکفیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور بعض وہ حضرات ہیں جن کے زمانے میں اگرچہ وہ عبارات شائع ہوچکی تھی ،مگران کے نظر سے نہیں گزریں اس لئے انہوں نے تکفیر نہیں فرمائی ۔ ہمارے مخالفین میں سے آج تک کوئی شخص اس امر کا ثبوت نہیں پیش کرسکا فلاں مسلم بین الفریقین بزرگ کے سامنے علماء دیو بند کی عبارات متنازعہ فیہا پیش کی گئیں اورانہوں نے اس کو صحیح قرار دیا یا تکفیر سے سکوت فرمایا۔علاوہ ازیں یہ کہ جن اکابرامت مسلم بین الفریقین کی عدم تکفیر کو اپنی برات کی دلیل قرار دیا جاسکتا ہے ممکن ہے کہ انہوں نے تکفیر فرمائی ہواوروہ منقول نہ ہوئی ہو کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ کسی کی کہی ہوئی ہر بات منقول ہوجائے ۔لہذا تکفیر کے باوجود عدم نقل کے احتمال نے اس آخری سہارے کو بھی ختم کر دیا۔ وللہ الحمد'' (الحق المبین ص/ ۵۹،۶۰)

الجواب:

جناب نے محض اپنے اعمی مقلدین کے دل خوش کرنے اور جان خلاصی کیلئے یہ لکھ کر جان چھڑائی کہ ان کے سامنے علماء دیو بند کی متنازعہ فیہا عبارات نہیں پیش نہیں ہوئے تھے اس لئے تکفیر نہیں کی لیکن ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

لیکن فکر مند ہونے کی بالکل ضرورت نہیں آپ کو اگر نظر نہیں آتا تو لیجئے جناب ہم آپ کو دکھائیں گے۔

بریلوی عمدۃ الفقہاء مفتی ارشاد حسین رامپوری کے سامنے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی عبارت پیش ہوئی تو انہوں نے کیا جواب دیا سوال مع جواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بعض عالم جو لوگوں کے نظروں میں بڑے مقدس معلوم ہوتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ نعوذ باللہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے ایسے عالم کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں اور ایسے عقیدہ کے عالم کا فتوی دین میں قابل اعتبار ہے یا نہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ امکان کذب باری تعالی مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ یہ بات ان کی قبول کرنے کے لائق ہے یا نہیں۔

الجواب: ایسے عالم کے پیچھے نماز درست ہے لیکن احتیاطاً اس کی اقتداء سے احتراز اولی ہے اس لئے یہ عقیدہ چونکہ بتاویل ہے لہذا کفر صاحب عقیدہ میں تامل ہے پس بچنا اس کی اقتداء سے اولی ہوگا اور فتوی ایسے شخص کا بسبب اس عقیدہ کیلئے اعتبار نہیں ہے اور یہ قول غلط ہے کہ امکان کذب باری تعالی مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ

(فتاوی ارشادیہ ص/ ۱۳۰، ۱۳۱ مطبوعہ لاہور)

لیجئے مولوی ارشاد حسین کے سامنے مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ کا نام لے کر ان کی عبارت پیش کیا گیا لیکن انہوں نے تکفیر نہیں کی۔ اور یہاں تک ان کی اقتداء میں نماز درست فرمانے کا حکم بھی دیا۔

خواجہ قمر الدین سیالوی کا فرمان کہ:

"میں نے تحذیر الناس کو دیکھا میں مولانا محمد قاسم صاحب کو اعلی درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے" (ڈھول کی آواز ص/ ۱۱۶ مطبوعہ سرگودھا)

پیر کرم شاہ الازہری جن کا شمار بریلوی اکابر میں ہوتا ہے حضرت نانوتویؒ کو مسلمان سمجھتا ہے اور یہاں تک انہوں نے ایک مستقل کتاب لکھ دی ہے حضرت نانوتویؒ کی تائید میں جو "تحذیر الناس میری نظر میں" کے نام سے معروف ہے۔

یہ ہے وہ بریلوی اکابر جن کے سامنے علماء دیوبند کی عبارات تھیں پھر بھی تکفیر سے گریز کیا۔

رہی کاظمی کا یہ قول کہ ''ممکن ہے کہ انہوں نے تکفیر فرمائی ہو اور وہ منقول نہ ہوئی ہو کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ کسی کی کہی ہوئی ہر بات منقول ہو جائے'' بالکل باطل و مردود ہے اس لئے کہ عدم تکفیر کی بات منقول ہے اور تکفیر کی بات منقول نہیں کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ تکفیر کی بات تو بدرجہ اولی منقول ہونی چاہیے تا کہ ان کی ذات پر اعتراض نہ ہو لیکن یہاں اس کے برعکس ہے۔

(تکفیر احمد رضا اور علماء دیوبند)

کہتے ہیں کہ بعض دیوبندی حضرات مولوی احمد رضا خان کی عبارات کو قابل اعتراض بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اس کے متعلق سردست اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ اگر واقعی احمد رضا خان کی کتب میں توہین آمیز عبارات ہوتی تو علماء دیوبند پر فرض تھی کہ وہ ان کی تکفیر کرتے لیکن انہوں نے تکفیر نہیں کی۔ پھر جناب نے اپنی تائید میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی دو عبارت پیش کی ہے کہ حضرت تھانویؒ ہمیں کافر نہیں کہتا بریلویوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو منع نہیں کرتے ہمیں کافر و مشرک نہیں کہتے۔ (الحق المبین ص/ ٦۴، ٦۷ خلاصہ)

الجواب:

علماء دیوبند کی جانب سے جب کہا گیا کہ فلاں بریلوی عالم علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کی ہے۔ کاظمی صاحب اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ:

''اس کے متعلق گزارش ہے کہ تکفیر نہ کرنے والے حضرات میں بعض حضرات تو وہ ہیں جن کے زمانے میں علماء دیوبند کی عبارات کفریہ (جن میں التزام کفر متعین ہو) موجود ہی نہ

تھیں۔ جیسے مولانا ارشاد حسین رامپوریؒ ایسی صورت میں تکفیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور بعض وہ حضرات ہیں جن کے زمانے میں اگرچہ وہ عبارات شائع ہو چکی تھی، مگر ان کے نظر سے نہیں گزریں اس لئے انہوں نے تکفیر نہیں فرمائی۔ ہمارے مخالفین میں سے آج تک کوئی شخص اس امر کا ثبوت نہین پیش کر سکا فلاں مسلم بین الفریقین بزرگ کے سامنے علماء دیوبند کی عبارات متنازعہ فیہا پیش کی گئیں اور انہوں نے اس کو صحیح قرار دیا یا تکفیر سے سکوت فرمایا'' (الحق المبین ص/ ۵۹،۶۰)

پس یہی جواب ہماری طرف سے سمجھا جائے کہ جن اکابر علماء دیوبند نے خان صاحب کو نہیں پہچانا یا ان کی عبارات ان کی نظر سے نہیں گزرے تو اس وقت تک اچھی رائے کا اظہار فرماتے اور جونہی ان کی غلط عبارات شائع ہوئے اور اکابر کی نظر سے گزریں تو اس کے متعلق حکم شرع بیان کیا گیا۔

حضرت تھانویؒ کے نزدیک خان صاحب بریلی کے عقائد باطل تھے ملاحظہ ہو (ملفوظات حکیم الامت جلد ۷ ص/ ۱۳)

دوسری جگہ حضرت تھانویؒ خان صاحب اور ان کے متبعین کو فاسق و فاجر قرار دیتے ہیں۔ (ایضاً جلد ۷ ص/ ۲۳)

حضرت تھانویؒ کے سامنے جب خان صاحب کے ایک شعر پیش کیا گیا تو آپؒ نے اس شعر پر شرک کا فتوی دیا۔ (امداد الفتاوی جلد ۶ ص/ ۷۶، ۷۷ مطبوعہ کراچی)

(اعتراض: دیوبندی مذہب میں اللہ کو بندوں کے افعال کا علم پہلے نہیں ہوتا بعد میں ہوتا ہے)

لکھتے ہیں:

''دیوبندی حضرات کے مقتداء مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد رشید مولوی حسین ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی اوران کے شاگرد وبعض دیگر علماء دیوبند کے نزدیک اللہ تعالی کو اپنے بندوں کے کاموں کا علم پہلے نہیں ہوتا بلکہ بندوں کے کرنے کے بعد اللہ تعالی کو ان کے کاموں کا علم ہوتا ہے۔ دیکھئے مولوی حسین علی اپنی تفسیر ''بلغۃ الحیر ان'' مطبوعہ حمایت پریس لاہور باراول صفحہ ۱۵۷،۱۵۸ پرارقام فرماتے ہیں۔۔۔۔۔الخ'' (الحق المبین ص/ ۶۷،۶۸)

الجواب:

کاظمی صاحب تفسیر بلغۃ الحیر ان کا حوالہ دیا ہے جو کہ غیر معتبر ہے۔اور ہمارے اکابر نے اس کی چند عبارات پر تنقید کی ہیں۔

مولانا عبدالشکور ترمذیؒ اس تفسیر کے متعلق فرماتے ہیں:

''بلغۃ الحیر ان کے متعلق اگر چہ یہ مشہور ہے کہ وہ مؤلف (حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ) کے شیخ مولانا حسین علی صاحب مرحوم کی تصنیف ہے مگر حقیقت حال یہ ہے کہ بلغۃ الحیر ان مولانا مرحوم کے اپنے قلم سے تحریر کردہ ان کی تصنیف نہیں ہے'' (ہدایۃ الحیر ان ص/ ۷ مطبوعہ سرگودھا)

مزید کاظمی صاحب نے آگے جتنے حوالہ جات اس تفسیر کے متعلق نقل کیا ہے ان کا یہی جواب سمجھا جائے۔

(عقیدہ علماء دیوبند دربارہ تقدیر باری تعالی)

علماء دیوبند کا عقیدہ ہیں کہ انسان جو کرتا ہے یا کرنے کا سوچتا ہے وہ سب اللہ تعالی کے علم میں ہے غرض اللہ تعالی سے کوئی چیز چھپا ہوا نہیں ہے۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:

’’یعنی گو تم اس کو نہیں دیکھتے مگر وہ تم کو دیکھ رہا ہے اور تمہاری ہر کھلی چھپی بات خلوت میں ہو یا جلوت میں سب کو جانتا ہے بلکہ دلوں میں اور سینوں میں جو خیالات گزرتے ہیں ان کی بھی خبر رکھتا ہے۔ غرض وہ تم سے غائب ہے پر تم اس سے غائب نہیں‘‘ (تفسیر عثمانی جلد ۲ ص/ ۱۱۹۵ تحت آیت سورۃ الملک مکتبۃ البشری کراچی)

متکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں:

’’اس عالم میں جو کچھ ہوتا یا ہوگا وہ سب کچھ ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالی کے علم میں ہے اور اللہ تعالی اپنے علم کے موافق ہر چیز کو پیدا فرماتے ہیں۔ تقدیر علم الہی کا نام ہے نہ کہ امر الہی کا‘‘ (عقائد اہلسنۃ والجماعۃ ص/ ۱۲ مطبوعہ سرگودھا)

(اعتراض: دیوبندی اللہ تعالی کے حق میں کذب کے قائل ہیں)

لکھتے ہیں:

’’علماء دیوبند اللہ تعالی کے حق میں کذب کے قائل ہیں دیکھئے ضمیمہ براہین قاطعہ مطبوعہ ساڈھورہ صفحہ ۲۷۲

’’الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالی ہے‘‘

اور مولوی رشید احمد گنگوہی فتاوی رشیدیہ جلد اول صفحہ ۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں:

پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام اور صوفیاء کرام و علماء عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالی ہے‘‘ (الحق المبین ص/ ۶۹، ۷۰)

الجواب:

مسئلہ امکان کذب پر الحمدللہ علماء دیوبند کی جانب سے کئی کتب ورسائل شائع ہوچکی ہیں جس میں تفصیلاً جواب دیا جاچکا ہے اس کے باوجود بجائے جواب کا الجواب لکھنے کا دوبارہ وہی اعتراض نقل کر کے صفحات سیاہ کرنا بجز کتاب کی حجم بڑھانے کی اور کچھ نہیں۔ لہذا اہم مختصراً جواب عرض کردیتے ہیں اگر ہماری جواب پر کسی بریلوی نے قلم اٹھائی تو ان شاء اللہ تفصیلاً جواب آئے گا۔

علماء دیوبند امکان کذب کے قائل نہیں اور قائل کو خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔ بات صرف قدرت کی ہے اللہ تعالی نے جو فرمایا ہے اس کے خلاف کرنے پر قادر ہے لیکن کرتا نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالی وعدہ خلافی نہیں کرتا جو فرمایا ہے اسی طرح کرے گا۔ اور امکان کذب کا جو معنی بریلویوں نے سمجھا ہیں وہ تو بالاتفاق مردود ہیں اور علماء دیوبند کا یہ عقیدہ نہیں جو مخالفین نے سمجھا ہے۔ جو عبارت کاظمی صاحب نے پیش کی ہے اور اس کا من مانی مطلب بیان کیا ہے وہ دراصل کذب نہیں صورت کذب ہے۔ علماء دیوبند کا عقیدہ بولنے پر نہیں بلکہ قدرت پر ہے اور بریلویوں کا تماشہ بولنے پر ہیں۔

(تائید عبارت گنگوہیؒ از قرآن کریم)

اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں:

''وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم'' (سورۃ الانفال آیت ۳۳)

اور اے محبوب جب کہ آپ ان میں ہو ہم ان پر عذاب نہ بھیجیں گے۔

یعنی اللہ تعالی نے یہ خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے کوئی عذاب اہل زمین پر نازل نہیں کیا جائے گا۔

دوسری آیت میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

''قل هو القادر على ان يبعث عليكم عذاباً'' (سورۃ الانعام آیت ۶۵)

اے محبوب ان سے فرما دیجئے کہ اللہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیج دے۔

ان دونوں آیتوں پر غور فرمائیں پہلی آیت میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں موجود ہے کوئی عذاب ان پر نازل نہیں کیا جائے گا۔ اور دوسری آیت میں فرمایا کہ اللہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیج دے۔ ان دونوں آیتوں کے ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ اگر اللہ تعالی کوئی وعدہ فرمائیں تو اس کے خلاف کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہے عاجز و مجبور نہیں ہے اور الحمد للہ یہی اہلسنت کا مسلک ہے۔

(تائید عبارت گنگوہیؒ از اکابرین امت)

اب ہم چند اقوال اکابرین اسلام کے پیش کرتے ہیں امید ہے جو فتوی علماء دیوبند پر لگا ہیں بلا تاویل وہ یہاں پر بھی لگے گا۔

امام قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بن محمد المعروف قاضی بیضاویؒ (المتوفی ۶۸۵ھ) فرماتے ہیں:

''والاية مما احتج به من جوز تكليف ما لا يطاق فانه سبحانه اخبر عنهم بالنهم لايؤمنون وامرهم بالايمان فلو أمنوا انقلب خبره كذبا وشمل ايمانهم الايمان بانهم لايؤمنون فيجتمع الضدان والحق ان التكليف بالممتع لذاته وان جاز عقلا من حيث ان الاحكام لا يستدعى غرضاً سيما الامتثال لكنه غير واقع للاستقراء والاخبار بوقوع الشئى او عدمه لاينفى القدرة عليه'' (التفسیر البیضاوی جلد ا ص/ ۲۳، ۲۴ مطبوعہ کراچی)

اور یہ آیت ان آیات میں سے ہے جن سے استدلال کیا ہے ان لوگوں نے جنہوں نے جائز قرار دیا ہے تکلیف مالا یطاق کو اس لئے کہ اللہ تعالی نے خبر دی کفار کے بارے میں کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے اور پھر ان کو ایمان کا حکم بھی دیا پس اگر وہ ایمان لے آتے تو اللہ کی یہ خبر جھوٹی ہو جاتی اور شامل ہے ان کا ایمان لانا اس بات پر ایمان لانے کو کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے پس ضدین کا اجتماع لازم آئے گا اور حق یہ ہے کہ ممتنع لذاتہ کی تکلیف اگر چہ عقلاً جائز ہے اس حیثیت سے کہ احکام کسی غرض کا تقاضا نہیں کرتے خصوصاً بندے کی فرمان برداری کا لیکن یہ واقع نہیں ہے بحکم استقراء اور کسی شئی کے وقوع یا عدم وقوع کی خبر دینے سے بندہ کی قدرت کی نفی نہیں ہوتی۔

محقق ابن الہمام الحنفیؒ (جن کے متعلق علامہ شامیؒ فرماتے ہیں قدبلغ رتبة الاجتهاد) فرماتے ہیں:

”حتی تجبر کثیر منهم ای من اکابر الاشاعرة فی الحکم باستحاله الکذب علیه تعالی لانه نقص لما الزم المعتزلة (ص/۲۰۴) ثم قال ای صاحب العمدة لایوصف الله تعالی بالقدرة علی الظلم والسفه الکذب لان المحال لایدخل تحت القدرة ای لایصلح متعلقها وعندالمعتزلة یقدر تعالی علی کل مما ذکر ولا یفعل انتهی کلام صاحب العمدة وکانه انقلب علیه مانقله عن المعتزلة اذلا شک فی ان سلب القدرة عما ذکر من الظلم والسفه والکذب هو مذهب المعتزلة واما ثبوتها ای القدرة علی ماذکر ثم الامتناع عن متعلقها اختیاراً فبمذهب ای فهو مذهب الاشاعرة الیق منه المذهب المعتزلة فیجب القول بادخل القولین فی التنزیه وهو القول الالیق بمذهب الاشاعرة“ (کتاب المسامره شرح المسایره ص/۲۱۰، ۲۰۹)

حتی کہ بہت سے اکابر اشاعرہ اللہ تعالی پر کذب کے محال ہونے کا حکم لگانے سے متحیر ہو گئے اس لئے یہ نقص ہے اس مذہب (معتزلہ) کی وجہ سے جو لازم کیا معتزلہ نے (ص/ ۲۰۴) پھر صاحب عمدہ (عمدہ ایک کتاب کا نام ہے) نے کہا کہ اللہ تعالی کو ظلم بے وقوف اور جھوٹ پر قدرت کے ساتھ موصوف نہیں کیا جاتا۔ اس لئے محال قدرت کے تحت داخل نہیں ہوتا یعنی محال قدرت سے متعلق ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالی مذکورہ تمام چیزوں کی قدرت رکھتا ہے اور کرتا نہیں۔ یہ صاحب عمدۃ کا کلام ہے اور انہوں نے معتزلہ سے جو بات نقل کی ہے گویا اس میں انہیں بھول ہوئی ہے اس میں شک نہیں کہ سلب قدرت جو مذکورہ چیزوں کے متعلق ہے وہ معتزلہ کا مذہب ہے اور بہرحال مذکورہ چیزوں پر قدرت پھر ان کے متعلق امتناع اختیاری طور پر یہ مذہب اشاعرہ کا ہے یعنی اشاعرہ کا مذہب زیادہ لائق ہے معتزلہ کے مذہب کے مقابلہ۔ پس اختیار کرنا واجب ہے اس قول کو جو دونوں قولوں سے تنزیہ (و پاکی) میں زیادہ داخل ہو وہ مذہب اشاعرہ کے ساتھ زیادہ لائق ہے۔

انہی دو قول پر اکتفاء کرتے ہیں امید ہے کہ بریلویوں کے آنکھیں کھل گئے ہوں گے۔ اگر نہیں کھلے تو لیجئے اپنے گھر کا ایک حوالہ۔

تائید عبارت گنگوہیؒ از حامد رضا خان بریلوی)

بریلویوں کے شیخ الاسلام مولوی حامد رضا خان جو خان صاحب بریلی کا بیٹا ہے اپنے والد کی کتاب ''الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' کا ترجمہ لکھا ہے۔ موصوف آیت ''لایعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ'' کا ترجمہ یوں کیا ہے:

زمین آسمان والوں میں کوئی غیب نہیں جانتا سوائے خدا کے۔

اور دوسری آیت ''فلایظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول'' کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

اللہ مسلط نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(الدولۃ المکیہ ص/ ۱۳ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی)

قارئین کرام! غور فرمائیں پہلی آیت میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا، مگر دوسری آیت میں اللہ اپنے غیب پر پسندیدہ رسولوں کو مسلط فرماتا ہے ۔اب پہلی آیت میں اللہ تعالی نے خبر دی کہ کوئی غیب نہیں جانتا دوسری آیت میں خبر تبدیل ہوگئی جس مین رسول بھی اگئے، اب بریلوی یا تو یہ تسلیم کریں کہ ہمارے حجۃ الاسلام نے ترجمہ غلط کیا ہے یا تسلیم کریں کہ اللہ اپنی خبر بدلنے پر قادر ہے۔

بریلوی تو علماء دیوبند سے بھی دو قدم آگے نکلے، چنانچہ علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی اپنی خبر بدلنے پر قادر ہے لیکن بدلتا نہیں۔ بریلویوں کے نزدیک تو اللہ تعالی نے اپنی خبر بدل دی ہے جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے۔

(بریلویوں سے گیارہ (۱۱) سوالات درباره مسئلہ امکان کذب)

سوال ۱: کیا اللہ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ کافروں بخش دیں؟

سوال ۲: کیا اللہ کو یہ قدرت حاصل ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل پیدا فرمادیں؟

سوال ۳: جو شخص کہے کہ اللہ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ کافروں کو بخش دیں اس کے متعلق کیا حکم ہے وہ کافر ہے یا مسلمان؟

سوال ۴: جس کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثل پیدا کرنے پر قادر ہے وہ مسلمان ہے یا کافر؟

سوال۵: جوشخص کہے کذب ان ممکنات میں سے ہیں جن کوقدرت خداوندی شامل ہےاس کے متعلق کیاحکم ہے کہ یہ کافر ہے یا مسلمان؟

سوال ۶: جوشخص کہے کہ اللہ تعالی کا کسی چیز کے وقوع یا عدم وقوع کی خبر دینا اس کو مقدوریت سے نہیں نکال دیتا اس کے متعلق کیا حکم ہے کہ کافر ہے یا مسلمان؟

سوال۷: بریلوی ثابت کردیں کہ اللہ تعالی اپنی بات کے خلاف کرنے پر قادر نہیں؟ بحوالہ کتب ثابت کردیں

سوال۸: بریلوی ثابت کردیں کہ اللہ تعالی ہزاروں محمد ﷺ جیسے پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا؟

سوال ۹: زید کہتا ہے اللہ تعالی نے جوفرمایا ہے اس کے خلاف کرنے پر قادر ہے لیکن کرتا نہیں ہے کیا زید کا یہ قول درست ہے یا نہیں؟

سوال ۱۰: جوشخص اللہ تعالی کے کذب کومحال بالغیر اور ممکن بالذات ہونے کی وجہ سے تحت القدرۃ جانے وہ مسلمان ہے یا دائرہ اسلام سے خارج؟

سوال ۱۱: اللہ تعالی جو اپنے وعدوں اور وعیدوں کو پورا کرے گا تو یہ پورا کرنا بالاختیار ہوگا یا بالاضطرار اگر جواب بالاختیار کا ہوتو بالاختیار کا معنی بتلائے؟

(عقیدہ علماء دیوبند دربارہ مسئلہ امکان کذب)

اس سلسلہ میں علماء دیوبند کا کیا عقیدہ ہے وہ بھی ہم قارئین کے زیر نظر کرنا چاہتے ہیں تاکہ بات واضح ہوجائے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں:

”ان اللہ تعالی منزہ من ان یتصف بصفة الکذب و لیست فی کلامه شائبة

الکذب ابداً کما قال اللہ تعالی و من اصدق من قیلا و من یعتقد و تیفوہ بانہ تعالی یکذب فھو کافر ملعون قطعاً و مخالف الکتاب و السنۃ و الاجماع الامۃ عما یقول الظلمون علواً کبیرا'' (فتاوی رشیدیہ ص/ ۹۴ مطبوعۃ کراچی)

بے شک اللہ تعالی صفت کذب سے متصف ہونے سے منزہ ہے اور اس کے کلام میں جھوٹ کا شائبہ بھی نہیں جیسے کہ خود اللہ تعالی کا ارشاد ہے ''اور اللہ سے بڑھ کر سچا کون ہے'' اور جو شخص یہ اعتقاد رکھے اور زبان سے کہے کہ اللہ تعالی جھوٹ کہتا ہے تو وہ قطعی کافر و ملعون ہے اور کتاب و سنت و اجماع امت کے خلاف ہے اللہ تعالی پاک ہے اس بات سے جو ظالم کہتے ہیں انتہائی پاکی ہے۔

رئیس المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ لکھتے ہیں:

''ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالی سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقینا سچا اور بلا شبہ واقع کے مطابق ہے اس کے کسی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کسی کلام میں کذب کا وہم بھی کرے وہ کافر ملحد زندیق ہے کہ اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں'' (المہند علی المفند ص/ ۳۷، ۳۸)

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی صاحبؒ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

''یہ صحیح ہے کہ حق تعالی کو متصف بہ کذب جاننا کفر ہے، وہ جھگڑا خلف وعدو عید کا ہے۔ اور امکان کذب اس معنی کے اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ حق تعالی کو قدرت ہے مگر واقع نہ ہوگا'' فتاوی دار العلوم دیوبند جلد/ ۱۸ ص/ ۴۴۰ دار الاشاعت کراچی)

امام المناظرین حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ لکھتے ہیں:

''یہ تو متفق علیہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نہ کبھی جھوٹ بولا نہ بولتا ہے اور نہ بولے گا اس کے تمام کلام بلاشبہ صادق اور مطابق واقعہ ہیں جو اس کے کلام میں شائبہ کذب کو بھی جائز رکھے وہ کافر ہے ملعون ہے'' (سیف یمانی ص/ ۸۶ مطبوعہ گوجرانوالہ)

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے وسیع ہے)

لکھتے ہیں:

''علماء دیوبند کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اور شیطان اور ملک الموت کیلئے محیط زمین کی وسعت علم دلیل شرعی سے ثابت ہے اور فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے اس علم کا ثابت کرنا شرک ہے۔ دیکھئے براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی۔۔۔۔۔۔الخ'' (الحق المبین ص/ ۱۷)

الجواب:

مولوی عبدالسمیع رامپوری بریلوی نے بدعات کی تائید میں ایک کتاب بنام ''انوار ساطعہ'' لکھی اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر جگہ حاضر و ناظر ثابت کرنے کیلئے شیطان اور ملک الموت کو درمیان میں لایا اور اسی پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر کو قیاس کیا ملاحظہ فرمائیں:

''اب فکر کرنا چاہیے جب چاند، سورج ہر جگہ موجود اور ہر جگہ زمین پر شیطان موجود ہے اور ملک الموت ہر جگہ موجود ہے تو یہ صفت خاص خدا کی کہا ہوئی اور یہ تماشہ یہ ہے اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک و ناپاک مجالس مذہبی وغیرہ میں حاضر ہونا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعوی نہیں کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے کہ تمہارے استدلال کے موافق تو چاہیے یہ سب محدث اور فقہاء بباعث اعتقاد حضور ہر جگہ ملک الموت اور ابلیس کے بیانیاں محفل مولد شریف کی بہ نسبت زیادہ تر مشرک ٹھہریں معاذ اللہ'' (انوار ساطعہ)

دوسری جگہ لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''شیطان اور ملک الموت ہر جگہ موجود ہے حالانکہ ملک الموت ایک مقرب فرشتہ ہے، پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدرجہ اولی حاضر و ناظر ہے کیونکہ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوقات سے زیادہ علم دیا تھا'' (انور ساطعہ)

قارئین کرام! مولوی عبد السمیع رامپوری نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضر و ناظر پر شیطان و ملک الموت کو قیاس کیا حالانکہ وعقائد کے معاملہ میں قیاس کی کوئی حیثیت نہیں۔ نہ جانے بریلویوں کی شیطان سے کیا دوستی ہے ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں انہیں شیطان یاد آتا ہیں۔ اسی لئے احمد یار خان نعیمی نے لکھا ہے کہ شیطان نہ ہوتا تو دنیا میں کچھ نہ ہوتا۔ (اسرار الاحکام ص/ ۱۰۵ نعیمی کتب خانہ)

پھر جب زبدۃ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے مولوی عبد السمیع کی اس قیاسی شگوفہ کا جواب اسی انداز سے دیا تو بریلوی آگ بگولہ ہوئے کہ یہ گستاخی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں حضرت سہارنپوریؒ کا جواب:

''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے''

(البراہین القاطعہ ص/ ۱۲۲ کتب خانہ دیوبند یوپی)

غور فرمائیں اس میں گستاخی کی کونسی بات ہے۔ اب ہم قارئین کے سامنے مختصر تشریح عرض کر دیتے ہیں:

(قولہ: الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر) یعنی شیطان و ملک الموت کا وہ حال جو سننے اور دیکھنے سے معلوم ہے اور جس کو مولوی عبدالسمیع نے اپنے دعوی میں پیش کیا ہے۔ مثلاً: شیطان ہر انسان کے ساتھ ہوتا ہے چاہے بد ہو یا نیک پس جہاں انسان ہوگا وہاں شیطان ضرور ہوگا تو ثابت ہوا شیطان پوری زمین پر موجود ہے۔ اس پر حضرت سہارنپوریؒ فرماتے ہیں:

(قولہ: علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابر کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے) یعنی جس طرح شیطان کو اللہ تعالی نے یہ قدرت دی ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ کس کس جگہ انسان بستے ہیں اور ان کو کیسے کیسے گمراہ کرنا ہے اور اسی طرح ملک الموت کو اللہ تعالی نے یہ طاقت وقدرت دی ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں کروڑوں مخلوق کی جان نکال لیتے ہیں، پھر یہ تمام مخلوق ایک جگہ بھی جمع نہیں بلکہ پوری زمین پر تمام مخلوقات پھیلی ہوئی ہیں۔ تو اسی طرح شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ محض اپنے خیال فاسدہ سے یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی زمین کے ہر ٹکڑے اور ہر جگہ پر حاضر و ناظر ہے، اور آپ تمام انسانوں کے حالات و واقعات اور ان کی ضروریات سے واقف ہے، اور ایسا عقیدہ رکھنا اور ایسا کہنا قرآن کریم اور حالات اور واقعات کو جھٹلانا ہے جن سے یہ ثابت ہے کہ نہ آپ ہر جگہ موجود ہے اور نہ آپ کو تمام انسانوں کے خالات و واقعات وضروریات کا علم ہے۔ پھر جس چیز کا ثبوت قرآن وحدیث میں نہ ہو، محض اپنے گمان وظن سے اسے ثابت کرنا شرک۔ کیونکہ اس علم یا صفت کا خالق دوسرے کو ٹھہرایا، حالانکہ خالق

صرف ایک اللہ ہے۔

(قولہ: شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی) یعنی شیطان وملک الموت کو جو قدرت اور علم حاسل ہے اس کا ثبوت تو حالات وواقعات سے ثابت ہے۔

(قولہ: فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کورد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تمام زمین کا علم ثابت کرنا اور شیطان وملک الموت کی چرح آپ کو ہر جگہ موجود ماننا مؤلف انوار ساطعہ کس دلیل یا قرآن وحدیث سے ثابت کرتا ہے۔ جب کہ اسی کے خلاف قرآن وحدیث سے ثابت ہے یعنی نہ آپ ہر جگہ موجود ہے اور نہ آپ کو پوری زمین کا علم ہے۔

(حقیقت شیطان وملک الموت از قرآن کریم)

اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

"قال انظرنی الی یوم یبعثون، قال انک من المنظرین، قال فبما اغویتنی لاقعدن لھم صراطک المستقیم، ثم لاتینھم من بین ایدیھم و من خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم" (سورۃ الاعراف آیت ۱۷، ۱۴)

اس (شیطان) نے کہا کہ مجھ کو مہلت دیجئے قیامت کے دن تک، اللہ تعالی نے فرمایا تجھ کو مہلت دی گئی، اس نے کہا بسبب اس کے کہ آپ نے مجھ کو گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کیلئے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا، پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کے داہنی جانب سے بھی اور ان کے بائیں جانب سے بھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''ان الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم'' (صحیح البخاری جلد/ ۲ ص/ ۱۰۶۳ مطبوعہ افغانسان)

شیطان انسان کے اندر اس طرح دوڑتا ہے جیسے خون دوڑتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہیں:

''قال لا یخلون رجل بامرأہ الا کان ثالثھما الشیطان'' (مشکوۃ شریف ص/ ۲۶۹)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بھی کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں یکجا ہوتا تو وہاں ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

(ملک الموت کا حال)

قولہ عزوجل:

''قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم'' (سورۃ السجدۃ آیت ۱۱)

آپ فرمادیجئے تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

امام تفسیر مجاہدؒ نے فرمایا کہ ''ساری دنیا ملک الموت کے سامنے ایسی ہے جیسی کسی انسان کے سامنے ایک کھلے طشت میں دانے پڑے ہو، وہ جس کو چاہے اٹھالے'' (ذکرہ القرطبی فی التذکرہ بحوالہ معارف القرآن جلد/ ۷ ص/ ۶۷)

قولہ عزوجل:

''حتی اذا جاء احدکم الموت توفتہ رسلنا وھم لا یفرطون'' (سورۃ الانعام آیت ۶۱)

یہاں تک کہ جب آ پہنچتی ہے تم میں سے کسی کو موت تو قبضہ میں لے لیتے ہیں اس کو

ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اور وہ کوتاہی نہیں کرتے۔

مولوی احمد یار خان نعیمی بریلوی لکھتے ہیں:

''روح البیان اور خازن وتفسیر کبیر وغیرہ تفاسیر میں زیر آیت **حتی اذا احد کم الموت** ہے۔

یعنی ملک الموت کیلئے زمین طشت کی طرح کردی گئی ہے کہ جہاں سے چاہیں لے لیں۔۔۔۔ملک الموت پر روحیں قبض کرنے میں کوئی دشواری نہیں اگرچہ روحیں زیادہ ہو اور مختلف جگہ میں ہوں'' (جاء الحق ص/ ۱۵۹ نعیمی کتب خانہ گجرات)

قارئین کرام! آپ نے قرآن وحدیث سے یہ بات ذہن نشین کرلی کہ جہاں اور جس جگہ بھی انسان ہوگا وہاں ملک الموت اور شیطان بھی موجود ہوگا، پھر یہ بات کسی ایک زمانے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ یہ سلسلہ شروع ہوا اور قیامت تک جاری رہے گا۔

نیز کیا آپ نے اپنی عمر کے کسی حصہ یا کسی وقت میں یہ بات کہیں سنی یا کہیں پڑھی کہ فلاں آدمی یا کوئی نبی یا ولی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تا قیامت یا اپنے وقت سے لے کر تا قیامت زندہ ہے اور زندہ رہے گا یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کسی کتاب یا کسی عالم کے ذریعہ سے آپ کو یہ معلوم ہو کہ آپ اپنی حیات شریفہ میں کئی جگہ اور کئی مقامات پر موجود ہوتے تھے؟ یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میں ہر جگہ موجود ہوتا ہوں یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ فرمایا ہو کہ جو کچھ تم کرتے ہو میں سب کچھ دیکھتا ہوں، یا کسی قرآنی آیت یا کسی حدیث مبارکہ سے ایسی باتیں ثابت ہیں؟

(جہالت کاظمی)

لکھتے ہیں:

''قرآن وحدیث میں کوئی ایسی نص وارد نہیں ہوئی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں محیط زمین کے علم کی نفی ہوتی ہو'' (الحق المبین ص/ ۷۳)

الجواب:

فریق مخالف کے مسلک میں اگر جوانمرد موجود ہیں تو صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیات شریفہ میں اور صرف تمام صحابہ کے ساتھ ہر آن ہر گھڑی ہونا ثابت کریں۔ اگر ثابت نہیں کر سکتے اور یقیناً نہیں کر سکتے تو اپنے اس من گھڑت عقیدہ سے توبہ تائب ہو کر سچے سنی حنفی بن جائے

رہی بات قرآن وحدیث کی تو اگر گیارہویں شریف سے فرصت ملی تو کچھ وقت قرآن کو دے دیجئے گا۔ اس مسئلہ پر علماء اہلسنت کی طرف سے کئی کتب لکھی جا چکی ہیں بالخصوص حضرت امام اہلسنت شیخ صفدرؒ کی کتب (تبرید النوظر فی تحقیق الحاضر والناظر، تفریح الخواطر، ازالۃ الریب عن عقیدہ علم غیب، اظہار العیب فی کتاب اثبات علم غیب) قابل مطالعہ ہیں۔

(مذہب بریلویت دربارہ علم فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کاظمی صاحب اپنا مذہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اہل سنت (بریلوی) کا مسلک یہ ہے کہ کسی مخلوق کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے علم کی کمی ثابت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں بدترین گستاخی ہے'' (الحق المبین ص/ ۷۳)

جب کہ ان کا اصل مذہب کیا ہے ہم بتلاتے ہیں:

مناظرہ جھنگ کا شکست خوردہ مولوی اشرف سیالوی لکھتے ہیں:

''جو شخص آنحضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو عزرائیل اور شیطان کے علم کے برابر بھی نہ مانے وہ جاہل وہبی ہے یا گمراہ وغوی ہے'' (کوثر الخیرات ص/ ۹۴ مطبوعہ دینہ جہلم بحوالہ دست وگریبان جلد/ ۱ ص/ ۱۷۸، ۱۷۹)

لیجئے اپنا اصل چہرہ جس پر موصوف پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔

(بریلویوں سے سات (۷) سولات دربارہ علم اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

سوال ۱: جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساری مخلوق سے زیادہ وسیع العلم مانے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کا سچا مصداق جانے عمام علمی وعملی کمالات کا آپ کو خاتم سمجھے لیکن بایں ہمہ یہ عقیدہ رکھے کہ دنیائے دنی کے وہ علوم جو کمالات نبوت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتے اور جن کو روحانی کمال میں کچھ دخل بھی نہیں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اقدس محیط نہیں بلکہ ممکن ہے کہ ان میں اہل دنیا کا دائرہ علم زیادہ وسیع ہو اگر چہ مجموعی حیثیت سے پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شریف ہی زیادہ وسیع ہے ایسے شخص کے متعلق کیا خیال ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان ہے یا کافر؟

سوال ۲: جب کوئی علم کسی ادنی کیلئے نص سے ثابت ہو تو کیا کسی اعلی کو اس پر قیاس کر کے اس کیلئے بھی اس علم کا ثابت کرنا ضروری ہے یا اس کیلئے کسی مستقل نص کی ضرورت ہوگی؟

سوال ۳: کیا بغیر کسی نص کے صرف قیاس سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ فلاں علم فلاں

بزرگ کو ضرور حاصل تھا بالخصوص جب کہ وہ علم بھی علوم عالیہ کمالیہ میں سے نہ ہو؟

سوال ۴: مولوی عبد السمیع رامپوری نے انوار ساطعہ میں جو حدیثیں اس مدعا کو ثابت کرنے کیلئے پیش کی ہیں کہ ملک الموت اور شیطان کو اکثر مواقع زمین کا علم حاصل ہے وہ قابل قبول ہیں یا نہیں؟

سوال ۵: اگر کسی ذلیل ترین مخلوق کو کسی ادنی درجہ کی چیز کا علم کسی نص سے ثابت ہو اور کسی نبی یا ولی کی نسبت اس خاص چیز کا علم منصوص نہ ہو تو اگر اس چیز کا علم اول کو ثابت کیا جائے نہ ثانی کو تو کیا اس میں اول کی تعظیم و توقیر اور ثانی کی توہین و تذلیل ہوگی اور کیا یہ ثابت کرنے والا شخص کافر ہو جائے گا؟

سوال ۶: جو شخص یہ کہے کہ ''جو شخص آنحضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو عزرائیل اور شیطان کے علم کے برابر بھی نہ مانے وہ جاہل وہبی ہے یا گمراہ وغوی ہے'' ایسے کہنے والا کافر ہے یا مسلمان؟

سوال ۷: ایک شخص کہتا ہے ''شیطان اور ملک الموت کا ہر جگہ موجود ہونا تو نص سے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر جگہ موجود ہونا کونسی نص سے ثابت ہے'' اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ بحوالہ مدلل جواب دیں۔

(عقیدہ علماء دیوبند دربارہ علم اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اس سلسلہ میں علماء دیوبند کا کیا عقیدہ ہے وہ بھی ہم قارئین کے ہدیہ نظر کرنا چاہتے ہیں تاکہ غلط فہمی کی کوئی گنجائش نہ رہے۔

زبدۃ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ لکھتے ہیں: (صرف عربی ترجمہ)

''ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق سے افضل اور اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بہتر ہیں اللہ تعالی سے قرب ومنزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہوسکتا آپ سردار ہیں جملہ انبیاء اور رسل کے اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ اور یہی دین وایمان'' (المہند علی المفند ص/ ۲۰)

نیز لکھتے ہیں:

''ہمارا یقین ہے کہ کوشخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعلی ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتوی دے چکے ہیں'' (ایضاً ص/ ۲۵)

عارف باللہ حضرت مولانا عزیز الرحمن عثمانیؒ (متوفی ۱۳۴۷ھ) سے سوال کیا گیا کہ کیا یہ صحیح ہے کہ علماء دیوبند علم شیطان کو علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ بتلاتے ہیں؟ حضرت مفتی صاحب اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں:

یہ غلط اور افتراء ہے، علماء دیوبند کا عقیدہ یہ ہیں:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد/ ۱۸ ص/ ۴۰۶ دارالاشاعت کراچی)

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحبؒ لکھتے ہیں:

''علماء دیوبند بصدق قلب سید الکونین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افضل الکائنات افضل البشر اور افضل الانبیاء یقین کرتے ہیں مگر ساتھ ہی آپ کی بشریت کا بھی اقرار کرتے ہیں'' (مسلک علماء دیوبند ص/ ۲۳ دارالاشاعت کراچی)

امام المناظرین حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ لکھتے ہیں:

''ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی نے جس قدر علوم کمالیہ عطاء فرمائے اتنے ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کی پاک جماعت میں بھی کسی

کونہیں دیئے چہ جائیکہ شیطان علیہ اللعن کو ہمارے نزدیک نصوص کثیرہ وافرہ سے یہ امر ثابت ہے‘‘ (سیف یمانی ص/ ۱۴ مدنی کتب خانہ گوجرانوالہ)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

’’بفضلہٖ تعالیٰ میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمشہ سے آپ کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(بسط البنان ص/ ۱۱۱۵ انجمن ارشاد المسلمین لاہور)

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کو اپنی عاقبت کا علم نہیں)

لکھتے ہیں:

’’دیوبندی حضرات کا مذہب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی عاقبت کا علم نہیں، نہ دیوار کے پیچھے حضور ﷺ جانتے ہیں، اسی براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ پر ہے۔ خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں: واللہ لا ادری مایفعل بی ولا بکم اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ: مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں‘‘ (الحق المبین ص/ ۷۳)

الجواب:

موصوف کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ دیوبندیوں کا مذہب بتلا رہا ہے حالانکہ یہ کہنا چاہیے تھا کہ احناف کا مذہب ہے۔ اس لئے حضرت سہارنپوریؒ شیخ عبدالحق کی عبارت نقل کی ہے۔ تعجب ہے ناقل کا مذہب یہی بنا اور کاتب کا مذہب اور۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

”ونیز فرموده که من بشرم نمی دانم که در پس این دیوار چیست یعنی بے نا نیدن حق سبحانه“ (اشعۃ اللمعات جلد/ ا ص/ ۱۸۴ مطبوعہ بمبئ ہندوستان)

اوراسی طرح (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ میں بشر ہوں میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے یعنی بغیر بتلائے خدا کے۔

تعجب ہے ایسی نفس پرست پر کہ جس نے لکھا ہے اس کے خلاف کچھ بھی نہیں بولتے اور جس نے نقل کیا انہی کو نشانہ بناتے ہیں یہ اعلحضرت کی سنت پر عمل نہیں تو اور کیا ہے۔

(تائید عبارت سہارنپوریؒ از قول نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت زیبب زوجہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ میں زکوۃ کے متعلق ایک مسئلہ پوچھنے کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازہ پر حاضر ہوئی جب میں پہنچی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر ایک انصاری خاتون میری ہی جیسی ضرورت لے موجود تھی۔ پھر ہمارے پاس سے حضرت بلالؓ گزرے تو ہم نے ان سے کہا کہ:

”سل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایجزئی عنی ان اتصدق علی زوجی و ایتام لی فی حجری وقلنا لاتخبرنا فدخل فسأله فقال من هما قال زینب فقال ای الزیانب قال امرأة عبداللہ قال نعم لها اجران اجرا القربة واجر الصدقة“ (بخاری شریف جلد/ ا ص/ ۱۹۸ مطبوعہ افغانستان)

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیجئے کہ کیا صدقہ ادا ہو جائے گا جسے میں اپنی شوہر اور چند اپنی زیر پرورش یتیم بچوں پر خرچ کردوں گی ہم نے (حضرت بلالؓ سے) یہ بھی کہا

کہ ہمارے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ نہ کہنا۔ چنانچہ وہ اندر گئے اور دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں کون خاتون ہیں انہوں نے کہا زینب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کون زینب کہا کہ عبداللہ کی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ ہاں صدقہ ادا ہوجائے گا اور انہیں دو اجر ملیں گے، ایک قرابت کا اجر دوسرا صدقہ کا۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم ہوتا تو حضرت بلال ؓ سے نام دریافت کرنے کا کیا مطلب۔

اب مزید خود بریلویوں کی عبارات ملاحظہ فرمائیں جو صراحتاً اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیوار کا علم تو کجا پلنگ کے نیچے کیا ہے اور میرے پشت پر کیا ہے اس کا بھی علم نہیں تھا بغیر بتلائے خدا کے۔

(تائید عبارات سہارنپوری ؒ از اقوال بریلویہ)

خان صاحب بریلی سے کسی نے پوچھا کہ ''کتے کا رواں تو ناپاک نہیں'' تو موصوف اس کا جواب دیتا ہے کہ:

''صحیح یہ ہے کہ کتے کا صرف لعاب نجس ہے لیکن بلاضرورت پالنا نہ چاہیے کہ رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ حدیث صحیح ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کل کسی وقت حاضری کا وعدہ کر چلے گئے دوسرے دن انتظار رہا مگر وعدہ میں دیر ہوئی جبرائیل حاضر نہ ہوئے سرکار باہر تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام در دولت پر حاضر ہیں فرمایا کیوں؟ عرض کیا۔۔۔ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا ہو یا تصویر اندر تشریف لائے سب طرف تلاش کیا کچھ نہ تھا پلنگ کے نیچے ایک کتے کا پلا نکلا اسے نکالا تو حاضر ہوئے'' (ملفوظات اعلحضرت حصہ سوم ص/ ۲۰ ۳ مطبوعہ لاہور)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگر دیوار کے پیچھے کا علم ہوتا تو انتظار کی کیا ضرورت تھی اور پلنگ کے نیچھے کتے کا پلا کیوں نہ دیکھ سکے۔

علامہ غلام رسول سعیدی بریلوی لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں یہ اشکال ہے کہ جب آپ کی پشت پر نجاست رکھ دی گئی تو پھر آپ کس طرح بدستور نماز پڑھتے رہے؟ صحیح جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم نہیں تھا کہ آپ کی پشت پر کیا چیز رکھی گئی ہے'' (شرح صحیح مسلم جلد/ ۵ ص/ ۵۶۴ فرید بک اسٹال)

لیجئے دیوار کا علم تو کجا اپنی پشت کا بھی علم نہیں تھا بقول سعیدی بریلوی کے۔

مولوی جلال الدین امجدی اپنی کتاب میں بخاری ومسلم کی حدیث نقل کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

''حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانہ اقدس پر حاضر ہوکر دروازہ کھٹکھٹایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کی میں ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں (تو) میں بھی ہوں'' (انوار الحدیث ص/ ۳۴۵ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم ہوتا تو کون ہے کیوں فرماتے؟

(بریلویوں سے پانچ (۵) سوالات دربارہ علم اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از پس دیوار)

سوال ۱: جو کہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوار کے پیچھے کا علم نہیں رکھتے تھے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

سوال ۲: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا یہ کہنا'' ونیز فرمودہ کہ من

بشرم نمی دانم که در پس این دیوار چیست یعنی بے نا نیدن حق سبحانہ'' درست ہے یا نہیں؟

سوال ۳: اگر درست ہے تو یہی بات حضرت سہارنپوریؒ نے نقل کی ہے اس پر اعتراض کیوں؟

سوال ۴: دیوار کے پیچھے کا علم نہ ہونے پر آپ لوگوں کو اعتراض ہے تو جو کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم نہیں تھا آپ کی پشت پر کیا چیز رکھی گئی ہے، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

سوال ۵: بریلوی ثابت کردیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوار کے پیچھے کا علم رکھتا تھا؟ بحوالہ معتبر کتب سے قیاس سے کام لے کر گلو خلاصی نہ کرے۔

(اعتراض: دیوبندیوں کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو جانوروں اور حیوانوں سے تشبیہ دینا)

لکھتے ہیں:

''دیوبندی مولوی صاحبان کے مقتداء مولوی اشرف علی تھانوی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو زید وعمرو بچوں، پاگلوں بلکہ تمام حیوانوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دینا۔۔۔۔۔الخ'' (الحق المبین ص/ ۵۷)

الجواب:

یہ بھی بریلویوں کا ایک مایہ ناز اعتراض ہے جس کے بنیاد حفظ الایمان کی عبارت ہے۔ اور علماء کرام نے اس کے جواب میں کئی کتب ورسائل لکھیں ہیں، اور مناظرے ہوئے ہیں بالخصوص مناظرہ بریلی قابل ذکر وقابل مطالعہ ہے جو بریلی کے اندر حضرت مولانا منظور احمد

نعمانیؒ اور بریلوی مولوی سردار کے مابین ہوا۔جس میں بریلوی مولوی کوشکست سے دوچار ہونا پڑااور بعد مناظرہ اپنے شہرچھوڑ کر پاکستان ہجرت کرنی پڑی۔اس کے روئیداد ’’فتح بریلی کا دلکش نظارہ‘‘ کے نام سے شائع ہوئی ہیں اورفتوحات نعمانیہ کےاندربھی شامل ہے۔ لہذا ہم مختصراًجواب عرض کردیتے ہیں تفصیلی جواب کیلئے (فیصلہ کن مناظرہ،عبارات اکابر، بسط البنان، دفاع اہل سنۃ جلد ا، حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ،فتوحات نعمانیہ) ان کتب کی طرف رجوع کریں۔

حفظ الایمان حضرت تھانویؒ کی تصنیف ہے جس میں تین سوالات کے جوابات ہیں سوال اول دریں بارہ کہ سجدہ تعظیمی جائز ہے یا ناجائز۔سوال دوم طواف قبور کے بارے میں۔ اورسوال سوم عالم الغیب کے بارے میں تھا کہ حضور ﷺ کو عالم الغیب کہہ سکتے ہیں کہ نہیں۔تیسرے سوال کے جواب میں حضرت تھانویؒ بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’پھر یہ کہ آپ ﷺ کی ذات مقدسہ پرعلم غیب کاحکم کیا جانا اگربقول زید صحیح ہوتو دریافت طلب یہ امرہے کہ اس غیب سے مرادبعض غیب ہے یاکل غیب، اگربعض علوم غیبیہ مرادہیں تواس میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ہے، ایساعلم غیب توزیدوعمرو بلکہ ہرصبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کیلئے بھی حاصل ہے <u>کیونکہ ہرشخص کوکسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتاہے جودوسرے شخص سے مخفی ہےتوچاہیے کہ سب کوعالم الغیب کہاجاوے</u>‘‘(حفظ الایمان ص/ ۸)

یادرہے خط کشیدہ عبارت کوآج تک کسی بریلوی نےنقل نہیں کیا،اس لئے کہ یہ ٹکڑاخود عبارت کا جواب ہے،اورجب جواب نقل کیاتواعتراض معترض کیلئے باعث شرمندگی ہے۔ معترضین کہتے ہیں کہ مذکورہ عبارت میں حضرت تھانویؒ نےحضوراقدس ﷺ کےعلم کو بچوں، پاگلوں، حیوانات اور بہائم وغیرہ سےتشبیہ دی ہے۔حالانکہ یہ ان کی کج فہمی ہیں۔ہم

قارئین کرام کے سامنے عبارت کا سلیس تشریح عرض کر دیں گے۔

(قولہ: پھر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق کرنا۔

(قولہ: اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ) یعنی اگر بقول زید نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب کہنا درست ہے تو پھر زید بتا دے کہ۔

(قولہ: اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل) یعنی زید جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب کہہ رہا ہے حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اے زید اس غیب سے تمہارا مراد بعض علم غیب ہے یا کل علم غیب۔

قولہ: اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں) یعنی زید کل علم غیب نہیں مانتا بلکہ انہوں نے کہا کہ میں بعض علم غیب کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب مانتا ہوں۔ تو اس پر حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

(قولہ: اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے) یعنی پھر اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا خاصیت ہے ایسی بعض باتیں تو ہر ایک کو معلوم ہوتا ہے جو دوسرے سے مخفی ہے۔ پھر اس میں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا فرق اور اس کی اور ان کے درمیان کیا خاصیت باقی رہتی ہیں۔

(قولہ: تو چاہیے سب کو عالم الغیب کہا جاوے) یعنی زید کے اصول کے مطابق جس کو بعض علم غیب ہے وہ عالم الغیب کہلاتا ہے تو اس اصول کے مطابق سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ پھر اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا خاصیت آپ ایک عام شخص کو بھی عالم الغیب کہہ رہے ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اس کا مطلب آپ ایک عام شخص اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرق

نہیں کرر ہے کیونکہ دونوں تمہارے نزدیک عالم الغیب ہیں۔

یہ ہے اصل عبارت مع تشریح کی اب کوئی بتائیں اس میں گستاخی کی کونسی بات ہے جو بریلویوں نے اتنا بڑا فتنہ کھڑا کیا ہیں۔ یاد رہے حضرت تھانویؒ کا بحث اس میں نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتنا علم غیب ہے اور ہے تو وہ کس طرح ہے بلکہ بحث فقط آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب کہنے میں ہے۔

(حضرت تھانویؒ کا مؤقف)

اس کے متعلق حضرت تھانویؒ کا کیا مؤقف ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت حکیم الامتؒ کے خلیفہ حضرت مولانا مرتضی حسن چاند پوریؒ کو جب اس بہتان کا علم ہوا تو انہوں نے اس عبارت کے متعلق حضرت والا کو ایک خط بھیجا اور ان سے چند سوالات کئے جس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ:

(۱) میں نے یہ خبیث مضمون (جو میری طرف منسوب کیا گیا ہے) کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گزرا۔

(۲) میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم نہیں آتا چنانچہ آخر میں عرض کردوں گا۔

(۳) جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں کبھی اس کا خطرہ نہیں گزرا جیسا کہ اوپر معروض ہوا تو میری مراد کیسے ہوسکتی ہے۔

(۴) جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور دو عالم فخر نبی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ (بسط البنان مع حفظ الایمان ص/۱۰۶ انجمن ارشاد المسلمین)

بعدازاں خود حضرت تھانویؒ نے اس عبارت کی توضیح کردی تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیں بسط البنان جو حفظ الایمان ہی کے ساتھ چھپ چکا ہے۔

(حفظ الایمان بریلوی اصولوں کی روشنی میں)

قارئین کرام! چند بریلوی اصول ملاحظہ فرمائیں:

مولوی اشرف سیالوی بریلوی لکھتے ہیں:

''میں نے کہاں اپنے اپنے عقیدہ کی تشریح کا حق متعلقہ فریق کو ہوتا ہے۔ دوسرا فریق ان کے متعلق قطعاً یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ تمہارا عقیدہ ہے'' (تنویر الابصار ص/۷ مطبوعہ دینہ ضلع جہلم)

محمد نعیم اللہ خان قادری لکھتے ہیں:

''ہر شخص جانتا ہے کہ مصنف اپنی مراد کو بخوبی جانتا ہے'' (دیوبندیوں سے لاجواب سوالات ص/۷۹ فیضان مدینہ پبلی کیشنز)

ڈاکٹر محمد مسعود احمد بریلوی لکھتے ہیں:

''بزرگوں کے کلام کا ان کی مراد کے خلاف مطلب نکال کر مراد لینا سراسر جہلات ہے'' (سیرت مجدد الف ثانی ص/۳۰۰ مطبوعہ کراچی بحوالہ میٹھی میٹھی اور دعوت اسلامی)

اور یہی بات ابوکلیم صدیق فانی نے (آئینہ اہلسنت ص/۸۰،۸۱) پر بحوالہ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نقل کیا ہے۔

کوکب نورانی بریلوی لکھتے ہیں:

''کسی کے کلام کو توڑ مروڑ کر اس کے منشاء مقصد کے صریح خلاف اس پر غلط الزام لگانا بہتان اور حرام ہے'' (سفید و سیاہ ص/۴۱ ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ متکلم اپنی بات کا مطلب خود جانتا ہے دوسرے کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس کے مطلب کے خلاف مراد لے اور جہالت ہے۔ جو مراد متکلم لے گا وہی معتبر ہوگا نہ کہ اس کے مخالف کا۔ اور ہم ماقبل حضرت تھانویؒ کے عبارت کی توضیح خود ان کی قلم سے پیش کر چکے ہیں، اس کے باوجود اگر بریلوی اپنے فتوی بازی سے باز نہیں آتے تو اس کا جواب بجز اس کے اور کیا ہوگا۔

بے حیاء باش و ہر چہ خواہی کن

(تشبیہ میں مساوات لازم نہیں آتی)

بالفرض دومنٹ کیلئے اگر تسلیم کرلیا جائے کہ حفظ الایمان میں تشبیہ دی گئی ہے تب بھی ان کے خانہ ساز اصولوں سے یہ گستاخی نہیں بنتی۔ اس لئے ان کے نزدیک تمثیل وتشبیہ میں برابری لازم نہیں پس جب یہ قاعدہ ہی درست نہیں تو اعتراض بھی لغو ہوا۔

ڈاکٹر الطاف حسین اور خلیل رانا لکھتے ہیں:

''مشابہت سے مساوات بھی لازم نہیں آتی چہ جائیکہ مشبہ کی برتری قول کیا جائے''

(افضیلت غوث اعظم ص/۸۶ بحوالہ دفاع اہلسنۃ جلد۱)

مولوی حنیف قریشی لکھتے ہیں:

''تشبیہ اور استعارہ سے مشبہ اور مشبہ بہ کی برابری سمجھنا پرلے درجے کی حماقت اور جہالت ہے'' (مناظرہ گستاخ کون ص/۵۳۹)

اور یہی بات مولوی ابوکلیم صدیق فانی نے (آئینہ اہلسنت ص ۳۹۰) پر لکھی ہے۔

(عقیدہ علماء دیوبند دربارہ تشبیہ علم اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم اقدس کو زید وعمرو وجانور وغیرہ

کے علم کے برابر سمجھے وہ کافر ہے۔

رئیس المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ فرماتے ہیں:

''ہمارے نزدیک متیقن ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم ومجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے'' (المھند علی المفند طبع کراچی)

مناظر اسلام حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ لکھتے ہیں:

''جو ملعون ایسا عقیدہ رکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم معاذ اللہ زید و عمرو پاگلوں اور چوپایوں کے برابر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے اگر پہلے مسلمان تھا تو مرتد ہے واجب القتل ہے اس ملعون کے ناپاک وجود سے خدا کی زمین کو پاک کر دینا چاہیے'' (سیف یمانی ص/۶۹ مدنی کتب خانہ گوجرانوالہ)

(بریلویوں سے تیرہ (۱۳) سوالات دربارہ حفظ الایمان)

سوال ۱:

اگر بصورت آدمی انسان بدے

احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بوجہل ہم یکساں بودے

کیا ایسا کہنا درست ہے اور یہ شعر ٹھیک ہے یا غلط اگر غلط ہے تو شاعر پر کیا حکم لگے گا؟

سوال ۲: مولوی احمد رضا خان نے حفظ الایمان کی عبارت اپنے دوست مولوی عبدالباری فرنگی محلی کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے کہا مجھے اس میں کوئی گستاخی نظر نہیں آتا اعلحضرت نے مثال دے کر سمجھایا تب بھی انکار کیا کہ مجھے اس میں کوئی گستاخی نظر نہیں آتا اعلحضرت خاموش ہو کر دوستی کو برا قرار رکھا۔ بریلوی بتائیں کہ کیا مولوی عبدالباری فرنگی کافر ہوئے کہ نہیں؟

سوال۳: اگرنہیں ہوئے تو کیوں کیا خان صاحب بریلی کا یہ فتوی نہیں ہے کہ جوان کے کفر میں شک کرے وہ کافر ہے؟

سوال۴: اوراعلحضرت نے عبدالباری فرنگی کو کافر کیوں نہیں کہا؟

سوال۵: کیا تشبیہ میں مساوات لازم آتی ہیں؟

سوال۶: اگرلازم آتی ہیں تو جو کہتے ہے لازم نہیں آتی جیسے الطاف حسین اور حنیف قریشی وغیرہ کیا یہ لوگ غلط لکھا ہے؟

سوال۷: اگرلازم نہیں آتی تو حفظ الایمان پراعتراض کیوں؟

سوال۸: بریلوی ثابت کرے کہ لفظ ''ایسا'' تشبیہ کیلئے آتا ہے؟ بحوالہ کتب سے۔

سوال۹: بریلوی اپنے تین معتبر کتب سے حفظ الایمان کی عبارت کا یہ ٹکڑا ''کیونکہ ہر شخص کوکسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے'' ثابت کرے کہ کسی بریلوی عالم نے حفظ الایمان کی عبارت کے ساتھ یہ عبارت نقل کیا ہے؟

سوال۱۰: اگرثابت نہیں کرسکتے تو کیا وجہ ہے عبارت جہاں مکمل ہوتی ہے جہاں ڈیش (ـ) کا نشان ہے وہ چھوڑ کر آدھی عبارت نقل کرکے مصنف کے خلاف مطلب لے کر بقول کوکب نورانی بہتان اور حرام (سفید وسیاہ ص/۴۱) نہیں تو اور کیا ہے؟

سوال۱۱: مولوی احمد یار خان نعیمی بریلوی لکھتے ہیں:

''کسی کو الوگدھا کہہ دو تو وہ رنجیدہ ہوجاتا ہے اور حضرت قبلہ وکعبہ کہہ دو تو خوش ہوجاتا ہے حالانکہ الوگدھا بھی مخلوق ہیں اور قبلہ وکعبہ بھی ایسے ہی خالق کے مختلف ناموں میں تاثیریں ہیں'' (رسائل نعیمیہ ص/۱۳۳ نعیمی کتب خانہ)

سوال یہ ہے کہ کیا انہوں نے اثر میں خدا کے نام اور الوگدھا کے نام کو برابر نہیں کیا؟ اور

کیا ایسی گھٹیا چیز سے تشبیہ نہیں دی ؟ اگر نہیں دی تو وجہ بیان کرے حفظ الایمان کی عبارت میں بھی ''ایسا'' کا لفظ ہے یہاں بھی وہاں تشبیہ دینا لازم آ گیا یہاں کیوں نہیں؟

سوال ۱۲: مولوی احمد یار خان لکھتے ہیں:

''جب لاٹھی سانپ کی شکل میں ہوگی تو کھائے گی پیئے گی مگر ہوگی سانپ یہ کھانا پینا اس کی شکل کا اثر ہوگا ایسے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نور ہے جب بشری لباس میں آئے تو نوری بشر تھے'' (نور العرفان ص/ ۸۰۵ نعیمی کتب خانہ لاہور)

سوال یہ ہے کہ کیا اس عبارت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کو سانپ سے تشبیہ نہیں دی جا رہی ؟ کیا یہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کو سانپ کے برابر نہیں کہا جا رہا؟ اگر نہیں تو کیوں جب کہ حفظ الایمان کی عبارت میں بھی ''ایسا'' کا لفظ ہے اور یہاں بھی وہاں تشبیہ کیلئے تو یہاں کیوں نہیں وجہ بیان کرے؟

سوال ۱۳: زید کہتا ہے کہ بعض مغیبات پر مطلع ہو جانا نبی کے ساتھ خاص نہیں غیر نبی میں بھی پائی جاتی ہیں زید کا یہ قول صحیح ہے یا غلط؟

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال لانا بیل اور گدھے کے تصور میں غرق ہو جانے سے بدتر ہے)

لکھتے ہیں:

''حضرات علماء دیوبند کے نزدیک نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال مبارک دل میں لانا بیل اور گدھے کے تصور میں غرق ہو جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ دیکھئے علماء دیوبند کی

مسلمہ ومصدقہ کتاب صراط مستقیم ص/ ۸۶۔۔۔۔۔الخ'' (الحق المبین ص/ ۷۵،۷۶)

الجواب:

اولاً: صراط مستقیم حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی مستقل تصنیف نہیں بلکہ حضرت سید احمد شہیدؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے، یہ ملفوظات حضرت شاہ صاحبؒ اور مولانا عبدالحئیؒ نے جمع کیا ہیں کتاب کے کل چار ابواب ہیں اور ایک خاتمہ۔ پہلا اور چوتھا باب حضرت شاہ صاحب نے جمع کیا ہے جبکہ دوسرا اور تیسرا مولانا عبدالحئیؒ نے۔ معترضین کا جس عبارت پر اعتراض ہے وہ دوسرے باب میں ہے جس کا جامع مولانا عبدالحئیؒ ہے۔ انتہائی تعجب کی بات ہے جس کے ملفوظات ہے جس کی عبارت ہے ان پر کوئی فتوی نہیں اور جنہوں نے لکھی ہی نہیں اور نہ اس کا جامع ہے فتوی اسی پر ہے۔

مولوی فیض احمد اویسی بریلوی لکھتے ہیں:

''وہابی تحریک ایک نیا مذہب ہے جس کا پیغمبر سید احمد ہے اور جس کا نیا قرآن ''صراط مستقیم'' (صراط مستقیم سید احمد کے افکار و اقوال پر مبنی ہے جس کو عبدالحئیؒ اور اسماعیل دہلوی نے مرتب کیا ہے)'' (آئینہ تاریخ و پہچان ص/ ۴۴ بزم فیضان اویسیہ)

خود ان کو مسلم ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ مرتب ہے تو اب بتائیں فتوی مرتب پر لگے گا یا جنہوں نے لکھا ہے یا کہا ہے اس پر ظاہر ہے جنہوں نے لکھا یا کہا ہے وہی اولین مجرم قرار پائے گا بعد ازاں مرتب و جامع پر بات آئے گی۔ لیکن یہ فرق مکفرین کو کہا نظر آئے گی جب دل چاہے کافر کو مسلمان کہہ دیں اور مسلمان کو کافر کہہ دیں کیونکہ نہ ان کے ہاں کوئی اصول ہے نہ دین۔

اب آیئے عبارت کی طرف مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است وصرف

ہمت بسوئے شیخ وامثال آن معظمین گو جناب رسالت مآب ﷺ باشند بچندین مرتبه بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر بود است که خیال آن با تعظیم واجلال بسویداے دل انسان می چسپید بخلاف گاؤ خر که آن قدر چیسپیدگی می بود بلکه مہان و محتر می بود واین تعظیم واجلال غیر که در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد بالجمله منظور بیان تفاوت وساوس است‘‘

زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ اور اس کی مثل قابل تعظیم ہستیاں خواہ جناب رسالت مآب ﷺ ہوں کی جانب ہمت کا عمل کرنا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے کیونکہ شیخ اور قابل تعظیم ہستیوں کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل کی گہرائیوں میں چپکتا ہے بخلاف گائے اور گدھے کے خیال کہ اسے اس قدر چسپیدگی نہیں ہوتی اور تعظیم بلکہ حقیر اور کم حیثیت ہوتا ہے اور یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں مقصود اور ملحوظ ہوتا ہے شرک کی طرف لے جاتی بالجملہ اس جگہ مقصود وساوس کے فرق کا بیان ہے۔

فائدہ: صراط مستقیم تصوف کی کتاب ہے لہذا اس سے موجود اصطلاحات والفاظ کا مطلب بھی وہی لیا جائے گا جو تصوف میں رائج ہے اگرچہ کسی اور فن میں اس کا معنی و مصطلح کچھ اور بنتا ہو۔

وضاحت عبارت:

صراط مستقیم کی اس عبارت میں جس لفظ پر معترضین کو اعتراض ہے وہ (خیال) نہیں بلکہ

(ہمت) کا لفظ ہے اور ہمت تصوف کی ایک خاص اصطلاح ہے ۔اس لئے اس کی توضیح وتشریح بھی فن تصوف کے اعتبار سے کی جائے گی ۔اب صرف ہمت کی تعریف قاضی محمد اعلی تھانویؒ یوں کرتے ہیں :

''فی اللغة القصد الی وجود الشئی اولا وجوده اعلم ان یکون الی شریف و حسیس و خصت فی العرب بحیازة المراتب العلیة و قدتطلق علی الحالة التی تقضی ذالک القصد او الحیازة'' (بحوالہ دفاع اہل سنۃ جلد ا)

لغت میں کسی شے کے وجود کی طرف اولا قصد کرنا عام ہے کہ اس شے کا وجود عزت والا ہو یا گھٹیا اور عرف میں خاص کیا جات ہے بلند مرتبوں کے حاصل اور جمع کرنے کیلئے اور کبھی بولا جاتا ایسی حالت پر جو تقاضہ کرتی ہے اس قصد اور حاصل کرنے کا ۔

معلوم ہوا کہ ہمت کے عمل میں دو چیزیں ہوتی ہیں (قصد) یعنی افادہ پہنچنا اور (استفادہ) یعنی کوئی فائدہ حاصل کرنا ۔حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اس (ہمت) کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

'' دوام حضور والوں کی قوت واہمہ میں اس کی قدرت پیدا ہو جاتی ہے کسی خاص کام کے وقوع پر یا کسی فائدے کی بات کے حصول پر ضرر رساں امر کے ازالے پر اپنی قوت واہمہ کی توجہ کو مرتکز کر دیں یا کسی کے دل میں اپنی محبت ڈالنا چاہیں تو جیسا وہ چاہتے ہیں وہی واقع ہو جاتا ہے اسی کا اصطلاح نام (ہمت) ہے'' (عبقات ص/ ۳۴۸)

غرض ہمت ایک خاص عمل کا نام ہے مطلق توجہ کرنا خیال آنا یا خیال لانے کا نام نہیں ۔

ہمت کا یہ عمل دو غرضوں سے ہوتا ہے افادہ کیلئے استفادہ کیلئے ۔جب بڑا کسی چھوٹے پر خاص کیفیت کا عکس ڈالتا ہے تو یہ افادہ کی صورت ہے اور جب چھوٹا بڑے سے فوائد کے حصول کیلئے یہ کام کرے تو استفادہ کہلائے گا ۔

اب صراط مستقیم کی عبارت پر دوبارہ غور فرمائیں:

''ہمت کا عمل کرنا شیخ یا اس کی مثل قابل تعظیم ہستیوں کی جانب خواہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں''

اب اس عبارت میں (ہمت) کا معنی فائدہ پہنچانا کرے (افادہ) جو بڑے چھوٹے کی طرف کرتا ہے تو مطلب یہ بنے گا کہ مرید اپنی کیفیات کا عکس اپنے شیخ پر ڈالے یقیناً ایسا مرید شیخ کا بے ادب کہلائے گا اور کوئی امتی معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ایسا عمل کرے تو بے ایمان کہلائے گا۔

یہی کام گائے گدھے بیل پر کرے تو نہ بے ادب نہ بے ایمان اب جواب دیں پہلی والی صورت بری ہے یا دوسری؟

اگر استفادہ کا معنی مراد لیا جائے جس میں مرید شیخ سے فوائد حاصل کرتا ہے اور اس کیلئے تمام تر توجہ شیخ کی ذات پر مرتکز کر دے گا تو یہ جبھی ہوگا جب شیخ کی تعظیم اور وہ بھی مقصود کے درجے میں تعظیم ہو تو نماز کے اندر ایسا عمل شرک ہوگا کیونکہ نماز میں مقصودی تعظیم اللہ کیلئے ہے نہ کہ مخلوق کیلئے۔ حضرت سید احمد شہید مطلق تعظیم کو برا نہیں کہہ رہے بلکہ ان کے الفاظ یہ ہیں:

''این تعظیم واجلال غیر در نماز ملحوظ ومقصود می شود بشرک کشد''

اب غیر اللہ کی ایسی تعظیم جو نماز میں اللہ کیلئے مقصود ومطلوب تھی وہ شرک ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد بخاری شریف میں اماں عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے آقا علیہ السلام کے سامنے یہود ونصاری کی عبادت گاہوں کا ذکر ہوا جس میں تصاویر تھی تو آقا علیہ السلام نے فرمایا:

بے شک ان میں لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مرجاتا ہے تو وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس مسجد میں اس کی تصاویر بناتے پس وہ لوگ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن مخلوقات میں سے بدترین لوگ ہوں گے۔

حافظ ابن رجب حنبلیؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں: (صرف ترجمہ)

''اور (علماء نے) اس کی علت یہ بیان کی ہیں کہ قبرستان کی طرف نماز پڑھنا شرک کے ذریعے سے روکنے کیلئے منع کیا گیا ہے کیونکہ شرک اور بتوں کی عبادت کی بنیاد قبروں کی تعظیم ہے اور امام بخاریؒ نے اپنے صحیح میں حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے سورۃ نوح کی تفسیر میں اس معنی کو ذکر کیا ہے اور ہم عنقریب اس کو ذکر کریں گے ان شاء اللہ'' (فتح الباری لابن رجب جلد/ ۳ ص/ ۱۹۹)

نوٹ: اس اعتراض کا جواب اور مواد ''دفاع اہلسنۃ جلد اول'' سے لیا گیا ہے۔

(بریلویوں کے نزدیک نماز کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف توجہ نہ کی جائے)

مولوی اشرف سیالوی سرگودھوی لکھتے ہیں:

''تصور سے منع کر دیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال ہی نہ آنے دیا جائے اور نماز کے اندر سرکار کی طرف توجہ نہ کی جائے کیونکہ اس میں تعظیم مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوگی اللہ تعالی کی توحید میں خلل آئے گا اتنا ہی کہہ دینا کافی تھا اس مسئلہ سمجھانے کیلئے یہ الفاظ موجود تھے''

(مناظرہ جھنگ ص/ ۱۰۹)

لیجئے سیالوی صاحب تو کہتا ہے کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال ہی نہ آنے دیا جائے نماز

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف توجہ ہی نہ کی جائے۔ پھر علت یہ بیان کیا ہے کہ اس سے تعظیم مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوگی جو توحید باری تعالی کے منافی ہے۔

اس کے برخلاف بحمد اللہ تعالی علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آنا لازمی امر ہے۔

(عقیدہ علماء اہلسنت دربارہ خیال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانیؒ لکھتے ہیں:

''جب نماز میں خود التحیات میں اور درود شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے تو خیال آنا تو ضرور ہوا باقی نماز خالص عبادت اللہ تعالی کیلئے غیر اللہ کا خیال بھی بسبیل التعظیم والعبادۃ نہ آنا چاہیے اور نماز ہر حال میں صحیح ہے کیونکہ خیال پر باز پرس نہیں'' (فتاوی دار العلوم دیوبند جلد/ ا ص/ ۲۲۴)

خیر الفتاوی میں ہے کہ:

''خیال میں لانا اور ہے خیال میں آنا الگ ہے۔ خیال میں آنا تصور بایں معنی کہ 'اشهد ان محمدا عبده و رسوله' پڑھے تو آپ کا تصور ہو، اور اسی طرح درود شریف میں بھی تصور آپ کا آئے، لیکن اس تصور سے توجہ الی اللہ اور دھیان میں کوئی فرق نہیں آتا تو یہ تصور جائز ہے اور نماز سے مانع نہیں'' (خیر الفتاوی جلد/ ۲ ص/ ۲۴۲، ۲۴۳ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(بریلویوں سے پانچ (۵) سوالات دربارہ عبارت صراط مستقیم)

سوال ا: بریلوی بتائیں کہ صراط مستقیم میں مذکورہ عبارت کیا شاہ اسماعیل شہیدؒ کی ہے؟ اگر ان کی ہے تو بحوالہ کتب ثابت کرے۔

سوال ۲: ملفوظات میں اگر قابل اعتراض عبارت ہوتو حکم جامع پر لگتا ہے یا مرتب یا صاحب ملفوظات پر؟

سوال ۳: صراط مستقیم حضرت سید احمد شہیدؒ کی ملفوظات ہے جس کا جامع شاہ اسماعیل شہیدؒ اور مولانا عبدالحئی ہیں بریلوی بتائیں کہ آپ صرف شاہ صاحبؒ پر فتوی لگاتے ہیں سید احمد اور مولانا عبدالحئی پر کیوں نہیں لگاتے؟ کیا یہ عبارت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی ہے؟

سوال ۴: نماز کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی دوسرے واجب الاحترام ہستی کی طرف صَرف ہمت کرنا یعنی ہر طرف سے حتی کہ اللہ تعالی کی طرف سے بھی قصداً اپنی توجہ پھیر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی دوسرے بزرگ کو مرکز توجہ بنالینا درست ہے یا نہیں؟ مدلل بیان کرے۔

سوال ۵: جو شخص کہے نماز کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف توجہ نہ کی جائے کیونکہ اس میں تعظیم مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوگی اللہ تعالی کی توحید میں خلل آئے گا، اس کے متعلق کیا خیال ہے؟

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک رحمۃ للعلمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت خاصہ نہیں)

لکھتے ہیں:

''دیوبند کے مقتدر علماء کے نزدیک لفظ رحمۃ اللعالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت خاصہ نہیں فتاوی رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۹ پر تحریر فرماتے ہیں:

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ لفظ رحمۃ للعلمین مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں؟

الجواب: لفظ رحمۃ للعلمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں ہے'' (الحق المبین ص/۷۶، ۷۷)

الجواب:

کاظمی صاحب عبارت نقل میں کرنے ایسی خیانت سے کام لیا ہے جو صرف فرزندان بدعت کیلئے سرمایۂ افتخار ہوسکتی ہے۔ اگر مکمل عبارت نقل کرتے تو جواب دینے کی گنجائش نہیں رہتا۔ لیکن جس کے مذہب کی سنگ بنیاد ہی اکابر امت پر افتراء پردازی اور بہتان طرازی ہو اس سے کیونکر امید کی جاسکتی ہے۔

مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

سوال: لفظ رحمۃ للعلمین مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں؟

جواب: لفظ رحمۃ للعلمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں بلکہ دیگر اولیاء وانبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے اعلی ہیں لہذا دوسرے پر اس لفظ کا بتاویل بول دیوے جائز ہے فقط۔ (فتاوی رشیدیہ ص/ ۱۰۴ سعید کمپنی کراچی)

جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خاص حیثیت سے سارے عالم کیلئے باعث رحمت ہیں اور بے شک اس حیثیت میں کوئی دوسرا آپ کا شریک نہیں اسی طرح بعض دوسرے حیثیات سے دوسرے انبیاء واولیاء واغواث واقطاب بھی عالم حق میں رحمت کا سبب ہیں۔ ان کے باعث رحمت ہونے سے بھی ہرگز انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نبی اور رسول ہے، اور دوسرے انبیاء علیہم السلام بھی بلاشبہ نبی اور رسول ہیں، اب کوئی کہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باقی انبیاء ایک جیسے ہیں تو یہ ان کی جہالت ہے کیونکہ نبی اور رسول تو ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ سب سے اعلی و بالا ہے۔

(تائید عبارت گنگوہی از قرآن کریم)

قولہ عزوجل:

"وننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین" (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۲)

اللہ تعالی قران کو رحمۃ اللعلمین فرمایا۔قرآن ہر عالم میں بسنے والے مؤمنوں کیلئے رحمت ہے۔

(تائید عبارت گنگوہیؒ از اکابرین امت)

شیخ شرف الدین سعدی شیرازیؒ (المتوفی ۶۹۱ھ) ابوبکر سعد بادشاہ کی تعریف اشعار کی صورت میں یوں کرتے ہیں

توئی سایۂ لطف حق برزمین

پیمبر صفت رحمۃ اللعلمین

تو زمین پر اللہ کی مہربانی کا سایہ ہے۔

پیغمبر کی طرح دونوں جہاں کی رحمت ہے۔

(بوستان سعدی ص/ ۱۴۸، ۱۴۹ مترجم غلام عباس ماہو مطبوعہ مکتبہ دانیال لاہور)

حضرت مجدد الف ثانیؒ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) لکھتے ہیں:

"انبیاء علیہم الصلوات التسلیمات رحمت عالیمانند کہ حضرت حق سبحانہ وتعالی ایشاں را برائے ہدایت خلق مبعوث ساختہ است" (دفتر سوم مکتوب ۱۷)

انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات رحمت للعالمین ہوتے ہیں جن کو حق تعالی نے لوگوں کی ہدایت کیلئے بھیجا ہے۔

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

جملہ دانیان ہمین گفتہ ہمین
ہست دانا رحمۃ للعالمین

تمام سمجھ داروں نے یہی کہا ہے
عقل مند رحمۃ للعلمین ہے۔

(مثنوی دفتر اول ص/ ۲۲ مطبوعہ کانپور)

علامہ ابن حزمؒ نے احکام کو رحمۃ اللعالمین قرار دیا ہے۔ (الاحکام فی اصول القرآن ص/ ۳۵۰)

حضرت امیر حسن سنجریؒ اپنے پیر نظام الدین اولیاء کیلئے رحمت للعالمین کا لفظ استعمال کیا ہے۔ (ہشت بہشت ص/ ۶۸۹ / فوائد الفواد مجلس ۱)

اگر رحمۃ للعلمین صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت ہوتی تو یہ حضرات دوسرے پر اس کا اطلاق نہ کرتے۔

(تائید عبارت گنگوہیؒ از اکابر بریلوی)

محمد یار گڑھی اپنے پیر کے بارے میں لکھتے ہیں:

برائے چشم بینا از مدینہ بر سر ملتان
بہ شکل صدر دیں خود رحمۃ للعلمین آمد

دیکھنے والی آنکھوں کیلئے مدینہ سے ملتان خود۔
رحمۃ للعلمین صدر دیں کی شکل میں آیا ہوا ہے۔

(دیوان محمدی ص/ ۲۲)

نیز ایک جگہ خود کو رحمۃ للعلمین کہتا ہے: (دیوان محمدی ص/ ۱۵۵)

غلام جہانیاں بریلوی نے خواجہ نظام الحق محمد بن احمد بخاری کو رحمۃ للعلمین لکھا ہے: (ہفت اقطاب ص/ ۷۰)

مولوی نقی علی خان پدر خان صاحب بریلی لکھتے ہیں:

''اور علماء اپنے شاگردوں کے حق میں خصوصاً اور عوام زمانہ کے حق میں عموماً رحمت ہیں کہ تعلیم و تدریس وعظ و تذکیر وامر معروف و نہی منکر میں مشغول رہتے ہیں اور پیغمبر اپنی قوم کیلئے رحمت ہیں'' (انوار جمال مصطفی ص/ ۲۱۴ زاویہ پبلشرز لاہور)

یہی بات حضرت گنگوہیؒ نے فرمائی ہے کہ دیگر انبیاء و اولیاء و علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔ پھر گستاخی کے فہرست میں صرف حضرت گنگوہیؒ کا نام کیسے؟

خان صاحب بریلی سے کسی نے پوچھا کہ ''غوث ہر زمانہ میں ہوتا ہے'' تو خان صاحب اس کا جواب دیتے ہیں کہ:

''بغیر غوث کے زمین وآسمان قائم نہیں رہ سکتے'' (ملفوظات اعلحضرت حصہ اول ص/ ۱۳۷ طبع شبیر برادرز لاہور)

جس کے سبب سے زمین وآسمان قائم ہو کیا اس کے رحمت عالم ہونے میں کچھ شبہ ہوتا ہے؟

(مؤیدین کاظمی صاحب کے فتوی کے زد میں)

لکھتے ہیں:

''اہلسنت کے نزدیک رحمۃ للعلمین خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف جمیل ہے۔ اس میں دوسرے کو شریک کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو گھٹانا ہے'' (الحق المبین ص/ ۷۷)

گویا کہ شیخ سعدی، مجدد الف ثانی، علامہ ابن حزم، علامہ روم رحمھم اللہ عنہم اور درج بالا اکابرین بریلویہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو گھٹایا ہیں۔ (معاذ اللہ)

(بریلویوں سے چار (۴ سوالات دربارہ صفت رحمۃ اللعالمین)

سوال ۱: اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ السمیع البصیر صفت خداوندی نہیں بلکہ ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔تو اس کا یہ قول صحیح ہے یا غلط؟

سوال ۲: جن اکابرین کرام کے حوالہ جات پیش کیا گیا جنہوں نے دیگر مخلوق پر رحمۃ اللعلمین کا اطلاق کیا ہے ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟

سوال ۳: قرآن وحدیث کی کسی آیت یا علماء احناف سے ثابت کرو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور کو رحمۃ اللعالمین نہیں کہہ سکتے؟

سوال ۴: کیا اولیاء کرام کو بواسطہ انبیاء رحمۃ اللعالمین کہہ سکتے ہیں؟

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی آخری نبی مراد لینا عوام کا خیال ہے)

لکھتے ہیں:

''علماء دیوبند کے نزدیک قرآن کریم میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی مراد لینا عوام کا خیال ہے۔ملاحظہ فرمائے تحذیر الناس صفحہ ۳ مصنفہ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند۔۔۔۔۔الخ'' (الحق المبین ص/ ۷۷، ۷۸)

الجواب:

مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''بعد حمد وصلوۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہیے تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زامنے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے''

(تحذیر الناس ص/ ۳ مطبوعہ دیوبند ہندوستان)

یہاں حضرت نانوتویؒ نے ختم نبوت زمانی کو عوام کا خیال نہیں بتلایا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت کو صرف خاتمیت زمانی ہی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتلایا ہے۔حضرت نانوتویؒ کی مراد یہ ہے کہ قرآن عزیز کے لفظ خاتم النبیین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے جو خاتمیت ثابت ہوتی ہے اس کو صرف زمانی ہی میں محصور نہ کیا جائے بلکہ بطور اشتراک یا عموم مجاز خاتمیت زمانی کے ساتھ خاتمیت مرتبی بھی اس کے مدلول ہے۔

اگر یہ گستاخی ہے تو پھر اس گستاخی میں سرفہرست ابوعبداللہ محمد بن علی المعروف حکیم ترمذیؒ (جن کی تصنیف نوادر الاصول سے خان صاحب بریلی نے روایت نقل کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ نہ ہونے پر استدلال کیا ہے) کے نام ہے۔چنانچہ حکیم ترمذیؒ لکھتے ہیں:

''فان الذی رمی عن خبر ھذا، یظن ان خاتم النبیین تاویلہ انہ آخرھم مبعثا فای منقبۃ فی ھذا و ای علم ذی ھذا تاویل البلہ و الجھلۃ'' (ختم الاولیاء ص/ ۳۱ مطبوعہ بیروت)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے خاتم النبیین کا معنی صرف بعثت کے اعتبار سے آخری ماننا اس میں بھلا حضور کی کونسی تعریف ہے یہ معنی تو بے وقوفوں اور جاہوں والا معنی ہے۔

خان صاحب بریلی لکھتے ہیں:

''لا الہ الا اللہ کے معنی عوام کے نزدیک لامعبود الا اللہ خواص کے نزدیک لامقصود الا اللہ اہل ہدایت کے نزدیک لامشہود الا اللہ ان اخص الخواص ارباب نہایت کے نزدیک لاموجود الا اللہ تو اہل توحید کا سچا نام انہیں کو زیبا۔ ولہذا ان کو علم توحید کہتے ہیں'' (فتاوی رضویہ جلد/ ۲۴ ص/ ۶۷۴ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اوراس سے ملتی جلتی عبارت ''الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' میں بھی موجود ہے۔ (ص/ ۱۳۵ طبع کراچی)

لیجئے اب بریلوی حضرات اس پر کیا لب کشائی کریں گے۔

(جواب اعتراض ثانی بر تحذیر الناس)

لکھتے ہیں:

''دیوبندی حضرات کا مذہب یہ ہے کہ اگر بالفرض زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت میں کچھ فرق نہ آئے گا۔۔۔۔۔الخ'' (الحق المبین ص/ ۷۸)

الجواب:

کاظمی صاحب نے عبارت سیاق وسباق سے نقل کرنے میں بدترین خیالت کی ہے جو فقط خاصہ کاظمی ہے۔ مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''ہاں اگر خاتمیت بمعنی اوصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کسی کو افراد مقصودہ بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہے پھر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ

نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے''
(تحذیر الناس ص/ ۲۵ مطبوعہ دیوبند)

یہاں حضرت نانوتویؒ صرف خاتمیت ذاتی کے متعلق فرما رہے ہیں کہ یہ ایسی خاتمیت ہے کہ اگر بالفرض آپ زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو تب بھی آپ کی اس خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ رہی خاتمیت زمانی اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں، اور نہ کوئی ذی ہوش یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا۔

اور اس میں فرض کیا گیا ہے مثلاً اگر کوئی کہے بالفرض کسی کی دونوں آنکھیں نکال دی جائیں تو اس کی بینائی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ تو کیا اس کی بینائی میں فرق آئے گا؟ ہرگز نہیں، کیونکہ صرف فرض کیا گیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کہے کہ اگر اللہ کے سوا دو خدا ہوتے تو فساد ہوتا تو کیا اس سے توحید میں خلل آئے گا ہرگز نہیں اس لئے جب دو خدا ہی نہیں تو فساد کس بات کی اسی طرح جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبی ہی نہیں تو فرق کس بات کی۔

خان صاحب بریلی لکھتے ہیں:

''اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین

اے محبوب تم فرما دو کہ اگر رحمن کیلئے کوئی بچہ ہوتا تو اسے سب سے پہلے میں پوجتا''
(ملفوظات اعلحضرت ص/ ۱۷۸ مطبوعہ لاہور)

کیا اس آیت میں بیٹا ہونے اور اس کو پوجنے کو فرض قرار دینے سے رب کی الوہیت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توحید میں کوئی فرق آ گیا۔

مولوی احمد یار خان بریلوی لکھتے ہیں:

''اگر قادیانی نبی ہوتا تو حضرت ابرہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہوتا'' (نور العرفان ص/۱۶۶ سورۃ انعام آیت ۸۴)

خان صاحب بریلی لکھتے ہیں:

''اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو حضور غوث پاک نبی ہوتے اگرچہ اپنے مفہوم شرطی پر صحیح و جائز اطلاق ہے'' (عرفان شریعت ص/ ۸۴)

امید ہے ان حوالہ جات کو پڑھ کو فریق مخالف کی بینائی آ گئی ہو گی۔ پھر بھی اگر آنکھیں اب تک سفید ہے تو لیجئے ایک اور حوالہ اتمام حجت کیلئے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

''اگر فرضاً دریں امت پیغمبر مبعوث می شد موافق فقہ حنفی عمل میکرد'' (مکتوبات جلد/ ۲ ص/ ۷۵۳ مترجم سعید احمد نقشبندی بریلوی مطبوعہ دہلی)

اگر بالفرض اس امت میں کوئی پیغمبر مبعوث ہوتا تو فقہ حنفی کے موافق عمل کرتا۔

(بریلویوں سے چار (۴) سوالات درباره عبارت تحذیر الناس)

سوال ۱: جو شخص کہے بالفرض اللہ کے سوا دو خدا ہوتے تو فساد ہوتا اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

سوال ۲: اثر ابن عباسؓ کی صحیح توضیح بیان کرے؟

سوال ۳: مولانا قاسم نانا تویؒ لکھتے ہیں:

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا'' (تحذیر الناس)

اب ملاحظہ کیجئے خان صاحب بریلی کی عبارت سورۃ الزخرف کی آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

''اے محبوب تم فرمادو کہ اگر رحمن کیلئے کوئی بچہ ہوتا تو اسے سب سے پہلے میں پوجتا''

(ملفوظات اعلحضرت ص/ ۱۷۸)

بریلوی دونوں عبارات کا مطلب بتائیں حضرت نانوتویؒ نے پھر بھی احتیاطاً ''اگر بالفرض'' دونوں الفاظ استعمال کیا ہے جب کہ خان صاحب بریلی نے صرف ''اگر'' استعمال کیا ہے۔

سوال ۴: حضرت نانوتویؒ کی عبارت سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہےتو خان صاحب بریلی کی عبارت سے توحید میں خلل کیوں نہیں آتا؟

(خان صاحب بریلی کاظمی کے فتوی کے زد میں)

کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

''اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ اگر بفرض محال بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی نبی پیدا ہوتو خاتمیت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ضرور فرق آئے گا جیسا کہ بفرض محال دوسرا الہ پایا جائے تو اللہ تعالی کی توحید میں ضرور فرق آئے گا جو شخص اس فرق کا منکر ہے وہ نہ تو توحید باری کو سمجھا نہ ختم نبوت پر ایمان لایا'' (الحق المبین ص/ ۷۹)

اب آیئے اس فرق کا منکر کو دیکھتے ہیں کہ کون ہے۔

خان صاحب بریلی سورۃ زخرف آیت ۸۱ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

''تم فرماؤ بفرض محال رحمن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا'' (ترجمہ کنز الایمان ص/ ۵۸۸ احمد رضا اکیڈمی/ ملفوظات اعلحضرت ص/ ۱۷۸ اشبیر برادرز لاہور)

بقول کاظمی احمد رضانہ توحید باری کو سمجھا اور نہ ختم نبوت پر ایمان لایا۔

(عقیدہ علماء دیوبند دربارہ ختم نبوت)

ختم نبوت کے بارے میں علماء دیوبند کا متفقہ عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور جو شخص بعد نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جدید نبی کا عقیدہ رکھے یا نئی نبی ہونے کا احتمال رکھے وہ کافر مرتد ملعون خارج از اسلام ہے۔

قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ جس پر مخالفین انکار ختم نبوت کا الزام لگاتے ہیں لکھتے ہیں:

''اپنا دین وایمان ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں''۔ (مناظرہ عجیبیہ ص/ ۱۴۴)

''رئیس المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ لکھتے ہیں:

''ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہے اور یہی ثابت ہے۔۔۔۔ جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے'' (المہند علی المفند طبع کراچی)

مزید تفصیل کیلئے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ کے مایہ ناز تصنیف (ختم نبوت) کی طرف رجوع کرے۔ جس میں ایک سو سے زائد آیات قرآنی اور دو سو دس احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اجماع امت اور سینکڑوں اقوال صحابہؓ وتابعین ائمہ دین سے ختم نبوت کے ہر پہلو کو واضح کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہے آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوبند سے اردو سیکھی ہے)

لکھتے ہیں:

''دیوبندی علماء کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اردو زبان کا علم اس وقت حاصل ہوا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ علماء دیوبند سے ہو گیا۔ اس سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اردو زبان نہ جانتے تھے۔

دیکھئے براہین قاطعہ میں مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں۔۔۔۔۔الخ'' (الحق المبین ص/ ۷۹)

الجواب:

مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ لکھتے ہیں:

اور مدرسہ کا جو کچھ علم ہے اگر کچھ فہم خدا داد مؤلف (مولوی عبدالسمیع) کو ہے تو آوے اور دیکھے اس فقیر کے گمان میں یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالی کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کو ظلماتِ ضلالت سے نکالا۔ یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی؟ آپ تو عربی ہے۔ فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی، سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا'' (براہین قاطعہ ص/ ۲۳ کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

اب اس میں اعتراض کی کیا بات ہے یہ تو ایک خواب ہے جس پر شرعی اعتبار سے کوئی گرفت نہیں۔ اور خواب ایک صورت ہوتی ہے کبھی خواب بظاہر بڑا خوش نما اور مژدہ افزا معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی حقیقت اس کے برعکس ہوتی اور کبھی خواب نہایت تاریک، اندوہناک اور وحشت انگیز ہوتا ہے لیکن اس کے باطنی پہلو تعبیر بہت ہی خوش نما، خوش کن اور خوش آئیند ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چچی ام فضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج کی رات میں نے ایک ڈراؤنا خواب دیکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا وہ کیا ہے؟ ام فضل نے عرض کی کہ سخت ڈراؤنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا آخر وہ کیا ہے؟ ام فضل نے کہا میں نے دیکھا کہ گویا آپ کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کاٹا گیا ہے اور میری گود میں رکھ دیا گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے بہت اچھا اور مبارک خواب دیکھا ہے کہ ان شاء اللہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور اس لڑکے کو تمہاری گود میں دیا جائے گا۔ چنانچہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لڑکا حسین پیدا ہوا اور جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا اس لڑکے کو میری گود میں دیا گیا۔ (مشکوۃ ص/ ۵۷۲ مطبوعہ جامع مسجد دہلی)

بظاہر کس قدر وحشت ناک خواب تھا ام فضل رضی اللہ عنہا بھی بیان کرنے سے کترا رہی تھی لیکن تعبیر کتنا خوش نما ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس پر پہنچے اور وہاں پہنچ کر مرقد مبارک کو اکھاڑا (معاذ اللہ) پس اس پریشان کن اور وحشت انگیز خواب کی اطلاع انہوں نے اپنے استاد کو دی اور اس زمانہ میں حضرت امام صاحب مکتب میں تعلیم پاتے تھے۔ ان کے استاد نے فرمایا اگر واقعی یہ خواب تمہارا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے

کہ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی پیروی کرو گے۔ پس جس طرح ان کے استاد نے بیان کیا تھا یہ تعبیر حرف بحرف پوری ہوئی۔ (تعبیر الرؤیا ص/ ۳۷ بحوالہ عبارات اکابر ص/ ۲۰۴)

کسی دوسرے سے کوئی زبان سیکھ لینا اگر گستاخی ہے تو بخاری شریف میں ہے (صرف ترجمہ)

''اور لڑکا (سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام) جوان ہو گیا اور اس نے قبیلہ جرہم سے عربی زبان سیکھ لی'' (بخاری جلد/ ا ص/ ۴۷۵)

قاضی ثناء اللہ خان پانی پتی لکھتے ہیں:

''ولم یکن علیہ الصلوۃ والسلام عالماً بجمیع اللغات'' (تفسیر مظہری جلد/ ا ص/ ۵۱ بحوالہ ازالۃ الریب ص/ ۱۰۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لغات کو نہیں جانتے تھے۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

''حبشی لوگ (تیر اندازی اور نیزوں سے مشق کرتے وقت) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھیلتے تھے اور ایسے کلام سے گفتگو کرتے تھے جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں سمجھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیا کہتے ہیں جواب ملا کہ یہ کہتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیک بندے ہیں'' (موارد الظمآن ص/ ۴۹۳ / مسند امام احمد جلد/ ۳ ص/ ۱۵۲ مطبوعہ بیروت)

معلوم ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکمل حبشی زبان نہیں جانتے تھے جبھی تو پوچھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

تعبیر خواب:

رئیس المتکلمین حضرت مولانا منظور احمد نعمانی اس خواب کے متعلق فرماتے ہیں:

''ناظرین کرام! اس خواب کی نہایت واضح اور روشن تعبیر اس قدر ہے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان صاحب خواب کو یہ بتلایا کہ:

میرا کلام یعنی میری احادیث اس وقت سے اردو زبان میں شائع ہوئیں جب سے دارالعلوم دیوبند قائم ہوا اور اس مدرسہ کے علماء نے اپنی تحریر وتقریر سے اس خدمت کو انجام دینا شروع کیا'' (سیف یمانی ص/۲۱ مدنی کتب خانہ گوجرانوالہ/ عبارات اکابر ص/۱۷۶ طبع سوم)

بریلویوں سے دو (۲) سوالات دربارہ عبارت براہین قاطعہ)

سوال ۱: جو شخص خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت کا مدعی ہو اس پر کیا حکم ہے؟

سوال ۲: جو شخص کہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیگر اقوام کے معانی اور لغات بلکہ ہر فرقے کے مخارج حروف اور لہجہ کلام کو ہرگز نہ جانتی تھی اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

(اعتراض: حضرت تھانوی ؒ کے مرید کے کلمہ پڑھنے پر)

لکھتے ہیں:

''علماء دیوبند کے مقتداء مولوی اشرف علی تھانوی نے نہ صرف خواب بلکہ بیداری کی حالت میں بھی لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی پڑھنے کو متبع سنت ہونے کا اشارہ غیبی قرار دے کر پڑھنے والے کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ دیکھئے روئداد مناظرہ 'گیا' الفرقان جلد نمبر ۱۲ کے صفحہ ۵۷ پر'' (الحق المبین ص/۸۱)

الجواب:

حضرت تھانویؒ کے ارادت مند کے مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''اور سو گیا کچھ عرصہ بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں ہے لیکن بے اختیار زبان سے یہی نکل جاتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ چیخ ماری۔ اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہ رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں جب کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں 'اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی'۔ حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے (وجوہات ہیں) جو حضور (حضرت تھانوی) کے ساتھ باعث محبت کہاں تک عرض کروں''۔ (الامداد ص/۳۵ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ بحوالہ عبارات اکابر ص/۲۰۱، ۲۰۲)

اس عبارت میں مندرجہ ذیل تصریحات ہیں:

کلمہ خواب میں پڑھا۔

دل میں اس کا اقرار کیا کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے دوبارہ پڑھ لوں۔

دوبارہ پڑھتا ہوں تو بے اختیار زبان سے بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔

مجھے علم ہے اس طرح کہنا درست نہیں لیکن بے اختیار ہوں۔

درود شریف بے اختیار مجبور اور زبان قابو نہ ہونے کہ وجہ سے زبان پر آ گیا۔

قارئین کرام! مذکورہ تصریحات کو بغور پڑھیں اور فیصلہ اپنے ضمیر پر چھوڑیں کہ کیا ایسا شخص شرعاً قابل گرفت ہے کہ نہیں؟

ہمارا مطالبہ ہیں فریق مخالف سے کہ قرآن وحدیث اور اور فقہاء احناف سے ایک حوالہ پیش کریں کہ جو خواب میں کفریہ کلمات کہے یا بے اختیار زبان سے ایسے کلمات کہے جو کہنا نہیں چاہتا تو وہ کافر ہے۔

چونکہ حضرت تھانویؒ کے مرید نے خواب کی حالت میں کلمہ پڑھا تھا۔ اور خواب میں جو کلمات کفریہ ادا ہوا اس پر شرعاً کوئی حکم عائد نہیں ہوتا۔ اور یہ بات فریق مخالف کو بھی مسلم ہیں

مفتی عمیر محمود صدیقی لکھتے ہیں:

''اگر کوئی شخص سوتے ہوئے کلمہ کفر ادا کرے تو اس پر کافر ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا'' (کافر کون ص/ ۹۳ زاویہ پبلشرز لاہور)

مولوی الیاس عطار قادری لکھتے ہیں:

''خواب شریعت میں حجت یعنی دلیل نہیں اور فقط خواب کی بنیاد پر کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا جا سکتا'' (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ص/ ۵۰۷ مکتبۃ المدینہ کراچی)

،لہذا جو کلمات خواب میں ادا ہوئے ہیں اس پر اختلاف نہیں اور نہ اس میں کلام ہیں کلام بیداری کی حالت میں کلمات کہنے پر ہے جیسا کہ مولوی نصیرالدین گولڑوی اس کا معترف ہے:

''علماء اہلسنت کا اعتراض خواب پر نہیں بلکہ بیداری کی حالت میں کلمہ پڑھنے پر ہے''(عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ جلد/ ا ص/ ۳۸۴)

یہ بات تو اظہر من الشّمس ہوئی کہ خواب میں جو کلمہ پڑھا ہے اس میں کلام نہیں کلام بیداری کی حالت میں کلمہ پڑھنے پر ہے۔اب بیداری کی حالت میں کلمہ کیسے پڑھا وہ بھی ملاحظہ فرمائیں مرید کے قلم سے:

''اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں جب کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں 'اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی'۔حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا''

خود حضرت تھانویؒ کے مرید کہہ رہا ہے کہ زبان بے قابو ہے کلمات بے اختیار غیر اختیاری طور پر زبان سے نکل رہے ہیں۔اور غیر اختیاری طور پر جو کلمات سرزد ہو گو وہ کفر ہی کیوں نہ ہو شریعت اس پر کفر وارتداد وغیرہ کا کوئی حکم عائد نہیں کرتا۔

قرآن کریم میں مؤمنوں کی زبان سے یہ دعا اللہ تعالی نے جاری فرمائی ہے:

"ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا" (سورۃ بقرہ آیت/ ۲۸۶)

اے ہمارے رب اگر ہم سے کوئی بھول یا خطا سرزد ہوتو ہمارا مواخذاہ نہ کرنا۔

اور حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالی نے یہ دعا قبول فرمائی ہے (تفسیر ابن عباس جلد/ ا ص/ ۳۴۳ بحوالہ مسلم)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالی نے میری امت سے خطا اور نسیان اور جس چیز پر ان کو مجبور کیا گیا ہو کے مواخذہ سے درگزر فرمایا ہے۔ (مشکوۃ ص/ ۵۸۴ مطبوعہ اصح المطابع دہلی)

معلوم ہوا کہ خطا کی صورت میں اگر کفر وغیرہ کا کوئی کلمہ زبان سے نکل جائے تو اس پر شرعا کوئی گرفت نہیں ہے۔

حضرت انسؓ کی روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اللہ تعالی اپنے گناہ گار بندہ کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے کوئی مسافر کسی آب وگیاہ میں اور اس کا سامان اور سواری وغیرہ گم ہوجائے اور اس کے تلاش سے مایوس ہوکر مرنے کیلئے کسی درخت کے سایہ میں آکر لیٹ جائے اسی حال میں اس کی آنکھ لگ گئی تھوڑی دیر بعد جب آنکھ کھلی تو دیکھے کہ اس کا اونٹ مع اپنے ساز وسامان کے اس کے پاس کھڑا ہے اور اس کے زبان سے بے اختیار خوشی میں یہ الفاظ نکل جاتے ہیں اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خوشی کی وجہ سے اس سے خطاء سرزد ہوگئی" (مشکوۃ ص/ ۲۰۳ اصح المطابع/ رواہ مسلم)

یعنی وہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ اے میرے رب تو میرا آقا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں لیکن خطاء کردی۔

امام حسن بن منصور المعروف بہ قاضی خان الحنفیؒ (المتوفی ۵۹۲ھ) خطاء کی تعریف یوں

کرتے ہیں:

"الخاطی من یجری علی لسانہ من غیر قصد کلمۃ مکان کلمۃ" (فتاوی قاضی خان جلد/ ۴ ص/ ۸۸۳ مطبوعہ نولکشور)

خطاء کرنے والا وہ ہے جس کی زبان پر بغیر قصد کے ایک کلمہ کی جگہ دوسرا کلمہ نکل جائے۔

نیز فرماتے ہیں: (صرف ترجمہ)

"بہر حال خاطی کی زبان پر جب خطاء کفر کا کلمہ جاری ہوگیا، مثلاً وہ ایسا کلمہ بولنا چاہتا تھا جو کفر نہیں لیکن خطائً اس کی زبان سے کفر کا کلمہ نکل گیا تو تمام (فقہاء کرام) کے نزدیک یہ کفر نہ ہوگا بخلاف دل لگی کرنے والے کے کیونکہ دل لگی کرنے والا کہتا تو اپنے قصد و اختیار سے ہے مگر اس کے حکم کا ارادہ نہیں کرتا" (ایضا جلد/ ۴ ص/ ۸۸۳)

فتاوی تاتا خانیہ میں ہے کہ: (صرف ترجمہ)

"اور اگر وہ اس کا ارادہ کرنے والا نہ ہو کہ جیسے اس نے ایک دوسرا لفظ بولنا چاہا تو اس کی زبان پر بغیر ارادہ کے کلمہ کفر جاری ہوگیا۔ مثلاً اس نے لا الہ الا اللہ بولنے کا ارادہ کیا تو غلطی سے اس کی زبان پر یہ جاری ہوگیا کہ اللہ کے ساتھ دوسرا خدا بھی ہے۔ یا اس نے یہ بولنے کا ارادہ کیا کہ اے اللہ تو میرا رب میں تیرا بندہ ہوں تو غلطی سے اس نے اس کی ضد یعنی یہ کہہ دیا کہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں تو وہ اس سے کافر نہیں ہوگا" (فتاوی تاتارخانیہ جلد/ ۵ ص/ ۳۱۲ بحوالہ کافر کون ص/ ۹۱)

خان صاحب بریلی لکھتے ہیں:

"شریعت میں احکام اضطرار احکام اختیار سے جدا ہے" (ملفوظات اعلحضرت حصہ اول ص/ ۵۵ فرید بک اسٹال)

مفتی عمیر محمود صدیقی بریلوی لکھتے ہیں:

''اگر کوئی شخص غلطی سے کلمہ کفر ادا کرتا ہے جب کہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور اس کا کلمہ کفر ادا کرنے کا کوئی ارادہ بھی نہ ہو تو وہ کافر نہیں ہوگا'' (کافر کون ص/ ۹۱ طبع لاہور)

نیز لکھتے ہیں:

''اگر کسی کا دل ایمان پر قائم ہو اور غلطی سے نادانستہ طور پر اس کی زبان پر کفریہ کلمہ جاری یو جاتا ہے تو یہ کفر نہیں ہوگا'' (ایضاً ص/ ۹۲)

معلوم ہوا کہ زبان سے بے اختیار اگر کوئی خطاء کرے تو شرعاً اس پر کوئی گرفت نہیں۔ جب شرعاً اس پر کوئی حکم نہیں لگتا تو حضرت تھانویؒ اس پر کفر کا فتوی کیوں لگاتے اور جو کہتے ہیں کہ حضرت تھانویؒ نے انہیں سرزنش نہیں کی اور اس پر فتوی نہیں لگایا یہ ان کی نری جہالت ہے۔

اعتراض بر تعبیر خواب:

معترضین کا کہنا ہے کہ حضرت تھانویؒ بجائے مرید کو سرزنش کے یہ کہہ دیا ''اس واقعہ میں تسلی تھی جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالی متبع سنت ہے'' اس کا جواب اسی رسالہ میں موجود حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

''بعض اوقات خواب میں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں ہیں اور دل بھی گواہی دیتا ہے کہ حضور ہی ہے لیکن زیارۃ کے وقت معلوم ہوتا ہے کہ شکل کسی اور کی ہے تو وہاں اہل تعبیر یہی کہتے ہیں کہ یہ اشارہ ہے اس شخص کی متبع سنت ہونے کی طرف پس جس طرح یہاں شکل نبوی کے دوسرے شکل مرئی ہونے کی (یعنی دکھائی دینے کی) تعبیر اتباع سنت سے دی گئی ہے اسی طرح بجائے اسم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرا ملفوظ ہونے کے تعبیر اگر اسی اتباع سے دی جائے تو اس مین کیا محذور شرعی لازم آگیا'' (الامداد ص/ ۱۹)

(بریلویوں سے ایک سوال)

سوال: حضرت شیخ شبلیؒ نے ایک مرید سے بیداری کی حالت میں لاالہ الااللہ شبلی رسول اللہ پڑھایا (فوائد الفواد مترجم ص/۲۵۱) اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے بھی ایک مرید سے بیداری کی حالت میں لاالہ الااللہ معین الدین رسول اللہ پڑھایا (رشاد الخیار ص/ ۵۴) سوال یہ ہے کہ کیا یہ دونوں حضرات مسلمان ہے یا کافر اگر مسلمان ہے تو کیوں اور اگر کافر ہے تو کیا کبھی آپ لوگوں نے ان حضرات کے کفر کی اشاعت کی ہیں؟

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک حضور ﷺ کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہے)

لکھتے ہیں:

''دیوبندی علماء کے مذہب میں حضور ﷺ کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیے۔ تقویۃ الایمان کے صفحہ نمبر ۲۲ پر ہے:

سب انسان آپس میں بھائی ہیں، جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے'' (الحق المبین ص/ ۸۵)

الجواب:

عبارت سیاق وسباق سے ملاحظہ فرمائیں:

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ ایک حدیث نقل کرتے ہیں جس کے عربی الفاظ ہم بنظر اختصار چھوڑ دیتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ کے ترجمہ پر ہی اکتفاء کرتے ہیں:

’’مشکوۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ امام احمد نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین وانصار میں بیٹھتے تھے کہ آیا ایک اونٹ پر اس نے سجدہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوان کے اصحاب کہنے لگے کہ اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو سجدہ کرتے ہیں جانور اور درخت پس ہم کو تو ضرور چاہیے کہ تم کو سجدہ کریں سو فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی۔

فائدہ: یعنی انسان آپس میں (سب) بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اسی کو چاہیے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء وانبیاء امام اور امام زادے پیر اور شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ہوئے ہم کو ان کے فرماں برادری کا حکم کیا ہے۔ ہم ان سے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے نہ خدا کی سی‘‘ (تقویۃ الایمان ص/ ۷۹، ۸۰ مطبوعہ لاہور)

اس عبارت میں حضرت شاہ صاحبؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کا ترجمہ کیا ہے (واکرموا اخاکم) کہ تم اپنے بھائی کی یعنی میری تعظیم کرو۔ اور پھر فائدہ لکھ کر بھائی کے لفظ کو مجمل ہی نہیں چھوڑا بلکہ اس میں اپنی دانست اور عقیدت کے مطابق تعظیم اور احترام کا پہلو ملحوظ رکھا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ وہ بڑے بھائی ہے اور ہم چھوٹے ہیں ان کی تعظیم وتکریم ہم پر لازم ہے کیونکہ ان کے فرماں برداری کا ہمیں حکم ہے لیکن نہ تو ان کی بندگی درست ہے کیونکہ وہ مالک نہیں اور نہ ان کی وہ تعظیم صحیح ہے جو خدا کی سی تعظیم ہے۔

غور فرمائیں اس عبارت میں توہین کی کونسی بات ہے کیا حدیث پاک کا ترجمہ کرنا توہین ہے یا اس میں ’’اخ‘‘ اور بھائی کے لفظ میں تعظیم واحترام کا پہلو اجاگر کرنا توہین ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سیدنا صدیق اکبرؓ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ اپنے لئے

طلب فرمایا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا "انما انا اخوک" کہ میں تو آپ بھائی ہوں (پھر یہ رشتہ کیسے جائز ہوسکتا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا:

"انت اخی فی دین اللہ و کتابہ" (بخاری جلد/ ۲ ص/ ۷۶۰ مطبوعہ افغانستان)

تم اللہ تعالی کی دین اور اس کی کتاب کے رو سے میرے بھائی ہو۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ کاش ہم اپنے بھائیوں (یعنی قیامت تک آنے والے امتیوں) کو دیکھ لیتے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میرے صحابہ ہو، اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے" (مسند امام احمد جلد/ ۳ ص/ ۱۵۵ مطبوعہ بیروت/ مسلم شریف جلد/ ۱ ص/ ۱۲۷)

امام نووی شافعیؒ علامہ قاضی عیاض اور علامہ باجیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ کے اس قول (تم میرے صحابہ ہو) کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ صحابہ کرام آپ کے بھائی نہ تھے بلکہ وہ آپ کے بھائی بھی تھے اور ایک زائد فضیلت یعنی صحابیت سے بھی مشرف تھے اور بعد میں آنے والے صرف آپ کے بھائی ہیں صحابہ نہیں جیسا اللہ تعالی قرآن میں فرماتا ہے" انما المؤمنون اخوۃ"۔ (شرح مسلم للنووی جلد/ ۱ ص/ ۱۲۷ طبع کراچی/ مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد/ ۲ ص/ ۲۳ طبع کوئٹہ)

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ محو گفتگو تھے کہ عمر فاروقؓ تشریف لائے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا

"الیس ھذا اخوک عمر بن الخطاب فقلت بلی یا اخی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام" (الریاض النضرہ جلد/ ۲ ص/ ۲۷۴ طبع بیروت)

کیا یہ آپ کا بھائی عمر بن خطاب نہیں آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں وہی ہے۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ عمرہ کرنے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''اشر کنا یا اخی فی دعائک و لا تنسنا'' (ابوداؤد جلد/ ۱ ص/ ۲۱۰ ترمذی جلد/ ۲ ص/ ۱۹۵ مسند طیالسی ص/ ۴ بحوالہ عبارات اکابر)

الغرض انحضرت ﷺ کو اخوت بارشاد خود اور بفرمان الٰہی تعالی ثابت ہے اور اس کا انکار قرآن و حدیث کا انکار ہے۔

یاد رہے بریلوی حضرات عوام کو یہ باور کرانے کے در پے ہیں کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے آنحضرت ﷺ کا اتنا ہی حق تسلیم کرتے ہیں جتنا بڑے بھائی کا ہوتا ہے۔ یا حضور ﷺ کی تعظیم فقط بڑے بھائی جتنی کرنے چاہیے۔ یہ ان کا مغالطہ ہیں حضرت شاہ صاحبؒ نے کہی بھی ایسا نہیں لکھا کما مرّ۔

تائید از بریلوی کتب:

حافظ محمد حسین مجددی لکھتے ہیں:

''اگر ان کی مراد (بڑے بھائی سے) اسلامی برادری ہے تو پھر بڑا بھا یہ کہنے سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ تمام مؤمنین چھوٹے بڑے یکسان (کتاب میں یکسان لکھا ہے اصل مین یکساں ہوتا ہے۔ فاروقی) بھائی ہیں'' (العقائد الصحیحہ فی تردید الوہابیہ ص/ ۴۷)

مولوی غلام رسول سعیدی بریلوی لکھتے ہیں:

''علامہ ابن عبد البر نے کہا کہ تمام اہل ایمان آپ کے دینی بھائی ہیں۔۔۔۔۔۔قیامت کہ تمام مسلمان آپ کے دینی بھائی ہیں'' (تبیان القرآن جلد/ ۷ ص/ ۲۳۰، ۲۳۱)

(عقیدہ علماء دیوبند دربارہ تعظیم مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ جو اس کا قائل ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم پر اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ علماء دیوبند کا ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہم میں اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے'' (المہند علی المفندص/ ۲۸ طبع کراچی)

امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی اسی عبارت پر اعتراض کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''ہر مؤمن کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ درجہ وہ شان اور وہ مرتبہ ہے کہ نہ کسی اور بشر کا ہے اور نہ فرشتہ کا نہ کعبہ کا نہ لوح وقلم کا حتی کہ نہ عرش عظیم کا۔ غرضیکہ اللہ تعالی کی ذات گرامی کے بعد ساری کائنات اور تمام مخلوقات میں صرف آپ ہی کا مقام اور درجہ ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(عبارات اکابر ص/ ۱۷ طبع سوم)

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرکر مٹی میں مل گئے) معاذاللہ

لکھتے ہیں:

”حیاۃ النبی کے متعلق مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان کا عقیدہ یہ ہے کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرکر مٹی میں ملا۔ ملاحظہ فرمائے، تقویۃ الایمان صفحہ ۳۴ پر مرقوم ہے۔

یعنی میں بھی ایک دن مرکع مٹی میں ملنے والا ہوں“ (الحق المبین ص/۸۶)

الجواب:

مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ مشکوۃ شریف کی ایک حدیث نقل کر کے یوں ترجمہ کرتے ہیں کہ:

”ترجمہ: مشکوۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا ہے کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے کہ گیا میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو سو کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ لائق ہے کہ سجدہ کیجئے ان کو پھر آیا میں پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا میں نے کہ گیا تھا میں حیرہ میں سو دیکھا میں نے ان لوگوں کو سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو سو تم بہت لائق ہو کہ سجدہ کریں ہم تم کو سو فرمایا مجھ کو بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس نے کہا میں نے نہیں فرمایا تو مت کرو۔

ف: یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدے کے لائق ہوں

سجدہ تو اسی پاک ذات کو ہے کہ نہ کبھی مرے نہ کبھی گم ہووے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ نہ کسی زندے کو کیجئے نہ کسی مردہ کو نہ کسی قبر کو کیجئے نہ کسی تھان کو کیونکہ جو زندہ ہے سو ایک دن مرنے والا ہے اور جو مر گیا سو کبھی زندہ تھا اور بشریت کی قید میں گرفتار پھر مر کر کچھ خدا نہیں بن گیا ہے بندہ ہی ہے'' (تقویۃ الایمان ص/۸۱ طبع لاہور)

اس عبارت میں حضرت شاہ صاحبؒ جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ حدیث شریف کی تشریح اور تفصیل ہے اور ان معنی خیز الفاظ کا حدیث کے ساتھ گہرا تعلق اور ربط ہے اور ان میں غیر اللہ کو سجدہ نہ کرنے کہ علت بیان کی گئی ہے کہ جو مر کر مٹی میں دفن ہونے والا ہے اس کو سجدہ روا نہیں۔ سجدہ صرف اسی کو ہو سکتا ہے جو ہمیشہ زندہ رہے اور اس پر کسی وقت بھی موت طاری نہ ہو اور نہ وہ مر کر مٹی میں دفن ہونے والا ہو، اور وہ بجز پروردگار کے اور کس کی ذات ہو سکتی ہے، کیونکہ صرف اسی کی ذات حیّ ولا یموت ہے باقی سب مرنے والے ہیں، کل نفس ذائقة الموت ۔

مخالفین نے اس عبارت میں ان الفاظ (مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں) سے یہ مطلب اخذ کیا ہے کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم اقدس مٹی ہو جائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر اطہر میں حیات نہیں ہے۔ ان الفاظ کے یہ معنی و مطلب ہرگز نہیں ہیں اور نہ کسی مسلمان کی یہ مراد ہو سکتی ہیں۔

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے کسی نے ان الفاظ (مٹی میں ملنے والا ہوں) کا مطلب پوچھا تو حضرت اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:

''مٹی میں ملنے کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ مٹی ہو کر مٹی زمین کے ساتھ خلط ہو جائے جیسا سب اشیاء زمین میں پڑ کر خاک ہو کر زمین ہی بن جاتی ہیں۔ دوسرے مٹی سے ملاقی و متصل ہو جانا یعنی مٹی سے مل جانا تو یہاں مراد دوسرے معنی ہیں اور جسد انبیاء علیہم السلام کا خاک نہ

ہونے کے مولانا مرحوم بھی قائل ہے۔ چونکہ مردہ کو چاروں طرف سے مٹی احاطہ کر لیتی ہے اور نیچے مردہ کی مٹی سے جسد مع کفن ملاحق ہوتا ہے یہ مٹی میں ملنا اور مٹی سے ملنا کہلاتا ہے کچھ اعتراض نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم'' (فتاوی رشیدیہ ص/ ۱۱۲ طبع کراچی سنہ طباعت سنہ ۱۹۸۰ء)

ملاحظہ فرمائیں لغت میں ان الفاظ کے معنی:

''جدید اردو میں لغات میں (مٹی میں مل جانے) کا مطلب ''جسم کا مٹی میں ملنا'' یعنی دفن ہونا لکھا ہے'' (جدید اردو لغات ص/ ۵۱۵ طبع لاہور)

''جامع اللغات میں ان الفاظ کے معنی ''دفن ہونا'' لکھا ہے'' (جامع اللغات جلد/ ۴ ص/ ۴۶۰)

''منیر اللغات میں بھی اس کا معنی خاک سے ملنا یعنی دفن ہونا لکھا ہے'' (منیر اللغات ص/ ۹۰)

''نور اللغات میں بھی اس کا معنی دفن ہونا لکھا ہے'' (نور اللغات جلد/ ۴ ص/ ۱۱۸۹)

معلوم ہوا مٹی میں ملنے کا مطلب دفن ہو جانا ہے لہذا اعتراض محض جہالت ہے۔

مولوی نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں:

''آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت اپنے فنا ہونے کے بعد'' (خزائن العرفان ص/ ۵۴۳ حاشیہ تحت آیت سورۃ ص ۷۹ طبع کراچی)

اب معترضین سے گزارش ہے کہ وہ فنا کا معنی لغت سے پیش کریں تاکہ حقیقت کھل کر سامنے آئے۔

ایک سوال:

مولوی عبدالحسنات قادری لکھتے ہیں:

"تیرے ممات نے انہیں فنا کر دیا" (اوراق غم ص/ ۱۲۸، ۱۲۹)

سوال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایسا کہنا درست ہے یا نہیں؟

(عقیدہ علماء دیوبند درباره حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حیاۃ انبیاء کے متعلق علماء دیوبند کا متفق علیہ عقیدہ ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے اجسام مبارکہ محفوظ ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر روضہ انور کے قریب جو سلام عرض کیا جائے وہ بذات خود سماعت فرما کر جواب عنایت فرماتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنوز قبر میں زندہ ہیں اور مثل گوشہ نشینوں اور چلہ کشوں کے عزلت گزیں ہیں" (آب حیات ص/ ۱۱۰ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

نیز لکھتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ تمام انبیاء بالیقین قبر میں زندہ ہیں" (ہدیۃ الشیعہ ص/ ۳۵۹ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"انبیاء کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں" (فتاوی رشیدیہ ص/ ۵۹)

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"ہمارے نزدیک ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ" (المہند علی المفند ص/ ۱۶)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

''پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا اور یہ رزق اس عالم کے مناسب ہوتا اور گو شہداء کیلئے بھی حیات اور مرزوقیت وارد ہے، مگر انبیاء علیہم السلام میں ان سے اکمل واقوی ہے'' (نشر الطیب ص/۲۰۱ مکتبہ رحمانیہ)

یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسے علماء دیوبند نے کھل کر اپنی کتب میں لکھا اور واضح کیا اور شاید یہ پہلا مسئلہ ہے جسے علماء دیوبند کے کثیر التعداد علماء نے اپنی کتب میں کھل کر بیان کیا تا کہ واضح ہو جائے کہ علماء دیوبند میں کوئی اس کا منکر نہیں اور جو لوگ انکار حیات النبی کا الزام لگاتے ہیں یہ ان کی جہالت ہے۔ مزید اختصار کے پیش نظر ان اکابرین کے نام و کتب پیش کیا جائے گا جنہوں نے واضح بیان کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنے قبروں میں ہیں:

شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ (حاشیہ سنن ابی داؤد جلد/۱ ص/۱۵۷ تفریع ابواب الجمعۃ)

ثانی ابن حجرؒ علامہ انوار شاہ کشمیریؒ (تحیۃ الاسلام حاشیہ عقیدۃ السلام ص/۱۱۹)

شیخ الاسلام علامہ بیر عثمانیؒ (فتح الملہم جلد/۱ ص/۳۳۰)

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ (کفایت المفتی جلد/۱ ص/۸۰)

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ (مکتوبات شیخ الاسلام حصہ اول ص/۱۵۳/ نقش حیات جلد/۱ ص/۲۲۴ طبع کراچی)

مولانا ادریس کاندھلویؒ (سیرت المصطفی جلد/۳ ص/۱۲۹)

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ (اعلاء السنن جلد/۱۰ ص/۵۱۲)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانیؒ (معارف القرآن جلد/۷ ص/۱۷۷)

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ (فضائل درود شریف ص/۳۴/ شمائل ترمذی

ص/ ۲۵۲ مکتبۃ الشیخ / معارف شیخ جلد/ ا ص/ ۳۹ مکتبۃ الشیخ کراچی)

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ (خطبات حکیم الاسلام جلد/ ۷ ص/ ۱۸۱)

حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ (معارف الحدیث جلد/ ۵ ص/ ۲۸۰)

شیخ الاسلام حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ (آپ کے مسائل اوران کا حل جلد/ ا ص/ ۲۹۵)

خطیب یورپ حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ (الفاروق کراچی شمارہ ۸ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ ص/ ۴۱)

امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ (تسکین الصدور فی تحقیق احوال البرزخ والقبور)

حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ (تقریظ برخوشبو والا عقیدہ یعنی عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ (ایضاً)

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متصف بحیات بالذات ہے اسی طرح دجال بھی)

لکھتے ہیں:

’’ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے نزدیک جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متصف بحیات بالذات ہیں بالکل اسی طرح معاذ اللہ دجال بھی متصف بحیات بالذات ہے۔ اور جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ سوتی دل نہیں سوتا تھا اسی طرح دجال کی بھی آنکھ

سوتی دل نہیں سوتا۔۔۔۔۔الخ‘‘(الحق المبین ص/ ۸۷)

الجواب:

حضرت نانوتویؒ کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں فرماتے ہیں کہ:

’’بالجملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نوم میں بھی استتار حیات ہی ہوگا اور اس صورت میں حسب قرارداد سابق وقت استتار حیات میں اور قوت آجائے اور خواب میں اور وحی بیداری میں کچھ فرق نہ ہو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام اس ہیچمدان کی تصدیق کرتا ہے۔فرماتے ہیں ’’تنام عیناى و لا ینام قلبی‘‘اوکما قال لیکن اس قیاس پر دجال کا حال بھی یہی ہونا چاہیے اس لئے کہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوجہ منشائیت ارواح مؤمنین جس کی تحقیق سے ہم فارغ ہو چکے ہیں، متصف بحیات بالذات ہوئے ایسے ہی دجال بھی بوجہ منشائیت ارواح کفار جس کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں متصف بحیات بالذات ہوگا اور اس وجہ سے اس کی حیات قابل انفکاک نہ ہوگی اور موت ونوم میں استتار ہوگا، انقطاع نہ ہوگا اور شاید یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ابن صیاد جس کے دجال ہونے کا صحابہ کو ایسا یقین تھا کہ قسم کھا بیٹھتے تھے، اپنی قام کا وہی حال بیان کرتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نسبت ارشاد فرمایا یعنی بہ شہادت احادیث وہ بھی یہی کہتا تھا کہ ’’تنام عیناى و لا ینام قلبی‘‘ اور اس وجہ سے خیال مذکور یعنی دجال کا منشاء ومؤلد ارواح کو کفار ہونا اور پھر اس کے ساتھ ابن صیاد ہی دجال ہونا زیادہ ترصحیح ہوا جاتا اور اس کی صحت کا گمان قوی ہو جاتا ہے‘‘(آب حیات ص/ ۲۵۲ طبع ملتان)

اس عبارت میں حضرت نانوتویؒ نے حدیث کی تشریح بیان فرمائی ہیں اور جو باتیں انھوں نے کی ہے وہ حدیث کی رو سے کیا ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ سے روایت ہے کہ:

''دجال کے والدین کا تیس سال تک کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا پھر ایک لڑکا پیدا ہوا جو کہ اعور تھا اور گوشت پوست بھی بہت تھوڑا سا اوپر تھا اور بہت کم نفع والا تھا اس کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل جاگتا تھا'' (مشکوۃ جلد/ ۲ ص/ ۴۷۹ اصح المطابع)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہیں:

''خواب میکند وچشمان خواب نمی کند دل او بجہت کثرت وساوس وتوالی افکار فاسدہ کہ القا میکند آنرا شیطان'' اشعۃ اللمعات جلد/ ۴ ص/ ۱۸۸ طبع بمبئی ہندوستان)

یعنی دجال کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل جاگتا ہے اس وجہ سے کہ شیطان کی طرف سے اس کے دل میں وساوس اور غلط قسم کے افکار ڈالے جاتے ہیں۔

ملا علی قاری الحنفیؒ لکھتے ہیں:

''قال القاضی رحمۃ اللہ ای لا ینقطع افکارہ الفاسدۃ عبہ عبد النوم لکثرۃ وساوسہ وتخیلاتہ وتواتر مایلقی الشیطان الیہ کما لم یکن ینام قلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من افکارہ الصالحۃ بسبب ماتواتر علیہ من الوحی والالہام'' (مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد/ ۹ ص/ ۴۳۴)

یعنی قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ دجال کی نیند کے وقت میں غلط قسم کے افکار منقطع نہیں ہوتے کیونکہ شیطان پے در پے لگاتار اس کی طرف کثرت سے وساوس اور اپنے خیالات ڈالتا رہتا ہے جیسا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قلب مبارک نہیں کیونکہ وحی اور الہام کے ذریعے مسلسل آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف افکار صحیحہ آتے رہتے ہیں۔

علامہ محمد بن طاہر پٹنی لکھتے ہیں:

''لا ینام قلبہ فی حق النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی حق الدجال'' (مجمع بحار

الانوار جلد/ص/ ۸۲۸)

یعنی یہ بات کہ دل نہ سوئے نیند میں یہ نبی پاک ﷺ اور دجال دونوں کے حق میں ہے۔

ان اکابرین کی عبارات حضرت نانوتویؒ کی عبارت کی تائید کرتے ہیں اگر یہ توہین ہے تو فقط حضرت نانوتویؒ اس میں ملوث نہیں بلکہ مذکورہ اشخاص بھی ہیں۔

(تقویۃ الایمان پر چھ (٦) اعتراض کا جواب)

اعتراض اول: دیوبندیوں کے نزدیک اللہ کے سوا کسی اور کو مت مان۔

اعتراض ثانی: صرف اللہ ہی کو پکاریں اور کسی کو مت پکاریں۔

اعتراض ثالث: انبیاء کرام علیہم السلام بے حواس ہو جاتے ہیں۔

اعتراض رابع: اللہ تعالی چاہے تو کروڑوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا کر دیں۔

اعتراض خامس: جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

اعتراض سادس: رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

(الحق المبین ص/ ۸۹،۹۰)

الجواب اعتراض الاول:

مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں، حضرت شاہ صاحبؒ مشکوۃ شریف کی ایک حدیث کا ترجمہ وتشریح کرتا ہے کہ:

''مشکوۃ کے باب الکبائر میں لکھا ہے کہ امام محمد نے ذکر کیا کہ معاذ بن جبلؓ نے نقل کیا کہ فرمایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ شریک ٹھہرا اللہ کا کسی کو گو کہ مارا جاوے تو اور جلایا جاوے تو۔

ف: یعنی اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور اس سے ڈر کہ شاید کوئی جن یا بھوت ایذاء پہنچاوے سو جیسا مسلمان کو ظاہر کی بلاؤں پر صبر کرنا چاہیے اور ان کے ڈر سے اپنا دین نہ بگاڑنا چاہیے اسی طرح جن اور بھوتوں کی بھی ایذا پر صبر کرنا چاہیے اور ان سے ڈر کہ ان کو نہ ماننا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ فی الحقیقت تو ہر کام اللہ ہی کے اختیار میں ہے'' (تقویۃ الایمان ص/ ۲۴ طبع لاہور)

معترضین سے کوئی پوچھے اس میں قابل اعتراض کونسی بات ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ حدیث کی تشریح بیان کیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔ نہ ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو معبود نہ ٹھہرا کسی اور کی پرستش نہ کر یہ ہے نہ ماننے کا مطلب۔

ظاہری بات ہے جیسا حدیث میں ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ بناؤ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ اسی طرح حضرت شاہ صاحب کا بھی یہی مطلب ہو گا نہ کہ وہ جو مخالفین نے لیا۔ راقم الحروف کے پاس تقویۃ الایمان کا دوسرا نسخہ جس میں عبارت یوں ہیں:

''یعنی اللہ کے سوا کسی کو اپنا معبود نہ تسلیم کر'' (تقویۃ الایمان ص/ ۷۶ مطبوعہ سعودی عرب)

لیجئے بات تو صاف ہو گئی کہ مطلب یہی ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو معبود نہ بناؤ بعض نسخوں میں ''نہ مان'' لکھا ہے جس کا یہی مطلب ہے معبود نہ بناؤ۔

الجواب اعتراض الثانی:

مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت شاہ صاحبؒ حدیث کا ترجمہ وتشریح کرتا ہے کہ:

''مشکوۃ کے باب الکبائر میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ ابن مسعودؓ نے نقل کیا

کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کونسا گناہ بہت بڑا ہے اللہ کے نزدیک فرمایا یہ کہ پکارے تو کسی کو اللہ کی طرح کا ٹھہرا کر اور حالانکہ اللہ ہی نہ تجھ کو پیدا کیا۔

ف: یعنی جیسے کہ اللہ کو سمجھتے ہیں کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور سب کام اسی کے اختصار میں ہیں سو ہر مشکل کے وقت یہی سمجھ کر پکارتے ہیں سو کسی اور کو اس طرح کا سمجھ کر پکارنا نہ چاہیے کہ یہ سب سے بڑا گناہ ہے اول تو یہ کہ یہ بات خود غلط ہے کہ کسی کو کچھ حاجت برلانے کی طاقت ہووے یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو، دوسری یہ کہ جب ہمارا خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں پر اس کو پکارے اور کسی سے ہم کو کیا کام جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے دوسرت بادشاہ سے کبھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔

ایسی عبارت پر کوئی جاہل ہی اعتراض کرسکتا ہے جس کو قرآن وحدیث کا علم نہ ہو۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"ولا تدع مع اللہ الھا آخر لاالہ الاھو" (سورۃ القصص آیت/ ۸۸)

اور مت پکار اللہ کے سوا دوسرا حاکم کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارکہ ہے کہ:

"اذا سئلت فاسئل اللہ و اذا استعنت فاستعن اللہ" (ترمذی شریف)

اگر تجھ کو کچھ مانگنا ہو تو صرف اللہ سے مانگ اور اگر مانگنا ہو تو بھی صرف اللہ ہی مانگ۔

حضرت شاہ صاحب کی بات قرآن وحدیث کے موافق ہے۔ان کی بات سے ماسوا مشرکین کے کسی اور کو تکلیف نہیں ہوسکتی، کیونکہ یہ توحید کا مسئلہ ہے اور توحید اور شرک ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتی۔

الجواب اعتراض الثالث:

مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

’’سوکسی مخلوق کی کیا طاقت کہ اس کی بڑائی کو بیان کر سکے اور اس کی عظمت کے میدان میں اپنا خیال وہم دوڑا سکے پھر کسی کام میں داخل کرنے کی اور اس کی سلطنت میں ہاتھ ڈالنے کی تو کس کو قدرت ہے وہ خود مالک الملک بغیر لشکر اور فوج کے اور بغیر کسی امیر وزیر اور مشیر کے ایک آن میں کروڑوں کام کرتا ہے وہ کسی کے روبرو سفارش کرے اور کسی کا یہ منہ کہ اس کے سامنے کسی کام کا مختار بن کے بیٹھے سبحان اللہ! اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے اور عرش سے فرش تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوئی ہے بیان کرنے لگے‘‘ (تقویۃ الایمان ص/ ۷۴)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس گنوار کی بات سن کر بے حواس (پریشان) ہو گئے۔ یہاں بے حواس سے مراد پریشان ہونا ہے، اور بے حواس کا معنی ہی پریشانی واضطراب ہے۔ (دیکھئے نور اللغات جلد/ ا ص/ ۵۸۴)

(بریلوی حکیم الامت کاظمی صاحب کے فتوی کے زد میں)

کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

’’اہلسنت کے نزدیک انبیاء کرام یا ملائکہ مقربین پر خوف وخشیت الٰہی کا طاری ہونا تو حق ہے، مگر انہیں بے حواس کہنا ان کی شان میں بے باکی اور گستاخی ہے‘‘ الحق المبین ص/ ۹۱)

دوسری جانب بریلوی حکیم الامت مولوی احمد یار نعیمی حضرت صالح علیہ السلام کے

متعلق لکھتے ہیں :

''صرف ایک بار نہیں بار ہا جادو کیا گیا جس سے آپ کے ہوش وحواس بجا نہ رہے''

(نور العرفان ص/ ۸۴۴ بحوالہ دفاع اہلسنۃ جلد/ ا ص/ ۱۷۵)

الجواب اعتراض الرابع:

عبارت ملاحظہ فرمائیں :

''اس شہنشاہ (اللہ تعالی) کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے اگر چاہیے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن وفرشتہ جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کرڈالے اور ایک دم میں سارا عالم عرش سے فرش تک الٹ پلٹ کرڈالے'' (تقویۃ الایمان ص/ ۴۱)

اب منکرین قدرت خداوندی بتائیں کہ کیا اللہ تعالی ایسا نہیں کرسکتا کیا اللہ تعالی کو یہ قدرت وطاقت نہیں ہے؟ بالکل کرسکتا ہے یہ اللہ کی قدرت سے باہر نہیں۔ منکرین قدرت خداوندی ایک ایسا حوالہ پیش کریں جو اس بات پر دلالت کرے کہ اللہ تعالی ایسا نہیں کرسکتا یہ قدرت اللہ کو حاصل نہیں (معاذ اللہ)

بات صرف قدرت کی ہے کہ اللہ تعالی کو یہ قدرت حاصل ہے کہ نہیں اس میں بحث نہیں ہے کہ اللہ تعالی ایسا پیدا کرے گا علماء اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی نے جو فرمایا ہے اس کے خلاف کرتو سکتا لیکن ایسا کبھی نہیں کرے گا بات صرف قدرت کی ہے اس کے خلاف کرنے پر قدرت رکھتا ہے لیکن ہرگز نہیں کرے گا۔

امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں :

''لانہا تدل علی القدرۃ ان یبعث فی کل قریۃ نذیرا مثل محمد وانہ لاحاجۃ بالحضرۃ الالھیۃ الی محمد البتۃ وقولہ لو یدل علی انہ سبحانہ وتعالی لایفعل ذالک فبالنظر الی الاول یحصل التادیب وبالنظر الی الثانی

یحصل الاعزار"(تفسیر کبیر جلد/ ۲۴ ص/ ۷۴ ۴۴ الفرقان آیت ۵۱)

یہ آیت دلالت کرتی ہے قدرت رکھنے کے اس بات پر کہ اللہ تعالی بھیجے ہر بستی میں ڈرانے والا مثل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اس کہ اللہ تعالی کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف (اپنی دین پہنچانے) کی احتیاج نہیں ہے اور لفظ لو کے فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالی ایسا ہر گز نہیں کرے گا پس بنظر اول سے تادیب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہے اور بنظر ثانی اُپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعزاز ظاہر ہے۔

شیخ شرف الدین یحی منیریؒ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں:

"چوں در عظمت وعزت بی نیازی اونظر کنی ہمہ موجودات عدم دینی وچوں بسلطان عظمت وقدرت اونگری ہمہ معدومات را موجودات یابی اگر خواہد در ہر لحظہ صد ہزار چوں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیافریند وہر نفسے از انفاس ایشان مقام قاب قوسین دہد"(مکتوبات ص/ ۱۱۰ مکتوب ۳۵ بحوالہ دفاع اہلسنۃ جلد/ ۱)

جو اس کی عظمت وعزت پر نظر کرے تمام موجودات کے عدم پر نظر پڑے اور جو اس کی بادشاہت عظمت وقدرت کا دھیان کرے تمام معدومات کو موجود پائے اگر چاہے تو ایک آن میں سو ہزار جیسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا فرمادے اور ان میں سے ہر ایک کو قاب وقوسین کا مقام عطا فرمادے۔

الحمد للہ جو بات حضرت شاہ صاحبؒ فرمارہے ہیں وہی بات اکابرین فرمارہے ہیں حتی کہ خود بریلوی بھی یہی کہتے ہیں:

مفتی جلال الدین بریلوی لکھتے ہیں:

"بے شک سرکار اقدس آخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا شرعاً محال اور عقلاً

ممکن بالذات ہے‘‘ (فتاوی فیض الرسول جلد/ ا ص/ ۹، ۱۰)

(بریلویوں کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع کمالات شیخ عبدالقادر جیلانیؒ میں موجود ہیں)

خان صاحب بریلی لکھتے ہیں:

’’حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضور اقدس وانور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث کامل ونائب تام وآئینہ ذات ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال وکمال وافضال کے ان میں متجلی ہیں‘‘ (فتاوی افریقہ ص/ ۱۱۶ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

الجواب اعتراض الخامس:

حضرت شاہ صاحبؒ سورۃ یوسف آیت ۳۹، ۴۰ کے فائدہ میں لکھتے ہیں:

ف: یعنی اول تو غلام کے حق میں کئی مالک ہونے بہت نقصان کرتا ہے بلکہ ایک مالک زبردست چاہیے کہ سب مرادیں اس کی پوری کردے اور سب کاروبار اس کے بناوے اور دوسرے یہ کہ ان مالکوں کی کچھ حقیقت بھی نہیں وہ کچھ چیز اصل میں نہیں ہیں بلکہ آپ ہی لوگ خیال باندھ لیتے ہیں کہ مینہ برسانا کسی اور کے اختیار میں ہے اور دانا اگانا کسی اور کے اور اولاد کوئی اور دیتا ہے اور تندرستی کوئی اور پھر آپ ہی ان کے نام ٹھہرا لیتے ہیں فلانے کام کا مختار کا نام اور یہ فلانے کا یہ پھر آپ ہی ان کو مانتے ہیں اور ان کاموں کے وقت پکارتے ہیں پھر اسی طرح ایک مدت میں یہ رسم جاری ہو جاتی ہے اور لوگوں کا خیال باپ دادوں سے سنتے سنتے زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے حالانکہ وہ سب محض اپنے غلط خیالات میں ہیں کچھ

ان کی حقیقت نہیں وہاں اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے اور نہ کسی کا یہ نام، اگر کسی کا یہ نام ہے تو اس کو کسی کاروبار میں کچھ دخل نہیں، سو سب خیال ہی خیال ہے اس نام کا کوئی شخص وہاں مالک ومختار نہیں جو ان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے محمد یا علی نہیں اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں سو ایسا شخص کہ اس کا نام محمد یا علی ہو اور اس کے اختیار میں عالم کے سب کاروبار ہو ایسا حقیقت میں کوئی شخص نہیں بلکہ محض اپنا خیال ہے سو اس قسم کے خیالات باندھنے کا اللہ نے تو حکم نہیں دیا اور کسی کا حکم اس کے مقابل میں معتبر نہیں'' (تقویۃ الایمان ص/ ۵۴، ۵۵)

اللہ اکبر! یہ عبارت حضرت شاہ صاحبؒ کے مؤحد ہونے پر صاف دلالت کر رہی ہے، اس عبارت سے بندہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ شرک کے کتنے مخالف تھا، لیکن عشق شرک میں ڈھوبے نادانوں کو گستاخی نظر آئی ؎

عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے
مجنون نظر آتی ہے لیلی نظر آتا ہے

جس عبارت پر معترضین کو اعتراض ہے دراصل حضرت شاہ صاحبؒ اس عبارت میں شیعہ اور بریلیوں کے اس عقیدے کا رد کر رہے ہیں جس کا ذکر حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے کیا ہے۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

''فرقہ اثنینیہ: یہ فرقہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علیؓ دونوں کو خدا مانتا ہے اس فرقہ میں پھر دو گروہ ہو گئے ایک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدائی کو ترجیع دیتا اور غالب وقوی بتاتا، جب کہ دوسرا حضرت علیؓ کو'' (تحفہ اثنا عشریہ ص/ ۴۳ مترجم طبع دار الاشاعت کراچی)

پس حضرت شاہ صاحبؒ شیعوں کے اس عقیدے کو سامنے رکھ کر کہہ رہا ہے کہ تم نے جو محمد

وعلی کو الٰہی صفات سے متصف کیا ہے تو یہ اس معاملہ میں کچھ اختیار نہیں رکھتے۔

عبارت میں محمد و علی سے مراد قطعی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شخصیت مراد نہیں بلکہ وہ تو مشرکین پاک و ہند کے موہومہ شخصیات کا رد کر رہے ہیں۔

بالفرض اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر بھی وہاں مختار کل کی نفی ہے۔ بریلوی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے اور شیعہ حضرت علیؓ کیلئے مختار کل کا عقیدہ رکھتے ہیں جب کہ علماء اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ یہ خاصہ خداوندی ہے۔ تو اس مسئلہ میں علماء دیوبند و بریلوی کا اختلاف ہے اور بقول کاظمی یہ فروعی مسائل میں سے ہے اور فروعی مسائل میں جانبین سے کسی کی تکفیر و تضلیل نہیں کی جاسکتی۔

الجواب اعتراض السادس:

عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''مشکوۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ نقل کیا حضرت حذیفہؓ نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یوں نہ بولا کرو جو چاہے اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط۔

ف: یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملائے گو کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا کہ سارا کاروبار جہاں کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا'' (تقویۃ الایمان ص/ ٦٧، ٧٧)

یعنی حضرت شاہ صاحبؒ فرما رہے ہے کہ اللہ کی شان میں کسی مخلوق کو داخل مت کرو اور سارا کاروبار جہاں کی مشیت و ارادہ سے چلتا ہے اور چل رہا ہے کسی نبی، پیر، ولی کو اس میں

دخل نہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ:

"مایفتح اللہ للناس من رحمة فلا ممسک لھا و ما یمسک فلا مرسل له من بعده وھو العزیز الحکیم یاایھا الناس اذکروا نعمت اللہ علیکم ھل من خالق غیر اللہ یرزقکم من السماء والارض لا الہ الا ھو فانی تؤفکون" (سورۃ الفاطر آیت/ ۲، ۳)

اللہ نے جو رحمت لوگوں کیلئے کھول دے اس کو کوئی بند کرنے والا نہیں اور جو بندے کو دے اس کو کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے اے لوگوں تم پر اللہ کے جو احسانات ہیں ان کو یاد کرو کیا اللہ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو آسمان اور زمین میں رزق پہنچاتا ہے (جب کوئی نہیں) تو اس کے سوا عبادت کے کوئی لائق نہیں سو تم کہا پھرے جا رہے ہو۔

دوسری مقام پر فرماتے ہیں:

"قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ لا یملکون مثقال ذرة فی السمٰوٰت ولا فی الارض و مالھم فیھما من شرک و ما له منھم من ظھیر" (سورۃ السباء آیت/ ۲۲)

آپ فرما دیجئے جن کو تم خدا کے سوا (مشکل کشا) سمجھ رہے ہو ان کو پکارو وہ ذرا برابر اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ ان کی ان دونوں میں شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار۔

اللہ تعالیٰ نے صاف اعلان فرما دیا کہ زمینوں اور آسمانوں کا نظام چلانے والی ذات صرف رب تعالیٰ کی ہے اس میں اس کے سوا کوئی اس کا شریک و مددگار نہیں۔ پس حضرت

شاہ صاحبؒ کا قول قرآن کے موافق ہے۔

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف عام بشر کی سی کرو)

لکھتے ہیں:

''دیوبندیوں حضرات کے مذہب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف بشر کی سی کی جائے، بلکہ اس میں بھی اختصار کیا جائے، تقویۃ الایمان کے صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے:

یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی تعریف ہو وہی کرو، سو اس میں بھی اختصار ہی کرو'' (الحق المبین ص/ ۹۳)

الجواب:

حضرت شاہ صاحبؒ نے جو کہا وہ حدیث کے موافق اور مفہوم حدیث ہے، چنانچہ مشکوۃ صفحہ ۴۱۸ کی حدیث بیان کر کے بیان کرتے ہیں کہ:

''مشکوۃ کے باب المفاخرہ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ مطرفؓ نے نقل کیا کہ آیا میں بنی عامر کے ایلچیوں کے ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پھر کہا ہم نے کہ تم سردار ہو ہمارے سو فرمایا کہ سردار تو اللہ ہے پھر کہا ہم نے کہ بڑے ہمارے ہو بزرگی میں اور بڑے سخی ہو، سو فرمایا کہ خیر اس طرح کا کلام کہو یا اس سے بھی تھوڑا کلام کرو اور تم کو کہیں بے ادب کر دیں شیطان۔

ف: یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو سو ان میں بھی اختصار کرو اور اس میدان میں منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو کہ

کہیں اللہ کی جناب میں بے ادبی نہ ہوجائے'' (تقویۃ الایمان ص/ ۸۵)

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی بزرگ کی تعریف میں مبالغہ نہیں کرنا چاہیے اس کی تعریف اس کی شان اور مرتبہ کے لائق کرنا چاہیے۔ اور اس میں خیال کرنا چاہیے منہ گھوڑے کی طرح نہ دوڑاؤ کہ کہیں شیطان بہکائیں اور اللہ تعالی کی بے ادبی ہوجائے۔

حضرت ملاعلی قاری الحنفیؒ لکھتے ہیں:

''قولوا اقولکم یعنی قولوا هذا القول او اقل منه ولا تبالغوا فی مدحی بحیث تمدحوننی بشئی یلیق بالخالق ولا یلیق بالمخلوق'' (مرقاۃ جلد/ ۹ ص/ ۱۲۵)

ہاں اس طرح کی تعریف کرو بلکہ اس سے بھی کم کرو اور میری مدح سرائی میں مبالغہ آرائی مت کرو اس طور پر کہ ایسی چیز سے میری مدح کرو کہ جو اللہ کی شان کے لائق ہو اور مخلوق کی شان کے لائق نہ ہو۔

اب بریلوی بتائیں کہ بزرگوں کی تعریف بشر سی نہیں تو کیا تم جیسے وہ تعریف کرنا چاہیے جو تم لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کی یا بزرگوں کی شان میں۔

کیا آپ ہم سے یہ تعریف کروانے چاہتے ہیں؟

جو خان صاحب بریلی نے کیا ہے:

''حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ حضور اقدس وانور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث کامل ونائب تام وآئینہ ذات ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال وکمال وافضال کے ان میں متجلی ہیں'' (فتاوی افریقہ ص/ ۱۱۶ طبع کراچی)

نیز لکھتے ہیں:

''احکام شریعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہے واجب کردیں جو چاہے ناجائز فرمادیں'' (الامن والعلی ص/ ۲۱۵ مطبوعہ لاہور)

''حضور ﷺ ساری زمین اور تمام مخلوق کے مالک ہیں'' (حاشیہ الامن والعلی ص/۱۱۶ حاشیہ ۳)

دوسری مقام پر لکھتے ہیں:

''رزق پانا، مدد ملنا، مینہ برسانا، بلا دور کرنا، زمین کا قیام، زمین کی نگہبانی، خلق کی موت، خلق کی زندگی، بندوں کی حاجت رسانی سب اولیاء کے وسیلے، اولیاء کی برکت ،اولیاء کے ہاتھوں، اولیاء کی وساطت سے ہے'' (الامن والعلی ص/۳۶)

کیا یہ تعریف جو مولوی امجد علی بریلوی نے کی ہے؟

''تمام جہاں حضور ﷺ کے زیر تصرف کر دیا گیا، جو چاہے کریں جو چاہے دیں، جس سے جو چاہیں واپس لیں، تمام آدمیوں کے مالک ہیں'' (بہار شریعت حصہ اول ص/ ۲۲)

کیا یہ تعریف جو مولوی احمد یار خان نعیمی نے کی ہے؟

''حضور ﷺ حرام وحلال کے مالک ومختار ہیں'' (رسائل نعیمیہ ص/ ۱۲۹ نعیمی کتب خانہ گجرات)

نیز لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ احکام کے مالک ہیں جس کیلئے جو چاہے حلال فرمائیں حرام اور جس کیلئے جو چاہے قرآنی احکام کو بدل دیں'' (ایضاً ص/ ۱۳۹)

تو یہ تعریف کروانے کے درپے ہیں کاظمی صاحب کہ حضور ﷺ اور بزرگوں کی تعریف اس طرح کرو، کاظمی اوران کے اعمی مقلدین یہ بات حلقہ بگوش سن لیں ایسی تعریف کو ہم پاؤں کے ٹھوکر سے اڑانا چاہتے ہیں ایسی تعریف کا نہ قرآن حکم دیتا ہے نہ حدیث اور نہ اکابرین امت اور جو حکم ان کے خلاف ہوگا وہ علماء دیوبند ہرگز برداشت نہیں کرے گا۔

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک انبیاء، ملائکہ سب ناکارہ تھے)

لکھتے ہیں:

''دیوبندی علماء کے مذہب میں انبیاء، رسل، ملائکۃ معاذ اللہ سب ناکارہ ہیں۔تقویۃ الایمان صفحہ ۱۵، ۱۶ پر لکھا ہے:

اللہ جیسے زبردست کے ہوتے ہیں ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچاسکتے ہیں محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے'' (الحق المبین ص/ ۹۴)

الجواب:

لفظ (ناکارہ) سے مراد انبیاء و رسل و ملائکہ نہیں ہے جو معترضین نے لیا ہیں بلکہ حضرت شاہ صاحبؒ نے مطلقاً ایک بات کہی ہے جو آیت شریفہ میں ہے۔ملاحظہ ہو حضرت شاہ صاحب کی عبارت:

''فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۃ یونس میں اور مت پکاریئے اللہ کے سوا ایسوں کو کہ نہ فائدہ دیویں تجھ کو نہ نقصان سو اگر تو نے یہ تو بے شک تو بے انصاف ہے۔

ف: یعنی اللہ زبردست کے ہوتے ہوئے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچاسکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے'' (تقویۃ الایمان ص/ ۳۹)

اب بریلوی بتائیں آیت شریفہ میں جو فرمایا ہے کہ ''مت پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ

فائدہ دیں تجھ کو اور نہ نقصان'' اس سے کون کون مراد ہے کس کے بارے میں اللہ تعالی ارشاد فرما رہے ہیں؟ اگر انبیاء، رسل و ملائکہ مراد ہیں تو ٹھیک ہے لیکن اگر کفار یا امت کے بارے میں فرما رہے ہیں تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے آیت میں مطلق بات کہی ہو اور تشریح میں مخصوص ہو۔ حالانکہ آیت میں کہی انبیاء وغیرھم کا ذکر نہیں ہے پھر بریلویوں کو کیا تکلیف ہیں کہ جہاں انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ نہ ہو وہاں ان مقدس ہستیوں کا نام لے کر آتے ہیں فتوی کفر لگانے کیلئے کیا شوق تکفیر میں اتنا مگن ہو کہ اب عبارت میں یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس سے مراد کون ہے خاص اور عام میں فرق نہیں جان سکتے۔

(بریلویوں کے نزدیک حضرت عیسی علیہ السلام اپنے مقصد میں ناکام رہے)

مولوی نظام الدین ملتانی بریلوی لکھتے ہیں:

''دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہے امتحان میں دوبارہ وہی لوگ بلائے جاتے ہیں جو فیل ہوں حضرت مسیح علیہ السلام پہلی آمد میں ناکامیاب رہے اور یہود کے ڈر کے مارے کام تبلیغ رسالت سرانجام نہ دے سکے اس لئے ان کا دوبارہ آنا تلافی مافات ہے'' (انوار شریعت جلد/ ۲ ص/ ۵۵)

لیجئے پیغمبر کا نام لے کر نا کامیاب و ناکام کہہ رہا ہے کیا ادھر بھی ایک نظر دہرائیں گے۔

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک انبیاء ورسل علیہم السلام کی شان اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے)

لکھتے ہیں:

''علماء دیوبند کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی بڑی مخلوق انبیاء ورسل کرام علیہم السلام کی شان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معاذ اللہ چوہڑے چمار سے بھی گری ہوئی ہے تقویۃ الایمان کے صفحہ ۸ پر تحریر ہے:

اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے'' (الحق المبین ص/ ۹۴،۹۵)

الجواب:

قارئین کرام! ہم عرض کر چکے ہیں جہاں انبیاء ورسل کی بات نہ ہو وہاں یہ لوگ ان کے نام لے کر آتے شوق تکفیر کیلئے اب جو عبارت کاظمی صاحب نے پیش کیا ہے کیا اس میں کسی نبی یا رسول کا نام ہے چھوڑئے نام کو کیا یہ بحث ان کے بارے میں ہیں کیا کوئی ضمیر ہے جو ان کی طرف راجع ہو کیا کسی ذی شعور کا دل آمادہ ہوتا ہے کہ یہاں انبیاء ہی مراد ہو؟ ہرگز نہیں پھر یہ قصہ و کہانی کیوں، مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۃ لقمان میں جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کرتا تھا اس کے اے بیٹے میرے مت شریک بتا اللہ کا بے شک شریک بتانا اس کا بڑی بے انصافی ہے۔

ف: یعنی اللہ تعالیٰ نے لقمان کو عقل مندی دی تھی سو انہوں نے اس سے سمجھا کہ بے

انصافی یہی ہے کہ کسی کا حق اور کسی کو پکڑا دینا اور جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑا حق لے کر ذلیل سے ذلیل کو دے دیا جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجئے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی۔ او یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے'' (تقویۃ الایمان/ ۱۹، ۲۰)

اس عبارت میں حضرت شاہ صاحبؒ نے یہ بیان کیا کہ جو حق خالص پروردگار کا ہے وہ توحید وعبادت ہے اور خالق کا وہ مخصوص حق کسی اور کو دے دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ بادشاہ کا تاج چمار کے سر پر رکھ دیا جائے۔ کون نہیں جانتا کہ بے حد انصافی ہے اسی طرح اللہ تعالی کے ساتھ شریک ٹھہرانا بڑی بے انصافی ہے اور بے شک یہ ظلم عظیم ہے، اس عبارت میں مقصود شرک کی قباحت اور برائی ہے نہ کہ بزرگوں کی تحقیر وتذلیل، کیونکہ جس طرح بادشاہ کے سامنے چمار بے کس و بے بس اور مجبور ولاچار اور کمزور وضعیف ہے اس سے کہیں زیادہ ساری مخلوق اللہ تعالی کے سامنے عاجز بے بس اور ضعیف و کمزور ہے۔

معترضین اس عبارت میں دو الفاظ سے غلط فہمی میں مبتلا ہیں الفاظ ''بڑی مخلوق'' اور لفظ ''ذلیل'' بڑی مخلوق سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء علیہم السلام اور اولیاء مراد لئے ہیں کہ ان کو ذلیل کہا ہیں۔ حالانکہ یہ ان کی کج فہمی ہیں اس لئے کہ عبارت میں ان مقدس ہستیوں کا ذکر ہی نہیں پھر ان کے نام لے کر آنا کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ اور حضرت شاہ صاحبؒ نے مطلقاً بڑی مخلوق کی بات ہے تو پھر اسے خاص بنا کر پیش کرنا کہاں کا اصول ہے۔

مولوی حکیم برکات احمد بریلوی کی سیرت میں لکھا ہے کہ:

''اکابر کا یہ طریقہ ہے کہ جو کسی عالم کی تصنیف میں غلطی ہو جائے تو اس کو حتی الامکان بناتے ہیں اگر صحیح ہو فھو المراد اور اگر وہ غلطی صحیح نہ ہو سکے تو مصنف کو برائی سے یاد نہ کرے چہ جائے کہ اس کو کافر کہے اگر تقویۃ الایمان میں کوئی غلطی نظر آئے تو اس کو حتی الامکان صحیح

کرنا چاہیے اگر صحیح نہ ہوسکے تو اس کو چھوڑ دے مصنف کتاب کو کافر نہ کہے یہ متقدمین علماء کے خلاف ہے اگر تقویۃ الایمان سمجھ میں نہیں آتی تو اس کو نہ دیکھیں'' (مولانا حکیم سید برکات احمد سیرت وعلوم ص/ ۱۹۰ طبع کراچی)

آیئے اسی عبارت پر فیصلہ کیجئے تقویۃ الایمان پر جتنے قابل اعتراض عبارات ہے الحمدللہ ہم نے سب کے معنی صحیح پیش کر دیئے اب مخالفین پر یہ لازم ہے کہ اگر آپ میں عبارت سمجھنے کا سلیقہ نہیں ہے یا عبارت کو صحیح کرنے کی سکت نہیں ہے تو پھر خدارا کسی عبارت کو بگاڑے بھی مت۔

مذکورہ عبارت میں ''بڑی مخلوق'' سے بادشاہ بھی مراد ہوسکتا ہے مال دار بھی غرض بہت سے معنی مراد لئے جاسکتے ہیں۔ بالفرض محال اگر اس سے وہی مراد لیا جائے جو مخالفین نے لیا ہے تب بھی عبارت ٹھیک ہے بایں صورت ذلیل سے مراد وہ نہیں جو مخالفین نے لیا بلکہ عاجز وکمزور بے سروسامان ہیں پھر بھی گستاخی کی کوئی بات نہیں کیونکہ ہر انسان اللہ کی شان کے آگے عاجز وکمزور ہیں خواہ انبیاءؑ ہی کیوں نہ ہو۔

امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں

''الذل ما کان عن القھر ۔۔۔۔۔۔یقال الذل و القل و الذلۃ و القلۃ''

(مفردات القرآن ص/ ۱۳٦)

غرض ذلت کے معنی کمزور، عاجز، ناتوں ہونا دوسرے کے مقابلے میں۔

مولوی عبدالحسان قادری ذلیل کے معنی بیان کرتے ہیں کہ:

''اس کے معنی کمزوری، بے سروسامانی'' (تفسیر الحسنات جلد/ ۵ ص/ ۵۷۴)

اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہے کہ:

''و لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ'' اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے

اصحاب کی مدد فرمائی بدر کے موقع پر اس لئے حضور ﷺ بمع اصحاب بے سروسامان تھے، اب مخالفین بتلائے کہ اس آیت میں لفظ ''اذلہ'' جو ذلیل کی جمع ہے سے مراد کیا لیں گے جو مراد لیں گے فھو مرادھم۔

خان صاحب بریلی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے منقبت میں اشعار لکھے ہیں ان میں ایک شعر یہ ہے:

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلی تیرا
(حدائق بخشش حصہ اول ص/ ۱۹ طبع دعوت اسلامی)

خاص و عام میں فرق نہ جاننے والے عقل سے عاری بتائیں کہ اگر کوئی ''اونچوں'' سے مراد حضور ﷺ انبیاء علیہم السلام و اولیاء مراد لے اور کہے کہ خان صاحب بریلی کے نزدیک شیخ جیلانیؒ کا مرتبہ حضور ﷺ و انبیاء و اولیاء سے بڑھ کر ہے تو کیا بریلوی سیخ پا ہو کر تاویلات کا دروازہ نہیں کھولیں گے۔

امام جلال الدین سیوطیؒ نے سورۃ مریم کی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''ان کل من فی السموت والارض الا أتی الرحمن عبدا ای ذلیلا خاضعا یوم القیامۃ منھم عزیر وعیسی'' تفسیر جلالین ص/ ۲۶۰ اصح المطابع کراچی)

امام الجلیل عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی الحنفی (المتوفی ۷۰۱ھ) اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''ای خاضعا ذلیلا منقادا'' (تفسیر مدارک جلد/ ۴ ص/ ۱۸۴ مطبوعہ مصر)

علامہ علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی المعراف بالخازنؒ اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''ای آتیہ یوم القیامۃ عبدا ذلیلا خاضعا'' (تفسیر خازن جلد/ ۴ ص/ ۱۸۴

مطبوعہ مصر)

مخالفین بتائیں کہ ان تفاسیر میں جو ذلیل کا لفظ ہے ان سے کیا مراد ہے جو مراد ہو گا وہی تقویۃ الایمان کیلئے لکھ دیجئے۔

ہوسکتا ہے مخالفین کہے کہ یہاں عربی میں ذلیل کہا ہے عربی میں معنی اور ہوتا ہے اردو میں اور سو یہ باطل ہے اس لئے کہ مصنف اگر اردو میں کتاب لکھے تو ساری الفاظ اردو کا نہیں ہوتے بلکہ عربی، فارسی اور ہندی کے بھی ہوتے ہیں بالفرض اگر تسلیم کر لیا جائے کہ عربی میں اور معنی ہوتا اور اردو میں اور تو اس اصول کا آپ کے پاس کیا دلیل ہے یہ اصول کہا لکھا ہے کوئی ایک حوالہ پیش کرو ورنہ ایسی خود ساختہ اصول ہرگز ایسی تاویل کو نہیں بچا سکتی۔

مولانا حسین الواعظ الکاشفی تفسیر حسینی (ہمارے نزدیک اگر چہ یہ تفسیر غیر معتبر ہے لیکن مولوی احمد یار خان نعیمی بریلوی نے اپنی کتاب ''جاء الحق'' میں اپنے عقائد ثابت کرنے کیلئے جگہ جگہ اس سے استدلال کیا ہے اور مفتی غلام دستگیر قصوری نے بھی ملاحظہ ہو''رسائل محدث قصوری جلد اول ص/ ۳۱۲) جس سے معلوم ہوتا ہے بریلویوں کے نزدیک یہ معتبر تفسیر ہے۔فاروقی) میں ''وانتم اذله'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں؛

''وحال آنکہ شما بودید خوار'' (تفسیر حسینی ص/ ۱۰۶ مطبوعہ بمبئی ہندوستان)

اور حالانکہ آپ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خوار تھے۔

اب بریلوی حضرات کا حوالہ جات ملاحظہ ہو جو حضرت شاہ صاحبؒ کی عبارت کی تائید کرتے ہیں۔

تائید از کتب مخالفین:

مولوی نقی علی خان جو خان صاحب بریلی کے والد ہے لکھتے ہیں:

''امام حجۃ الاسلام محمد بن غزالیؒ فرماتے ہیں موسی علیہ وعلی نبینا الصلوۃ والسلام پر وحی

ہوئی اے موسی جب تو مجھے یاد کرے اس حال میں یاد کرتو اپنے اعضاء توڑتا ہوا اور میری یاد کے وقت خاشع اور ساکن ہو جا اور جب مجھے یاد کرے اپنی زبان کو دل کے پیچھے کر اور جب روبرا کھڑا ہو تو بندہ ذلیل کی طرح کھڑا ہو'' (جواہر البیان ص/ ۴۷)

مولوی عبدالحسنات قادری انتم اذله کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اذلۃ: ذلیل کی جمع ہے جس کا مادہ دل ہے'' (تفسیر الحسنات جلد/ ۱ ص/ ۵۷۴ ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

یہی مولوی صاحب اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

''وہ آدم جو سلطان مملکت بہشت تھے، وہ آدم جو متوج بتاج عزت تھے آج شکار تیر مذلت ہیں'' (اوراق غم ص/ ۲ طبع لاہور)

اب آخر میں ایک ایسا حوالہ پیش کر رہا ہوں جس میں براہ راست ذلیل کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کیا گیا ہے۔ شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ ''ولقد نصرکم الله ببدر و انتم اذلة'' الآیۃ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

''اور البتہ تحقیق مدد دی تم کو اللہ نے بیچ بدر کے اور تم تھے ذلیل'' (ترجمہ شاہ رفیع الدین ص/ ۸۱ تاج کمپنی)

اس حوالہ کو نقل کرنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاذ اللہ ذلیل کہہ رہا ہے بحمد اللہ ہم جانتے ہے اس کا کیا مطلب ہے چونکہ بریلویوں کے نزدیک یہ گستاخی ہے اس لئے مناسب سمجھا کہ ان پیٹ پرست ملاؤں کا مکروہ چہرہ سے نقاب اٹھاؤں اور عوام الناس بالخصوص ان ناواقف لوگوں جو محض ان کے رنگ دیکھ کر اور ان کے دھوکہ بھرے الفاظ میں آکر اپنی تعلق اولیاء اللہ سے خراب کر کے اپنی آخرت کو برباد کر دیتے ہیں کو ان کے اصلی چہرہ دکھاؤ کہ ان کا مقصد کیا ہے اور ان کو بتاؤں کہ لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ ہیں۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھا ہے اور ان کی کتب میں یہ بات واضح لکھا ہے کہ دیوبندیوں سے ہمارا اختلاف محض ذاتی نہیں دین کی بنیاد پر ہے اسلام ہمیں یہ اجازت دیتا ہے ہمارا اختلاف محض یہ ہے کہ انہوں نے حضورﷺ وانبیاء علیہم السلام کی شان میں توہین آمیز عبارات لکھیں ہیں اس لئے یہ لوگ گستاخ ہے۔ان باتوں کو جھوٹی نقاب بنا کر اپنے مکروہ چہرہ چھپاتے ہیں لیکن دنیا میں اگر فرعون موجود ہے تو موسیٰؑ بھی ہے نمرود ہے تو ابراہیمؑ بھی ہے دھوکے باز نقاب پوش ہیں تو حقیقت کو آشکارہ کرنے والے بھی ہیں۔

قارئین کرام! اگر وقعی ان کی باتیں دھوکہ آمیز نہیں ہیں تو کیا وجہ ہے کہ جس عبارت میں انبیاء واولیاء کا ذکر ہی نہیں نہ اشارۃً نہ دلالۃً وہاں یہ لوگ اپنی طرف سے خودساختہ معنی مراد لے کر ان مقدس ہستیوں کا نام لا کر حکم کفر لگاتے ہیں اور جہاں انبیاء کا نام لے کر ان کی طرف وہی الفاظ کی نسبت ہو جسے یہ لوگ گستاخی قرار دیتے ہیں وہاں ان کی قلم نہیں چلتا نہ نظر جاتی ہے اس کا کیا مطلب ہے ایک بندہ ایک بات لکھ دی اور اس کے مطلب کے خلاف معنی لے کر اس پر حکم کفر لگائے اور دوسرا وہی بات لکھ دی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت واضح الفاظ میں تو وہاں سکوت اور اس کے خلاف نہ کوئی بات نہ کوئی فتوی۔آخر ان کا کیا مقصد ہے کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ پر کفر کے فتوے وہی بات شاہ رفیع الدینؒ نے لکھی ہے ان کے خلاف کیوں نہیں بولتے اسی طرح ہمارے دیگر اکابرین کی عبارات جن پر یہ کفر کے فتوے لگاتے ہیں من وعن وہی عبارات اور اس سے بھی سخت عبارات ان کے اور مسلم بین الفریقین اکابرین کی عبارات سے پیش کرتے ہیں وہاں یہ لوگ کیوں نہیں بولتے اگر واقعی اختلاف دین کی بنیاد پر ہوتا، تو جو دین ایک بات پر کسی کو کافر کہنے کا حکم دیتا ہے وہی بات دوسرا کہہ دے تو وہی حکم اس کیلئے بھی ہے لیکن یہ عجیب دین ہے کہ ایک بندہ کوئی گستاخی کرے تو کافر اور اگر دوسرا کرے تو کافر نہیں۔اگر واقعی دین کی بنیاد پر اختلاف ہے تو

بریلویوں آج کے بعد شاہ رفیع الدینؒ پر بھی وہی فتوی لگاؤ جو شاہ اسماعیل شہیدؒ پر لگاتے ہو اور اپنے اکابرین پر بھی وہی فتوی لگاؤ جو علماء دیوبند پر لگاتے ہو لیکن بریلوی مرجائیں گے ایسا کبھی نہیں کریں گے اس لئے ان کا مقصد دین کو نقصان پہنچانا ہے اور دین کو اپنی من مانی استعمال کرنا ہے ان کا مقصد دین میں بدعات لانا ہے اس کے سوا ان کا اور کوئی مقصد نہیں۔

مسلمان انگریز کا تیار کردہ فرقہ کو ہرگز دین کو نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دیتے۔ ابھی بھی وقت ہے دوستوں ان کو پہنچانو کہ کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتے ان کے اولین مقصد یہی ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑانا جیسا کہ انگریز کا طریقہ تھا۔ مسلمانوں کو آپس میں دست وگریباں کرنا دین کو اپنی مرضی سے استعمال کرنا دین کو نقصان پہنچانا یہی ان کے مقاصد ہے۔

(بریلویوں سے پندرہ (۱۵) سوالات دربارہ عبارت تقویۃ الایمان)

بریلوی حضرات اگر ان سوالات کے جوابات دیں تو امید ہے انشاء اللہ اس عبارت پر جگڑا ختم ہو۔

سوال ۱ : خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے ملفوظات میں ہے کہ:

''ایمان کسے تمام نہ شد تا ہمہ خلق نزدیک او ہم چناں نہ نماید کہ پشک شتر'' (فوائد الفواد ص/ ۶۷ طبع دہلی)

یعنی کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ ساری مخلوق سا کے نزدیک اونٹ کی مینگنی کے برابر نہ ہو۔

سوال یہ ہے تمام مخلوق میں انبیاء واولیاء داخل ہے کہ نہیں؟

سوال ۲: اگر داخل ہے تو اس پر کیا حکم ہے اگر نہیں تو کیوں وجہ بیان کرے؟

سوال ۳: قرآن مجید میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

''انہ کان ظلوما جھولا'' کہ بے شک انسان ظالم اور جاہل ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا انسان میں انبیاء واولیاء شامل ہے کہ نہیں اگر نہیں تو کیوں وجہ بیان کرے؟

سوال ۴: اگر شامل ہے تو کیا قرآن معاذ اللہ ان کو ظالم وجاہل کہہ رہا ہے؟

سوال ۵: تقویۃ الایمان کی عبارت میں ''بڑی مخلوق'' سے آپ حضرات نے انبیاء واولیاء مراد لیا کیا اس سے اور معنی مراد نہیں لے سکتے جیسے بادشاہ عوام اور بقول آپ کے اکابرین مصنف کی عبارت کو حتی الامکان صحیح کرنے کی کوشش کرے جہاں تک ممکن ہو کفریہ معنی مراد نہ لے تو میرے خیال سے بادشاہ مراد لینا بہتر رہے گا تاکہ اختلاف ہی ختم ہو جائے اور عبارت اپنی جگہ برقرار رہے۔

سوال ۶: خان صاحب بریلی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی شان میں شعر کہتے ہیں کہ:

واہ کیا مرتبہ اے غوث بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلی تیرا
(حدائق بخشش حصہ اول ص/ ۱۹)

اس شعر میں اونچے اونچوں سے مراد کون ہے؟

سوال ۷: کیا کوئی انچوں سے انبیاء واولیاء مراد لے سکتا ہے؟ اگر لے سکتا ہے تو پھر اس کے نزدیک خان صاحب کا یہی نظریہ تسلیم کیا جائے گا اور اس پر حکم شرع لگائے گا کہ نہیں؟

سوال ۸: اگر نہیں لے سکتا تو وجہ بیان کرے؟

سوال ۹: کیا اسلام یہی کہتا ہے کہ کسی بزرگ کی عبارت سے اور معنی بھی لیا جا سکتا

ہے لیکن زبردستی کفریہ معنی لے کر اس پر حکم کفر لگائے؟

سوال ۱۰: علامہ سیوطیؒ لکھتے ہیں:

''ای ذلیلا خاضعا یوم القیامۃ منھم عزیز و عیسی'' (جلالین)

یہاں ذلیل کی نسبت حضرت عزیز وعیسی علیہما السلام کی طرف کی ہے تو کیا آپ کے نزدیک کسی نبی کو ذلیل کہنا گستاخی نہیں ہے؟

سوال ۱۱: شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ نے ''وانتم اذلۃ'' کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ ''اور تم تھے ذلیل'' کیا آپ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ ذلیل کہنا گستاخی نہیں ہے؟

سوال ۱۲: اگر گستاخی نہیں ہے تو پھر شاہ اسمعیل شہیدؒ پر فتوی کیوں، اور اگر گستاخی ہے تو کیا آپ حضرات نے اپنے کسی کتاب میں اس گستاخی کا ذکر کیا ہے؟

سوال ۱۳: کیا مصنف کے علاوہ کسی اور کو حق حاصل ہے کہ وہ اس کی عبارت کا مطلب بیان کر کے فتوی لگائیں؟

سوال ۱۴: اگر کوئی کہہ دیں سب انسان ظالم اور جاہل ہے تو کیا ان سب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانبیاء واولیاء بھی آجائیں گے اگر آجائیں گے تو متکلم پر کیا حکم لگے گا اور اگر نہیں آئیں گے تو کیوں وجہ بیان کرے؟

سوال ۱۵: جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیاء علیہم السلام کو معاذ اللہ ذلیل کہے اس کے بارہ میں کیا حکم ہے؟

(بریلویوں کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذلیل تھے) معاذ اللہ

خاں صاحب بریلی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق شعر لکھتا ہے کہ:

کثرت بعد قلت پہ اکثر درود

عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش حصہ دوم ص/ ۲۹۸ مکتبہ المدینہ کراچی)

کس طرح واضح الفاظ میں یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے کہا جارہا ہے کہ پہلے آپ ذلیل تھے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ بعد میں آپ کو عزت ملی۔

بعض بریلوی کہتے ہیں کہ یہ ''بَعد'' بفتحہ نہیں ''بُعد'' بالضمہ پڑھا جائے گا۔ جواباً عرض ہے کہ خود بریلوی عالم پیر نصیر الدین گولڑوی نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ یہاں ذلت کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کردی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''کیا ان (احمد رضا خان) کو شان رسالت کا علم نہ تھا کہ انہوں نے ذلت کی نسبت آپ کی ذات عالیہ کی طرف کردی'' (لطمۃ الغیب علی ازالۃ الریب ص/ ۴۲)

خان محمد قادری نے بھی ''بَعد'' پر فتحہ لگایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے یہ لفظ ''بُعد'' نہیں ''بَعد'' ہے۔

صوفی عبد الستار طاہر مسعودی نے بھی ''بعد'' کا معنی آخر، پیچھے کیا ہے ملاحظہ ہو (شرح سلام رضا ص/ ۷۴ شاکر پبلی کیشنز لاہور)

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک صریح جھوٹ کی ہر قسم سے نبی کا معصوم ہونا ضروری نہیں ہے)

لکھتے ہیں:

''دیوبندی حضرات کا مذہب یہ ہے کہ صریح جھوٹ کی ہر قسم سے نبی کا معصوم ہونا ضروری نہیں ہے۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اپنی کتاب تصفیۃ العقائد مطبوعہ

مجتبائی کے صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں:

۱: پھر دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جس میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں۔ ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔

۲: بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں'' (الحق المبین ص/ ۹۷)

الجواب:

دراصل تصفیۃ العقائد ان ۱۵ سوالوں کے جوابات کا مجموعہ ہیں جو سر سید احمد خان نے حضرت نانوتویؒ کی طرف بھیجے تھے جس میں انہوں نے عقائد کے متعلق اپنے بعض اشکالات پیش کئے تھے انہی میں سے ایک اشکال یہ تھا کہ:

''تمام افعال واقوال رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچائی تھے مصلحت وقت کی نسبت رسول کی طرف کرنی سخت بے ادبی ہے جس میں خوف کفر ہے۔ مصلحت وقت سے میری مراد وہ ہے جو عام لوگوں نے مصلحت کے معنی سمجھیں ہیں یعنی ایسا قول یا فعل کو کام میں لانا جو درحقیقت بے جا تھا مگر مصلحت وقت کا لحاظ کر کے اس کو کہہ دیا'' (تصفیۃ العقائد ص/ ۷ دارالاشاعت کراچی)

سر سید احمد کے اس اشکال کا جواب حضرت نانوتویؒ نے کئی صفحات پر دیا جس کا خلاصہ ہم یہاں نقل کر دیتے ہیں۔

جھوٹ کی کئی قسمیں ہیں:

(۱) تعریضات: یعنی اشارہ کنایہ توریہ وغیرہ سب ظاہر یا صورت کے اعتبار سے تو جھوٹ معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت کے اعتبار سے سچ ہوتے ہیں۔

(۲) کذب صریح: یعنی صریحا جھوٹ بولنا مگر اس میں بھی تفصیل ہے اگر نقصان سے

خالی ہواور اس میں نفع بھی ہوتو یہ بھی من وجہ حسنات میں داخل ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ آدمی جھوٹا نہیں جو آدمی میں صلح کرانے کی غرض سے کچھ کلام کرتا ہے۔ البتہ اگر کسی کو فریب، دھوکہ یا نقصان یا فائدہ کیلئے بولا جائے تو حرام ہے۔

اگر بعض جگہ تعریضات سے مسئلہ حل ہو جائے تو وہاں کذب صریح جائز نہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کذب صریح سے تو بالکل پاک ہیں بلکہ وہ تو اپنے حق میں تعریضات کو بھی پسند نہیں کرتے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن شفاعت سے اس لئے پہلوتہی کریں گے کہ دنیا میں کچھ باتیں مجھ سے بطور توریہ مجھ سے صادر ہوئی ہیں اس لئے آج شفاعت سے شرم محسوس کرتا ہوں۔ اس پر بڑی تفصیل کے ساتھ حضرت نانوتویؒ نے کلام کیا ہے ملاحظہ ہو تصفیۃ العقائد صفحہ ۲۲، ۲۳، ۲۴ فی الجملہ حضرت نانوتویؒ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ چونکہ تعریضات بھی صورت کذب معلوم ہوتے ہیں نیز کذب صریح بھی بعض اوقات حسنات میں داخل ہوتا ہے اس لئے اس تعریضات کو انبیاء کے حق میں کفر جاننا اور علی العموم کذب کو منافی نبوت سمجھنا درست نہیں۔ لیکن یہ گفتگو بھی دیگر انبیاء علیہم السلام کی حد تک ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق وہ صاف صریح الفاظ میں فرماتے ہیں جسے بددیانتی سے معترضین نقل نہیں کرتے کہ:

''پھر دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں ہر قسم (چونکہ ایک قسم تعریض بھی ہے۔ از ناقل ساجد) سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں اگرچہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب ہی سے محفوظ رہے ہوں'' (تصفیۃ العقائد ص/ ۲۹ دارالاشاعت)

غلام رسول سعیدی بریلوی لکھتے ہیں:

''حضرت عمرؓ نے فرمایا مسلمان کو جھوٹ سے بچنے کیلئے معاریض کافی ہیں حضرت عمران

بن حصینؓ نے فرمایا مسلمان کو جھوٹ سے بچنے کیلئے جھوٹ میں بڑی گنجائش ہیں ۔۔۔۔۔۔۔حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین جھوٹ بولے ۔۔۔۔۔۔۔اس حدیث میں جھوٹ سے مراد ظاہری جھوٹ اور حقیقت میں معاریض مراد ہیں'' (تبیان القرآن جلد/ ۷ ص/ ۶۰۵)

تو حضرت نانوتویؒ بھی یہی فرمایا کہ کذب علی العموم منافی نبوت نہیں اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ چونکہ جھوٹ میں توریہ، معاریض وغیرہ بھی شامل ہے جن کا صدور انبیاء سے ہوا ہے اس لئے یہ بات منافی نبوت نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

''لم یکذب ابراھیم النبی قط ثلاث کذبات ثنتین فی ذات اللہ'' (مسلم جلد/ ۲ ص/ ۲۶۶ مکتبہ یادگار شیخ)

(ماٴخذ دفاع اہل السنۃ والجماعۃ از علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب)

(بریلویوں کے نزدیک انبیاء علیھم السلام سے کبیرہ گناہ صادر ہوسکتا ہیں) معاذ اللہ

مولوی احمد یار خان نعیمی بریلوی لکھتے ہیں :

'' انبیاء کرام ارادۃً گناہ کبیرہ سے ہمیشہ معصوم ہیں کہ جان بوجھ کر نہ تو نبوت سے پہلے گناہ کبیرہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بعد۔ ہاں نسیاناً وخطاءً صادر ہو سکتے ہیں مگر اس پر قائم نہیں رہتے'' (جاء الحق ص/ ۲۷۴ نعیمی کتب خانہ)

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک انبیاء علیہم السلام اپنی امت سے صرف علم میں ممتاز ہوتے ہیں عمل میں نہیں)

لکھتے ہیں:

''حضرات اکابر دیوبند کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام اپنی امت سے صرف علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں عملی امتیاز انہیں حاصل نہیں ہوتا۔ مولوی محمد قاسم نانوتویؒ بانی مدرسہ دیوبند اپنی کتاب تحذیر الناس میں صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں:

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہین باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں'' (الحق المبین ص/ ۹۸)

الجواب:

مناسب معلوم ہوتا ہے ہم حضرت نانوتویؒ کی بعض عبارات با حوالہ نقل کردے تاکہ حقیقت واضح ہوجائے:

حضرت نانوتویؒ لکھتے ہیں:

''الغرض کمالات ذوی العقول کل دو کمالوں میں منحصر ہیں ایک کمال علمی دوسرا کمال عملی اور بنائے مدح کل انہی دو باتوں پر ہے چنانچہ کلام اللہ میں چار فرقوں کی تعریف کرتے ہیں نبیین اور صدیقین اور شہداء اور صالحین جن میں انبیاء اور صدیقین کا کمال تو کمال علمی ہیں اور شہداء اور صالحین کا کمال عملی۔ انبیاء کو تو منبع العلوم اور فاعل اور صدیقین کو مجمع العلوم اور قابل سمجھتے ہیں اور شہداء کو منبع العمل اور فاعل اور صالحین کو مجمع العمل اور قابل خیال فرمائے۔

دلیل اس دعوی کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز

ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس مین بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں اور اگر قوت عمل اور ہمت میں انبیاء امتیوں سے زیادہ بھی ہوں تو یہ معنی ہوئے کہ مقام شہادت اور وصف شہادت بھی ان کو حاصل ہے مگر کوئی ملقب ہوتا ہے تو اپنے اوصاف غالبہ کے ساتھ ملقب ہوتا ہے۔ مرزا جان جانان صاحبؒ اور شاہ غلام علی صاحبؒ اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور شاہ عبدالعزیز صاحبؒ چاروں صاحب بین الفقر والعلم تھے پر مرزا صاحب اور شاہ علی صاحبؒ تو فقیری میں مشہور ہوئے، اور شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیزؒ علم میں۔ وجہ اس کی یہی ہوئی کہ ان کے علم پر ان کی فقیری غالب تھی۔ اور ان کی فقیری پر ان کا علم اگر چہ ان کے علم سے ان کا علم یا ان کی فقیری سے ان کی فقیری کم نہ ہو سو انبیاء میں علم عمل سے غالب ہوتا ہے اگر چہ ان کا عمل اور ہمت اور قوت اوروں کے عمل اور ہمت اور قوت سے غالب ہو بہر حال انبیاء علم میں اوروں سے ممتاز ہوتے ہیں'' (تحذیر الناس ص/ ۵ طبع دیو بند ہندوستان)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''علاوہ بریں ما بہ الامتیاز حضرات انبیاء علیہم السلام وامم علم وجہل ہوتا ہے عمل اور عدم عمل نہیں ہوتا ظاہر اعمال میں اکثر امتی انبیاء سے برابر ہوجاتے ہیں بلکہ بہت سے امتی بڑھ جاتے ہیں۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام کی عبادات اور مجاہدین امت کے مجاہدات کے موازنہ سے یہ بات واضح ہے اور فرق باطنی اعنی تفاوت اخلاص کیلئے بڑا سبب معرفت ذات وصفات وعواقب عبادات وسیئات ہوتی ہے جس کا ما حاصل وہی کمال علم ہے ۔۔۔۔۔۔الخ'' (آب حیات ص/ ۲۲۸ ادارہ تالفیات اشرفیہ ملتان)

نیز لکھتے ہیں:

''القصہ کمال عملی کمال محمدی لاثانی ہے کہ بجز اہل تعصب اور سوائے جاہلان کم فہم اور اس

کا کوئی منکر نہیں ہو سکتا۔ جب کمال علمی اور کمال عملی دونوں میں آپ یکتا نکلے تو پھر آپ خاتم نہ ہوں گے تو اور کون ہوگا'' (قبلہ نماص/ ٦٧)

بات دراصل یہ ہے کہ اعمال کا تفاوت باطنی اخلاص سے پیدا ہوتا ہے جس کا جس قدر اخلاص ہوگا اسی قدر اس کے اعمال کا مرتبہ اونچا ہوگا۔ سیدنا حضرت ابوسعید الخذریؓ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

''تم میرے صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین کو برامت کہو کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کر دے تو صحابہ کرامؓ میں سے کسی کے مُد (ساڑھے تین سیر کا ایک صاع ہوتا ہے اور ایک صاع میں چار مد ہوتے ہیں اس لحاظ سے تقریباً چودہ چھٹانک کا ایک مد ہوا) اور آدھے مُد (کی جنس کے صدقہ) کو نہیں پہنچ سکتا'' (مشکوۃ ص/ ۵۵۳ اصح المطابع)

اور اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ جو اخلاص للّٰہیت سے اعمال کا وزن بڑھتا ہے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کو حاصل تھی وہ امت میں سے اور کسی کو حاصل ہے؟ اور جب امتی اور امتی اعمال کا یہ تفاوت ہے تو پھر اور نبی کے عمل کا کیا فرق اور تفاوت ہوگا؟ اور پھر نبی بھی صرف نبی نہ ہو بلکہ نبی الانبیاء اور امام الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو اور اس فرق اور تفاوت کا اندازہ بغیر خالق کائنات کے اور کس کو حاصل ہو سکتا ہے؟ اور جب اعمال و اعمال کا یہ فرق ہے تو اصحاب اعمال کا فرق کیوں نہ ہوگا؟ اور حضرت نانوتویؒ کی عبارات اس فرق کو نمایاں کرتی ہیں۔

چنانچہ ایک مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تعداد ازواج کے جائز ہونے پر بحث کرتے ہوئے عقلی دلائل بیان کرتے ہوئے یہ بھی لکھتے ہیں کہ:

''تو پھر امید مساوات مابین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مابین مؤمنین و مؤمنات منجملہ

اضغاث اسلام اور خیال واہیات ہے‘‘ (آب حیات ص/ ۱۸۴)

ہاں حضرت نانوتویؒ نے اس علمی عبارت میں عالمانہ اور محققانہ انداز میں یہ بیان فرمایا ہے کہ ظاہر اعمال میں اکثر امتی انبیاء سے برابر ہو جاتے ہیں بلکہ بہت سے امتی مجاہدہ میں بڑھ جاتے ہیں اگر کسی کو اس بارے میں تردد ہو تو ذیل میں اس کی ضروری تشریح ملاحظہ فرمائیں:

متواتر روایت سے ثابت ہے کہ دن رات کی پانچ نمازیں شب معراج میں فرض ہوئی ہیں اور معراج راجح قول کی بناء پر نبوت کے گیارہویں سال ہوئی اس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقریباً تیرہ سال ہی فرض نمازیں پڑھیں اور پڑھائیں۔

حالانکہ اس دور میں ایسے لوگ موجود ہیں جو پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ برس سے باقاعدگی سے نمازیں پڑھ رہے ہیں تو اس لحاظ سے بظاہر یہ امتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ گئے۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک نماز کے مقابلہ میں ساری امت کی ساری نمازیں اپنی باطنی اور عملی کیفیت کے لحاظ سے تقابل اور توازن میں پیش ہوسکتی ہیں؟ کیونکہ جو قلبی مشاہدہ اور اخلاص آپ کو حاصل تھا جس سے حقیقت میں اعمال کا وزن بڑھتا ہے وہ اور کسی کو حاصل ہوسکتا ہے اور اس مقام میں بجز اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

جمعہ کی نماز کی فرضیت صحیح قول کے بموجب ۱ھ میں ہوئی تھی (ملاحظہ ہو تاریخ امم والملوک طبری ص/ ۱۳۵۶) اس اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقریبا دس سال جمعہ کی نماز پڑھی اور اس وقت ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمان ایسے ضرور موجود ہیں جنہوں نے اگر نمازیں نہ پڑھی ہوں جمعہ تو انشاء اللہ ضرور بالالتزام پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ سال سے پڑھتے چلے آرہے ہیں۔ اب بظاہر دس سال کی نماز جمعہ سے پچاس ساٹھ سال کی نماز جمعہ

یقیناً زیادہ اور تعداد میں بڑھی ہوئی ہے مگر اپنے باطنی اثر اور وزن کے لحاظ سے آنحضرت ﷺ کی ایک ہی نماز جمعہ تمام امت کی جمعہ کی سب نمازوں پر بھاری ہیں۔
اسی طرح آپ زکوۃ اور دیگر بے شمار عبادات کا اندازہ لگائیں جو نزول قرآن کریم دور حدیث شریف کے بعد فرض ہوئیں اور آنحضرت ﷺ نے ان پر عمل کیا، آپ نے تو ان پر صرف چند سال ہی عمل کیا جب کہ آپ کی امت کے بہت سے حضرات ان پر نصف صدی بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ تک عمل کرتے رہے اور اب بھی کرتے ہیں کہاں تک ان کا تذکرہ کیا جائے ہر سمجھ دار آدمی اس سے بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ ظاہرہ طور پر اعمال میں یہ امتی جناب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں پر اندرونی کیفیت اور اخلاص میں کیا موازنہ ہو سکتا ہے؟

(افادات امام اہلسنت حضرت شیخ صفدرؒ از عبارات اکابر)

(تائید عبارت نانوتویؒ از شیخ جیلانیؒ)

حضرت نانوتویؒ کی عبارت کو مزید سمجھنے کیلئے محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ لکھتے ہیں:

"ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان مغموما لاجل امتہ فقال اللہ تعالی یامحمد لاتغتم فانی لا اخراج امتک من الدنیا حتی اعطیھم درجات الانبیاء" (غنیۃ الطالبین جلد/ ۲ ص/ ۲۳ قدیمی کتب خانہ)

نبی ﷺ اپنی امت کی وجہ سے پریشان تھے اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوئی آپ پریشان نہ ہو میں آپ کی امت کو اس وقت تک دنیا سے نہیں اٹھاؤں گا یہاں تک کہ انہیں

انبیاء کے درجات پر فائز نہ کردو۔

نیز لکھتے ہیں:

”فلو کان لکل آدمی او جنی عمل الثنین و سبعین نبیا لو اقعوھا“ (ایضاً جلد/۱ص/۳۱۱)

(تائید عبارت نانوتویؒ از کتب مخالفین)

حضرت نانوتویؒ کی عبارت کی تائید میں خود مخالفین کی کتب سے دو حوالہ ملاحظہ ہو:

مولوی ابوالحسان قادری لکھتے ہیں:

”داؤد علیہ السلام نے عرض کیا، کیا کوئی تیری مخلوق میں مجھ سے زیادہ ذکر کرنے والا ہے تو اللہ تعالی نے مینڈک کے متعلق وحی فرمائی“ (تفسیر الحسات جلد/ ۵ ص/ ۴۴۵)

مولوی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

”اگر نبوت اعمال پر ملتی تو شیطان کو ملنا چاہیے تھا“ (تفسیر نعیمی جلد/ ۱ ص/ ۲۷۶)

(بریلویوں سے ایک سوال)

سوال: جو شخص کہے کہ مجاہدات و ریاضیات میں بعض امتی اپنے نبی سے بڑھ جاتے ہیں اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے؟

(اعتراض: دیوبندی اللہ تعالی کے چھوٹے بڑے سب بندوں کو بے خبر اور نادان کہتے ہیں)

لکھتے ہیں:

”علماء دیوبند اللہ تعالی کے چھوٹے بڑے سب بندوں کو بے خبر اور نادان کہتے ہیں۔

دیکھئے تقویۃ الایمان صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے:

ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر اور نادان ہیں''

(الحق المبین ص/ ۹۹)

الجواب:

یہاں نادان سے مراد وہ نہیں جو معترضین نے لیا ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ کوئی بڑائی نہیں کہ اللہ تعالی غیب کی کنجیاں نہیں دیں دے کہ جب چاہیں کسی کے دل کی بات معلوم کرلیں ان باتوں میں سب چھوٹے بڑے یکساں بے خبر ہیں۔یعنی کسی کو یہ صفت حاصل نہیں ہیں یہ صفت خاصہ خداوندی ہے کہ غیب کی خبریں صرف اللہ تعالی ہی جانتا ہیں اس کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں اور سب اس سے بے خبر ہیں کوئی یہ نہیں جانتا کہ فلاں کے ہاں اولاد ہوگی کہ نہیں بخارات میں فائدہ ہوگا کہ نہیں لڑائی میں فتح ہوگی یا شکست ان سب باتوں میں چھوٹے بڑے بے خبر ہے کسی کو اس کا علم نہیں۔

(نقی علی خان عدالت کاظمی میں)

کاظمی صاحب کا فیصلہ کیا ہے اس بارہ میں کہ انبیاء کو نادان کہنا کیسا ہیں یہ عدالت کاظمی میں ملاحظہ ہو۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

''انبیاء علیہم السلام کو بے خبر و نادان کہنا بارگاہ نبوت میں سخت دریدہ دہنی ہے اور ایسا کہنا بدترین جہالت اور گمراہی ہے'' (الحق المبین ص/ ۹۹)

اب آیئے ہم کاظمی صاحب کی عدالت میں سب سے پہلے مجرم پدر خان صاحب بریلی کو لے آتے ہیں جنہوں نے یہ ارتکاب جرم کیا ہے۔

چنانچہ خان صاحب بریلی کے والد گرامی مولوی نقی علی خان لکھتے ہیں:

''جب یوسف علیہ السلام نے زلیخا کی جزع وفزع پر نظر کی یعقوب علیہ السلام کی صورت نظر آئی کہ دانتوں میں انگلیاں دانے کہتی ہیں اے یوسف! تیرا نام پیغمبروں میں لکھا ہے اور تو نادانوں کے کام کرتا ہے'' (سرور القلوب ص/۲۱ شبیر برادرز لاہور)

لیجئے نقی علی خان تو کہہ رہا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نادانوں کا کام کرتا تھا گویا کہ معاذ اللہ آپ نادان تھے۔ بقول کاظمی ایسا کہنا بدترین جہالت وگمراہی ہیں۔ پہلے تو خان صاحب بریلی کے بارہ میں لوگ کہتے تھے کہ وہ جاہلوں کے پیشوا ہیں (انوار رضا) اب کاظمی صاحب نے ان کے والد کو بھی شریک کیا۔

(اعتراض: دیوبندی انبیاء علیہ السلام کو اپنی امت کا گاؤں کے چودھری جیسے سمجھتے ہیں)

لکھتے ہیں:

''حضرات علماء دیوبند انبیاء علیہم السلام کو اپنی امتوں سردار کن معنوں میں مانتے ہیں۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے:

جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار، سو ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے'' (الحق المبین ص/۹۹)

الجواب:

مکمل عبارت ملاحظہ ہو:

''اب سننا چاہیے کہ سردار کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ خود مالک ومختار ہو اور کسی

کا محکوم نہ ہو خود آپ جو چاہے سو کرے جیسے ظاہر میں بادشاہ سو یہ بات تو اللہ ہی کی شان ہے ان معنوں میں اس کے سوا کوئی سردار نہیں اور دوسرے یہ کہ رعیتی ہی ہو مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو کہ اصل حاکم کا حکم اول اس پر آئے اور اس کی زبانی اوروں کو پہنچے جیسا کہ قوم کا چودہری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنی متبعین کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا کہ یہ بڑے لوگ اول اللہ کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹوں کو سکھاتے ہیں سو اس طرح سے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے جہاں کے سرادر ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور اللہ کی راہ سیکھنے میں سب ان کے محتاج ان معنوں میں ان کو سارے جہاں کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضرور یوں ہی جاننا چاہیے‘‘ (تقویۃ الایمان ص/ ۸۵،۸۶)

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو فرما رہے ہے کہ ہمارے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہاں کے سردار ہیں ان کے برابر رتبہ کسی کا نہیں گویا آپ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

لیکن جس کی عقل الٹی ہو ظاہر ہے اس کو ہر چیز الٹی ہی نظر آئے گی۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے احکام اس کی وحی وتجلیات کا سب سے پہلا مرکز انبیاء کی دوات قدسیہ ہوتے ہیں اللہ کے فرامین اور ارشادات سب سے پہلے انبیاء پر نازل ہوتے ہیں پھر ان کے توسط سے پوری امت کو ان احکامات سے آگاہ کیا جاتا ہے پھر ان کے بعد درجہ بدرجہ یہ کام ہوتا ہے شاگردوں کا استاد کے ذریعہ، مریدوں کو شیخ کے ذریعہ، مقلدین کو مجتہدین کے ذریعہ سے اس اعتبار سے یہ تمامی حضرات اپنے حلقہ ارادت میں سردار ہیں پھر عوامی انداز میں اس کو مثال کے ذریعہ سمجھاتے ہیں کہ جیسے بادشاہ کا فرمان سب سے پہلے وزیر

اعظم پھر اس کے نائبین اسی طرح درجہ بدرجہ گاؤں کے چودھری یا زمیندار کو ملتا ہے کہ وہ اس سے اپنی رعایا کو آگاہ کردیں، اب اس میں گستاخی کی کونسی بات ہیں اس کی تائید خود مخالفین کی کتب سے ہوتا ہے ملاحظہ ہو۔

تائید عبارت از کتب مخالفین:

مولوی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں:

''جیسے وزیر اعظم کی وزارت تا حد مملکت ہوتی ہے ایسے ہی رسول اعظم کی رسالت تا حد الوہیت ہے'' (تفسیر نعیمی جلد/ ا ص/ ۲۶۵)

تقویۃ الایمان کی عبارت میں ''جیسے'' کا لفظ ہے تو یہاں بھی وہاں چودھری کا لفظ ہے تو یہاں وزیر اعظم کا۔

نیز لکھتے ہیں:

''خیال رہے رب تعالی رسولوں، فرشتوں کے ذریعہ ہم سے کلام کرتا ہے جیسے بادشاہ حکام یا چپڑاسیوں کے ذریعہ ہم سے کلام کرتا ہے'' (ایضاً جلد/ ۹ ص/ ۲۰۸)

تقویۃ الایمان کی عبارت میں ''جیسے زمیندار و چودھری'' کے الفاظ ہیں تو یہاں ''جیسے اور چپڑاسی'' کے الفاظ موجود ہیں۔

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک محمد بن عبدالوہاب کے عقائد عمدہ تھے)

دریں بارہ کاظمی صاحب نے جو عبارت فتاوی رشیدیہ کی پیش کی ہیں وہی علماء دیوبند کا مؤقف ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ محمد بن عبدالوہاب کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اوران کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی کا ہے'' (فتاوی رشیدیہ ص/ ۲۸۰ سعید کمپنی کراچی)

حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ بھی اس فتوی سے اتفاق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس عاجز کی شیخ محمد بن عدبالوہاب اوران کی جماعت کے بعض دیگر علماء کی کچھ کتابوں کے مطالعہ کا بھی موقع ملا ان کی تاریخ اور سوانح کے سلسلہ میں بھی بعض چیزیں پڑھیں، ان کے بعض سخت مخالفین کی تصانیف بھی دیکھی ہیں، ان سب چیزوں کے مطالعہ کے بعد راقم سطور اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ ہمارے شیخ المشائخ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے شیخ محمد بن عبدالوہاب اوران کی جماعت سے متعلق ایک استفاء کا جواب دیتے ہوئے مختصر الفاظ میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ نہایت محققانہ اور مبصّرانہ رائے ہے'' (شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ہندوستان کے علماء حق ص/ ۴۸، ۴۹ قدیمی کتب خانہ کراچی)

مزید تحقیق و وضاحت کیلئے حضرت نعمانیؒ کی تصنیف ''شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ہندوستان کے علماء حق'' کی طرف رجوع کرے۔

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے)

کاظمی صاحب نے تقویۃ الایمان کی تائید میں فتاوی رشیدیہ سے چند عبارات نقل کر کے

یہ ثابت کیا ہے کہ علماء دیوبند کے نزدیک یہ کتاب نہایت عمدہ ہے۔

الجواب:

دریں بارہ علماء دیوبند کا وہی مؤقف ہے جو فتاوی رشیدیہ میں مرقوم ہیں علماء دیوبند ایمان کو تقویت دینے والی اور شرک کی جھڑیں اکھاڑنے والی کتاب کی مکمل تائید کرتے ہیں۔

(اعتراض: علماء دیوبند کے نزدیک بزرگان دین کو سفارشی سمجھنے والے کافر اور ابوجہل کی طرح مشرک ہیں)

لکھتے ہیں:

''علماء دیوبند کے نزدیک بزرگان دین کو اللہ تعالی کا بندہ اور اس کی مخلوق مان کر اس ان کیلئے اللہ تعالی کی دی ہوئی قوت تسلیم کر کے انہیں اپنا سفارشی سمجھنے والے اور ان کی نذرونیاز کرنے والے (گویا صحابہ کرام سے لے کت آج تک کے تمام مسلمان اولیاء، علماء مجتہدین ،صالحین) سب کافر و مرتد اور ابوجہل کی طرح مشرک ہیں۔تقویۃ الایمان صفحہ ۴ پر مرقوم ہے۔۔۔۔۔الخ'' (الحق المبین ص/ ۱۰۴)

الجواب:

مکمل عبارت ملاحظہ ہو:

''اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اس کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے

اس ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر اور شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گا کہ اس کو اللہ کا بندہ ومخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے'' (تقویۃ الایمان ص/۱۱ طبع لاہور)

اولاً: اس عبارت میں کہیں بھی اولیاء وغیرہ کا ذکر نہیں۔

ثانیاً: حضرت شاہ صاحبؒ انبیاء اور اولیاء کو سفارشی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ خود لکھتے ہیں:

''انبیاء و اولیاء کی سفارش جو ہے سو اللہ کے اختیار میں ہے'' (تقویۃ الایمان ص/۱۰)

جب خود شاہ صاحب انبیاء و اولیاء کی سفارش کا قائل ہیں تو پھر کیسے بزرگان دین کو سفارشی سمجھنے والے کو کافر اور ابو جہل کی طرح سمجھے گا دھوکہ دینے کیلئے عقل کی ضرورت ہوتی ہے جس سے بریلوی محروم ہیں۔

ثالثاً: بالفرض محال پیش کردہ عبارت میں انبیاء و اولیاء ہی مراد ہو تب بھی حضرت شاہ صاحبؒ کی مراد واضح ہے کہ جس طرح پچھلے مشرک اولیاء اللہ کو مشکل کشا حاجت روا اور کار عالم میں مدبر سمجھ کر ان کی نذر و نیار کرتے اور ان کو ایسا سفارشی سمجھتے کہ اللہ کو بھی ان کی سفارش رد کرنے کا اختیار نہیں ہوتا آج بھی اگر کوئی انبیاء و اولیاء کو اس قسم کا سفارشی سمجھ کر ان کی نذر و نیاز کرت تو بلا شبہ وہ اور ابو جہل شرک میں برابر ہیں۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ مشرکین مکہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ولم یکن ھؤلاء المشرکون یشرکون احدا فی خلق الجواھر وتدبیر الامور العظام ولا یثبتون لاحد قدرۃ الممعانعۃ اذا ابرم اللہ تعالی امرا وانما کان اشراکھم فی امور خاصۃ ببعض العباد ویظنون ان سلطانا عظیما من السلاطین کما یرسل عبیدہ المخصوصین الی نواحی مملکتہ ویجعلون

مختارین متصرفین فی امور جزئیة الی ان یصدر عنه حکم صریح فی امر خاص ولا یقوم بشؤن الرعیة وامورهم الجزئیة بنفسه بل یکل الرعیة الی ولاة والحکام ویقبل شفاعتهم فی حق الذین یخدمونهم ویتوسلون بهم کذالک۔۔۔۔وان اللہ تعالی یقبل شفاعة عباده وان لم یرض بها'' (الفوزالکبیر ص/ ۲۲، ۲۳)

مشرکین نہیں شریک ٹھہراتے تھے کسی کو کائنات کی چیزوں کے پیدا کرنے میں اور بڑے بڑے معاملات کی تدبیر وانتظام میں اور نہیں ثابت کرتے تھے کسی کیلئے روکنے اور رد کرنے کی قدرت جب اللہ تعالیٰ قطعی فیصلہ فرمادیں کسی کام کا، اور بے شک ان کا شرک ایسے معاملات میں تھا جو بعض بندوں کے خاص ہیں اور وہ گمان کرتے تھے کہ بادشاہوں میں سے ایک عظیم بادشاہ جس طرح اپنے مخصوص بندوں کو اپنی سلطنت کے اطراف وجوانب میں بھیجتا ہے اوران کو جزوی معاملات میں خودمختار ومتصرف بنادیتا ہے اس عظیم الشان بادشاہ کی طرف سے صریح حکم صادر ہونے تک کسی خاص معاملہ میں اور وہ بادشاہ رعیت کے معاملات اوران کے جزوی کاموں کو خودانجام نہیں دیتا بلکہ رعیت کے معاملات سرداروں اور حاکموں کو سپرد کردیتا ہے اوران کی سفارش

ان لوگوں کے حق میں قبول کرتا ہے جوان حکام کی خدمت کرتے ہیں اور ان کووسیلہ بناتے ہیں۔۔۔۔۔اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی سفارش قبول کرتا ہے اگرچہ وہ اس شفاعت سے خوش نہ ہو۔

(فتاوی رشیدیہ پرسات (۷) اعتراضات)

اعتراض اول: دیوبندیوں کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے علم غیب کا عقیدہ

رکھنا شرک ہے۔

اعتراض ثانی: عرس کا التزام ہر حال میں بدعت ہے۔

اعتراض ثالث: تاریخ معین پر قبروں پر جمع ہونا گناہ ہے۔

اعتراض رابع: متبع سنت اور دیندار وہابی ہے۔

اعتراض خامس: تیجہ وغیرہ قرآن شریف پڑھ کر ثواب پہنچانا سب ناجائز ہے۔

اعتراض سادس: چالیسواں اور گیارہویں بھی بدعت ہے۔

اعتراض سابع: کھانے یا شیرنی وغیرہ پر فاتحہ پڑھنا بدعت اور گمراہی ہے ایسا کرنے والا بدعتی اور گمراہ ہے۔

(الحق المبین ص/ ۱۰۵)

الجواب اعتراض الاول:

جتنے بھی اعتراضات کاظمی صاحب نے پیش کیا ہے وہ سب فروعات میں سے ہیں اور بقول کاظمی ان مسائل میں از جانب فریقین کسی کی تکفیر و تضلیل نہیں کی جاسکتی (الحق المبین ص/ ۱۷) پھر ایسے مسائل کو اصولی اختلاف کا جامہ پہنا کر باب اصولی اختلاف میں ذکر کرنا بجز صفحات سیاہ اور عوام کو بہکانے کے کچھ نہیں۔

علماء دیوبند کا دریں بارہ عقیدہ وہی ہے جو فتاوی رشیدیہ میں مرقوم ہے کہ علم غیب خاصہ خداوندی ہے کسی اور کو اس میں شریک ٹھہرانا شرک سے خالی نہیں ملاحظہ ہو (فتاوی رشیدیہ ص/ ۱۰۳ / ۶۵ / ۶۱ طبع کراچی)

علماء اہلسنت کا اس عقیدہ کی تائید قرآن و حدیث اجماع امت و علماء احناف فقہاء کرام کے بے شمار اقوال سے ہوتی ہیں یہاں محل بحث یہ نہیں خوف طوالت ہم اسے فروگذاشت کرتے ہے تفصیل کیلئے (بوارق الغیب از علامہ نعمانیؒ، ازالۃ الریب از امام اہلسنت شیخ

صفدرؒ، اظہار العیب فی کتاب اثبات علم غیب از امام اہلسنتؒ) کی طرف رجوع کرے۔

باقی جو خود ساختہ عقیدہ علم غیب کا انہوں نے گھڑا ہیں اس کی من گھڑت ہونے کیلئے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ اس مسئلہ پر خود بریلوی اعلحضرت سے لے کر ادنی حضرت تک متفق نہیں ہے۔ظاہر ہے اگر یہ عقیدہ اسلامی ہے قطعی عقیدہ ہے قرآن وحدیث اجماع امت اور فقہاء کرام سے ثابت ہے جب اتنا واضح مسئلہ ہے تو پھر کیا وجہ ہے آج تک بریلوی اس میں ٹھوکر کھا رہے۔اب عقیدہ ختم نبوت ہے کسی مسلمان کو اس میں شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہے آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا نبوت کا دروازہ تا قیامت بند کر دیا گیا اب جو مدعی نبوت ہوگا وہ دجال کافر ہی ہوگا مسلمان ہر گز نہیں ہوگا اس عقیدہ پر تمام مسلمان متفق ہے کیونکہ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو قرآن وحدیث واجماع امت سے واضح ثابت ہے کسی کو اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں اب اس سے اگر کوئی اختلاف کرے گا تو مسلمان نہیں ہوگا بلکہ مخالف ہوگا اسی طرح اگر علم غیب کا عقیدہ بھی اتنا واضح ہے تو اس سے اختلاف سوائے مخالفین کے اور کون کر سکتا ہے مگر یہاں تو بجائے مخالفین کے اپنے ہی گھر میں اختلاف ہے پس یہاں سے سمجھ لے کہ یہ عقیدہ اسلامی ہے یا بعد کا تیار کردہ ہے۔

مولوی احمد یار خان نعیمی بریلوی لکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدائشی علم غیب ہے (جاء الحق ص/ ۱۳۵ نعیمی کتب خانہ) اب دوسرا بریلوی عالم نیا تحقیق پیش کر کے کہتا ہے کہ نہیں ہم کب یہ دعوی کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدائشی علم غیب ہے (فتاوی ملک العلماء ص/ ۳۰۰ طبع لاہور) اب اندازہ لگائیں کہ ایک عقیدہ گھڑ لیتا ہے تو دوسرا اس کو رد کرتا ہے۔

کئی بریلوی علماء حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب کہتے ہیں ملاحظہ ہو (فتاوی مہریہ ص/ ٦، تصحیح العقائد ص/ ۴۹، العقائد الصحیحہ فی تردید الوہابیہ ص/ ۳۲، ردسیف یمانی ص/ ۱۵۱، آئینہ اہلسنت ص/ ۴۱۳)

اب اس کو رد کرنے کیلئے کئی اور بریلوی علماء برسر میدان ہیں۔ چنانچہ مفتی اختر رضا خان بریلوی لکھتے ہیں:

''بالکل جھوٹ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق نہیں کرتے'' (انوار رضا ص/ ۱۳۸)

نیز لکھتے ہیں:

''رہا آپ کا ہماری نسبت یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب ہیں بالکل افتراء ہے'' (ایضاً ص/ ۱۳۴)

خان صاحب بریلی لکھتے ہیں:

''لہذا مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ'' (الامن والعلی ص/ ۱۷۰ طبع لاہور)

اب بریلوی پہلے یہ فیصلہ کرے کہ اس مسئلہ میں ہمارا عقیدہ کیا بعد ازاں اعتراض دہرائے۔

رہیں وہ آیات واحادیث جن سے بریلوی اپنے مدعا کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تو اس کیلئے ہمارے اکابر کا اعلان اپنی جگہ برقرار ہے۔ چنانچہ امام المناظرین حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ لکھتے ہیں:

''رہیں وہ آیات واحادیث جن کو ہمارے زمانہ کے مبتدعین اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کر کے عامہ مسلمین کو دھوکہ دیتے ہیں ان کے متعلق سردست صرف اس قدر گزارش ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس کو ان کے دعوی سے تھوڑا سا بھی تعلق ہو۔ تاوقتیکہ ان کے مطالب مین ناجائز تصرفات نہ کئے جائیں قیامت تک ان سے رضا خانیوں کا دعوی ثابت نہیں ہوسکتا اور اگر کسی کو ہمارے اس دعوی میں کچھ شک وشبہ ہو تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہر رضا خانی بریلوی ہو یا بدایونی کانپوری ہو یا رامپوری کچھوچھوی ہو یا الوری بحری ہو یا

بری جنگلی ہو یا کوہی سب کو اذن عام ہے اجمعوا اشر کا لکم سب اکھٹے ہو کر یا تنہا خاکسار (علامہ نعمانیؒ) کے مواجہہ میں صرف ایک ہی نص قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ سے اپنا دعوی ثابت کر دیں ہم بطور پیشین گوئی عرض کرتے ہیں کہ دنیائے رضا خانیت میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو اس بے بنیاد دعوی کو کسی ایک نص قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ سے ثابت کر سکے'' (سیف یمانی ص/ ۱۰۸، ۱۰۹ مدنی کتب خانہ گوجرانوالہ)

پس ہمارا ابھی یہی اعلان ہے موجودہ بریلویوں کیلئے۔

(بریلویوں سے چوبیس (۲۴) سوالات دربارہ مسئلہ علم غیب)

سوال ۱: کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب تھے؟

سوال ۲: اگر نہیں تھے تو عالم الغیب کہنے والوں کے بارہ میں کیا حکم ہے؟

سوال ۳: ایک شخص کہتا ہے کہ میں اللہ تعالی کو ذاتی طور پر الہ اور خالق کائنات تسلیم کرتا ہوں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطائی طور پر الہ اور خالق کائنات مانتا ہوں تو کیا وہ مسلمان رہے گا؟ اگر مسلمان رہے گا تو کس دلیل سے اور اگر وہ مسلمان نہیں تو فرمائے کہ اس بیچارے نے خدا تعالی کا ذاتی خاصہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تو تسلیم نہیں کیا پھر وہ کافر کیسے ہوا؟

سوال ۴: ایک شخص کہتا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو مستقل اور تشریعی نبی مانتا ہوں مگر مرزا غلام احمد قادیانی لعنۃ اللہ علیہ کو بالتبع اور غیر تشریعی نبی مانتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ اس کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا فیض اور ظل ہے کیا ایسا شخص مسلمان رہے گا یا نہیں؟

سوال ۵: آپ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے کلی علم غیب کے قائل ہیں یا بعض اگر بعض

کے تو قائلین کلی پر کیا حکم ہے؟

سوال ۶: اگر کلی علم غیب کے تو قائلین بعض پر کیا حکم ہے؟

سوال ۷: اگر کوئی شخص بلا استثناء تمام مغیبات کا علم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مانے اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے؟ فقہ کی کتابوں میں ایسے شخص کے متعلق کیا لکھا ہے؟

سوال ۸: زید کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب عطائی حاصل تھا۔ بایں معنی کہ اللہ تعالی نے آپ کو ایک ایسی قوت مدرکہ عطاء فرمادی تھی جس سے آپ خود بخود بغیر تعلیم خداوندی غیب کی چیزوں کا ادراک فرمالیتے تھے دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا زید کا یہ عقیدہ صحیح اور مذہب اہلسنت کے مطابق ہے کہ نہیں اگر نہیں تو یہ شخص اس عقیدے کی وجہ سے کافر ہے یا مسلمان اگر مسلمان ہے تو اہلسنت میں داخل ہے یا خارج؟

سوال ۹: مسئلہ علم غیب میں علماء بریلویہ کا کیا عقیدہ ہے واضح تحریر کرے؟

سوال ۱۰: منکر علم غیب کا کیا حکم ہے؟ بحوالہ ذکر کرے

سوال ۱۱: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدائشی جمیع علوم غیبیہ حاصل ہے؟

سوال ۱۲: اگر پیدائشی علم غیب حاصل تھا تو جو پیدائشی علم غیب کا منکر ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور اگر پیدائشی علم غیب حاصل نہیں تھا تو جو اس کا قائل ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ بحوالہ حکم بتائیں

سوال ۱۳: جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ میں علم غیب نہیں جانتا اسی طرح کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں عالم الغیب ہوں یا میں علم غیب جانتا ہوں؟

سوال ۱۴: علماء احناف کا علم غیب کے بارے میں کیا عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جمیع علوم غیبیہ کا علم ہے یا بعض کا؟ بحوالہ ذکر کرے

سوال ۱۵: بریلوی حضرات مسئلہ علم غیب کے بارہ میں اپنا ایسا دعوی پیش کرے جس

میں تضاد نہ ہو؟ اگر تضاد ثابت ہوئی تو اپنی خانہ ساز اصول کے مطابق دعوی باطل ہوگا۔

سوال ۱۶: بریلوی حضرات قرآن کی ایک آیت پیش کرے جس میں اللہ تعالی نے فرمایا ہو اے محبوب میں نے آپ علم غیب عطاء کیا ما کان و ما یکون کا علم دیا روز اول تا آخر ہر شئی کا علم تفصیل سے دیا؟

سوال ۱۷: کیا آپ کے نزدیک منکر علم غیب کافر ہے؟

سوال ۱۸: اگر کافر ہے تو جو مسلمان کہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور اگر مسلمان ہے تو بتائیں اہلسنت میں داخل ہے یا خارج؟ نیز بتائیں جو منکر کو کافر کہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

سوال ۱۹: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''آپ لوگ مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہو (کہ قیامت کب آئے گی) حالانکہ اس کا علم بس اللہ ہی کو ہے'' مسلم شریف سوال یہ ہے کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کا علم تھا؟

سوال ۲۰: اگر علم تھا تو کیوں نہیں فرمایا سائلین کو؟

سوال ۲۱: کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کا علم تھا کہ کب واقع ہوگی؟ اگر تھا تو کوئی حوالہ دیں۔

سوال ۲۲: کیا علماء احناف میں سے کسی نے یہ کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب عطائی حاصل ہے ذاتی نہیں؟ اگر کہا ہے تو حوالہ پیش کرے۔

سوال ۲۳: ملا علی قاری الحنفیؒ لکھتے ہیں ''و ذکر الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم یعلم الغیب'' (شرح فقہ اکبر ص/ ۱۸۵) اس سے کون سا علم غیب مراد ہے ذاتی یا عطائی؟

سوال ۲۴: اگر ذاتی مراد ہے تو کس دلیل سے جب کہ عبارت میں تو نہ ذاتی کی قید

ہے نہ عطائی کی مطلقا ''یعلم الغیب'' کہا تو ذاتی اور عطائی کہا سے آ گئے؟

الجواب اعتراض الثانی:

حضرت گنگوہیؒ نے جو فرمایا ہے صحیح فرمایا ہے اور یہی علماء اہلسنت کا مسلک ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

''سوال: برائے زیارت قبور روز معین نمدون یا روز عرس ایشاں کہ معین است رفتن درست است یا نہ؟

جواب: برائے زیارت قبور روز معین نمودن بدعت است و اصل زیارت جائز و تعین وقت در سلف نبود و این بدعت ازاں قبیل است کہ اصلش جائز است و خصوصیت وقت بدعت مانند مصافحہ بعد العصر کہ در ملک توران وغیرہ رائج است و روز عرس برائے یاد دہانیدن وقت دعا برائے میت اگر باشد مضائقہ ندارد ولیکن التزام آن نیز بدعت است از ہماں قبیل کہ گزشت'' (فتاوی عزیز جلد ا ص/ ۸۹)

الفاظ ''ولیکن التزام آن نیز بدعت است'' کو بغور پڑھیں اور بتائیں کہ حضرت گنگوہیؒ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی عبارت میں کیا فرق ہے۔

علامہ قاضی ثناء اللہ خان پانی پتیؒ لکھتے ہیں:

''**لایجوز مایفعله الجهال بقبور الاولیاء والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد الیها ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد ویسمونه عرسا**'' (تفسیر مظہری جلد/ ۲ ص/ ۶۵)

جاہل لوگ حضرات اولیاء و شہداء کے مزارات کے ساتھ جو معاملات کرتے ہیں وہ سب کے سب ناجائز ہیں یعنی ان کو سجدہ کرنا اور ان کے گرد طواف کرنا اور ان پر چراغاں کرنا اور ان کی طرف سجدے کرنا اور ہر سال میلوں کی طرح ان پر جمع ہونا جس کا نام عرس ہے۔

حضرت شاہ محمد اسحاقؒ لکھتے ہیں:

''مقرر ساختن روز عرس جائز نیست'' (مسائل اربعین ص/ ۳۸)

عرس کا دن مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

''و من اعظم البدع مااخترعوا فی امر القبور واتخذوا ھا عیداً'' (تفہیمات الھیہ جلد/ ۲ ص/ ۶۴)

بڑی بدعتوں میں سے یہ ہے کہ لوگوں نے قبور کے بارے میں اختراع کیا ہے اور قبروں کو میلہ گاہ بنالیا ہے۔

الجواب اعتراض الثالث:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادفرمایا:

''لاتجعلوا قبری عیداً'' (مشکوۃ ص/ ۸۶ طبع دہلی)

تم میری قبر کو عید نہ بناؤں۔

شراح حدیث نے اس کے متعدد معانی اور مطالب بیان کئے ہیں۔ حاشیہ مشکوۃ میں لکھا ہے کہ:

''لاتجتمعوا للزیادۃ اجتماعکم للعید'' (ہامش مشکوۃ ص/ ۸۶)

تم زیارت کیلئے ایسے جمع نہ جیسے تم عید کیلئے جمع ہوتے ہو۔

نیز لکھا ہے کہ:

''المراد البحث علی کثرۃ الزیارۃ ای لاتجعلوا کالعید الذی لایاتی فی السنۃ لامرۃ'' (ایضاً ص/ ۸۶)

اس سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو کثرت زیارت پر آمادہ کیا گیا ہے کہ تم میری قبر کو عید کی

طرح نہ بناؤ جو سال میں صرف ایک ہی مرتبہ آتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ لکھتے ہیں:

''لاتجعلوا زیارۃ قبری عیداً اقوال ھذا اشارۃ الی سدّ مدخل التحریف کما فعل الیھود والنصاری بقبور انبیائھم وجعلوھا عیدا وموسما بمنزلۃ الحج'' (حجۃ اللہ البالغہ جلد/ ۲ ص/ ۷۷ طبع مصر بحوالہ راہ سنت از امام اہلسنت شیخ صفدرؒ)

میں کہتا ہوں کہ آپ نے جو فرمایا میری قبر کی زیارت کو عید نہ بناؤ اس میں اشارہ ہے کہ تحریف کا دروازہ بند کر دیا جائے کیونکہ یہود اور نصاری نے اپنے حضرات انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو حج کی طرح عید اور موسم بنا دیا تھا۔

غور فرمائیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر پر میلہ لگانا اجتماع کرنا عید کی طرح جیسا عید کیلئے مجتمع ہوتے ہیں درست نہیں تو کسی اور کی قبر پر اجتماع کرنا کیسے صحیح اور درست ہوگا اور پھر تاریخ بھی معین ہو جائے تو بدرجہ اولی گناہ اور ناجائز ہوگا۔

الجواب اعتراض الرابع:

حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں:

''اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں باقی بندہ آپ کو دعا گو ہے سب امور کیلئے دست بدعا ہے فقط والسلام'' (فتاوی رشیدیہ ص/ ۱۱۰)

عبارت میں الفاظ ''اس وقت اور ان اطراف'' قابل غور ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے مطلقاً وہابی کو متبع سنت اور دیندار نہیں کہا بلکہ ایک زمانہ خاص کیا۔

حضرت گنگوہیؒ کے دور میں اس زمانے میں جو توحید بیان کرتے اور شرک و بدعت سے روکتے اور حق بیان کرتے تو محبین شرک و بدعت اسے وہابی مشہور کرتے کہ یہ وہابی ہے۔

چنانچہ اسی بنیاد پر حضرت نے فرمایا اس وقت یعنی اس زمانہ میں وہابی دیندار کو کہتے ہیں۔

آج بھی ہم کہتے ہیں کہ اگر توحید بیان کرنا شرک و بدعت اور خرافات سے روکنا اور اس کے مخالفت کرنا حق بیان کرنے کا نام وہابی ہے تو پھر ہم وہابی ہیں لیکن تمہارے اس فتنہ سے دعوت توحید وسنت نہیں چھوڑ سکتے۔

شیخ فریدالدین عطارؒ حضرت امام شافعیؒ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

''شعری گفتہ است و یک بیت او را معنی این است کہ اگر دوستی آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفض است گو جملہ جن وانس گواہی دہید بر فض من'' (تذکرۃ الاولیاء باب اول ص/ ۹ مطبوعہ بمبئی ہندوستان)

ایک شعر کہا ہے اور اس کے ایک شعر کا معنی یہ ہے کہ اگر آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوستی (محبت) کرنا رافضیت ہے تو تمام جن اور انس گواہ رہے کہ میں رافضی ہوں۔

الجواب اعتراض الخامس:

مکمل عبارت سوال بمع جواب ملاحظہ ہو:

''سوال: فی زمانہ رواج ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کے عزیز واقارب اس روز یا دوسرے روز یا تیسرے روز یا کسی اور روز جمع ہوکر مسجد میں یا کسی اور مکان میں قرآن شریف اور کلمہ طیبہ اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر بلاتعین شمار ثواب اس پڑھے ہوئے کا متوفی کو بخشتے ہیں اور چنے وغیرہ تقسیم کرتے ہیں تو اس طرح پر جمع ہونا اور قرآن مجید وغیرہ پڑھنا اور پڑھوانا درست ہے یا نہیں۔

جواب: مجتمع ہونا عزیز واقارب وغیرہم کا واسطے پڑھنے قرآن مجید کے یا کلمہ طیبہ کے جمع ہوکر روز وفات میت کے دوسرے اور تیسرے روز بدعت ومکروہ ہے شرع شریف میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ کتاب نصاب الاحتساب میں لکھا ہے ''ان ختم القرآن جهرا بالجماعة ويسمى بالفارسية سيپاره خواندن مكروه'' اور قرآن کو پکار کر پڑھ کر

جماعت کے ساتھ ختم کرنا جس کو فارسی میں سی پارہ پڑھنا کہتے ہیں مکروہ ہے۔ اور فتاوی بزازیہ میں مرقوم ہے "یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول و الثالث و بعد الاسبوع و نقل الطعام الی القبر فی المراسم و اتخاذ الدعوۃ لقرأۃ القرآن و جمع الصلحاء و الفقراء للختم و قرأۃ سورۃ الانعام و الاخلاص" اور پہلے اور تیسرے دن اور ہفتہ کے بعد کھانا پکانا اور رسومات کے وقت قبر کے پاس کھانا لے جانا اور قرأت قرآن کیلئے دعوت دینا اور ختم کیلئے صلحاء و فقراء کو جمع کرنا اور سورۃ الانعام اور اخلاص کا پڑھنا مکروہ ہے۔ اور ردالمحتار میں لکھا ہے "و من المنکرات الکثیرۃ کایقاد الشموع و القنادیل التی توجد فی الافراح و کدق الطبول و الغناء باالاصوات الحانا و اجتماع النساء و المرادن و اخذا لاجرۃ علی الذکر و قرأۃ القرآن و غیر ذلک مماھو مشاھد فی ھدہ الازمان و ما کان کذلک فلاشک فی حرمتہ و بطلان الوصیۃ بہ و لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظی" اور بہت سی برائیاں جیسے موم بتیاں اور قندیلوں کو جلانا جیسے خوشیوں کے موقع پر ہوتا ہے اور جیسے ڈھول بجانا اور خوش آوازی سے گانا اور عورتوں اور مردوں کا جمع کرنا اور ذکر اور قرأت قرآن وغیرہ پر اجرت کا لینا جو آجکل سے زمانہ میں دیکھا جارہا ہے اور جو اس طرح ہو تو اس کی حرمت میں کوئی شک نہیں اور اس کی وصیت کا باطل کرنا ضروری ہے ولاحول۔۔۔۔الخ" (فتاوی رشیدیہ ص/ ۱۵۴، ۱۵۵)

کاظمی صاحب نے صرف شروع کی عبارت نقل کیا ہے اور دلائل سے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لی اگر کاظمی میں اتنی جرات ہوتی تو بجائے دیوبندیوں پر تنقید کے ان علماء احناف پر کرتے جن کا تذکرہ علامہ گنگوہیؒ نے باحوالہ کر دیا ہے اور ان دلائل کا رد کر کے جواب دیتے لیکن ایسا کرنا موصوف کی بس میں نہیں تھا۔ بحمداللہ تعالی حضرت گنگوہیؒ نے

ناجائز کہاتو دلائل کے ساتھ ثابت بھی کیا علماء احناف کی عبارات سے اب چونکہ فریق مخالف اس کو جائز قرار دیتے ہیں تو کم از کم اس مسئلہ پر علماء احناف کی عبارات پیش کرے اور مذکوہ دلائل کا رد کرے۔

چونکہ حضرت گنگوہیؒ نے مسئلہ کو اظہر من الشّمس کیا اور توضیح کے ساتھ بحوالہ احناف بیان کیا بعد ازاں گنجائش نہیں مزید اگر کوئی مرد میدان بریلوی ہوش میں آکر ان دلائل پر قلم اٹھاتا ہے تو انشاء اللہ تفصیل مع دلائل کے ہماری قلم بھی حرکت میں آئے گی۔

کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

''اہلسنت کے نزدیک تیجہ وغیرہ اور قرآن شریف وکلمہ طیبہ و درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب ارواح مؤمنین کو پہنچانا اور چنے تقسیم کرنا سب جائز اور موجب رحمت و برکت ہے'' (الحق المبین ص/۱۰۸)

اب یہ جائز ہے لیکن جائز ہونے کی دلیل کیا ہے یہ مت پوچھئے اور یہ صرف آپ کے مبارک مسلک میں جائز ہوسکتا ہے الحمد للہ علماء اہلسنت میں اس کے جواز کی کوئی صورت نہیں۔ پھر مقام تعجب ہے کہ علماء احناف اس موجب رحمت اور جائز کام سے منع کیوں کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ قاضی ثناء اللہ خان پانی پتیؒ لکھتے ہیں کہ:

''بعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم و بستم وچہلم وششماہی و برسینی ہیچ نکنند'' (وصیت نامہ مع مالا بدمنہ ص/۱۶۱ مطبوعہ دہلی)

میری وفات کے بعد دنیوی رسوم جیسے دہم، چہلم، ششماہی، اور برسینی کچھ بھی نہ کرو۔

اب بریلوی بتائیں کہ ایک جائز امر سے حضرت قاضی صاحبؒ کیوں وصیت فرما رہے ہے کہ میری وفات کے بعد یہ جائز امر نہ کرنا۔ کیا قاضی صاحبؒ اس موجب رحمت امر سے

خود کو محروم کر رہا ہیں۔

(کاظمی بمقابلہ فیض احمد اویسی)

کاظمی صاحب علماء دیوبند کو ایصال وثواب کے منکر ٹھہراتا ہیں۔ جب کہ مولوی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں:

"ایصال وثواب کے نجدی، وہابی، دیوبندی منکر نہیں" (گیارھوں اولیاء وعلماء کی نظر میں ص/ ۵ ادارہ تالیفات اویسیہ بہاولپور)

بریلوی فیصلہ کریں کہ ان میں سچا کون ہیں۔

(تیجہ، چالیسواں بریلوی حکیم الامت کی نظر میں)

اب بریلوی حکیم الامت مولوی احمد یار خان سے تیجہ اور چالیسواں کی حقیقت ملاحظہ کیجئے۔

مولوی احمد یار لکھتے ہیں:

''اب میت والوں کے ذمہ لازم ہے کہ تیسرے دن تیجہ کرے جس میں ساری برادری بلکہ ساری بستی کی روٹی کرے جس میں امیر وغریب مند لوگ ضرور شریک ہوں اور غضب یہ کہ بہت جگہ پر برادری کی دعوت خود میت کے مال سے ہوتی ہے حالانکہ میت کے چھوٹے یتیم بیوہ اور غریب بوڑھے ماں باپ بھی ہوتے ہیں مگر ان سب کے منہ سے یہ پیسہ نکال کر اس میلہ کو کھلایا جاتا ہے۔ موت کے بعد تین دن تک میت کے گھر والے تعزیت کیلئے بیٹھتے ہیں جہاں بجائے دعا اور تعزیت کے حقے کے دور چلتے ہیں اور کچھ قرآن کریم پڑھ کر بخشتے بھی ہیں تو اس طرح کا حقہ منہ میں ہے اور ہاتھ اٹھے ہوئے ہیں۔ پھر چالیس روز تک برابر دو روٹیاں ہر روز خیرات کی جاتی ہے اور اس کے درمیان دسواں، بیسواں اور چالیسواں

بڑی دھوم دھام سے ہوتا رہتا ہے جس مین برادری کی عام دعوتین ہوتی ہیں اور فاتحہ کیلئے ہر قسم کی مٹھائیاں اور فروٹ میوے اور کم از کم ایک عمدہ کپڑوں کا جوڑا رکھا جاتا ہے۔ فاتحہ کے بعد وہ مٹھائیاں اور فروٹ تو گھر کے بچوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور کپڑوں کا جوڑا خیرات ہوتا ہے۔ پھر چھ ماہ کے بعد چھ ماہی اور سال کے بعد میت کی برسی ہوتی ہے اس برسی میں بھی برادری اور بستی کی روٹی کی جاتی ہے۔ لو صاحب آج ان رسموں سے پیچھا چھوٹا بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ کفن پر ایک نہایت خوبصورت ریشمی یا اونی چادر ڈالی جاتی ہے جو بعد دفن خیرات ہوتی ہے مگر دوستوں! یہ بھی خیال رہے کہ ننانوے فیصد یہ رسمیں اپنے نام اور شہرت کیلئے ہوتی ہے۔ اگر یہ کام نہ ہو تو ناک کٹ جائے گی'' (اسلامی زندگی ص/ ۸۶، ۸۷ مطبوعہ قادری پبلشرز لاہور)

لیجئے خان صاحب تو کہہ رہا ہے کہ یہ نام اور شہرت کیلئے کیا جاتا ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

''میت والوں کے گھر تیجہ اور چالیسواں کی روٹی کرانا اور اس سے برادری کی روٹی لینا حرام و مکروہ تحریمی ہے لہذا یہ مروجہ تیجہ، دسواں، چالیسواں چھ ماہی برسی کی برادری کی دعوتیں کھلانے والے اور کھانے والے دونوں گناہ گار ہیں'' (ایضاً ص/ ۸۷)

نیز لکھتے ہیں:

''تیجہ، چالیسواں اور برسی کی رسموں نے کتنے مسلمانوں کے گھر تباہ کردئے میرے سامنے بہت سی ایسی مثالیں ہیں'' (اسلامی زندگی ص/ ۸۷)

آخر میں بریلویوں کو یوں نصیحت کرتا ہے:

''مسلمانوں! ان ناجائز اور خراب رسموں کو بالکل بند کردو'' (اسلامی زندگی ص/ ۸۸)

بقول احمد یار خان ان رسموں نے کئی مسلمانوں کے گھر تباہ کئے اور یہ مکروہ تحریمی ہے

اس کو ترک کرنا چاہیے۔ بریلویوں ہماری بات نہیں مانتے اپنے اکابر کی بات تو مان لیں یا یہاں پیٹ کا مسئلہ ہے احمد یار خان تو کجا اعلحضرت جی بھی کہے تو ان کی بات بھی جوتے کے نوک پر۔

اعتراض السادس والسابع کا جواب بھی اعتراض الخامس میں دیا گیا ہے۔

(بریلویوں سے پانچ (۵) سوالات دربارہ عرس وتیجہ وغیرہ)

سوال ۱: جو شخص عرس کو ممنوع اور ناجائز بتلائے اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے؟

سوال ۲: اگر کوئی شخص تیجے، دسویں، چالیسویں برسی وغیرہ رسوم مروجہ بعد الموت کو ان وجوہ سے ناجائز سمجھے جو مذکور ہوئی ہو تو وہ آپ کے نزدیک اہلسنت میں داخل ہے یا خارج؟

سوال ۳: آجکل شادی وغمی ایصال وثواب عبادات میں کچھ بدعات سیئات بھی رائج ہیں یا کل مستحب وجائز ہے اگر کچھ رائج ہے تو کیا ہے؟

سوال ۴: آپ حضرات تیجے دسویں، بیسویں، چالیسویں برسی وغیرہ رسوم مروجہ بعد الموت کو دینی کام سمجھتے ہیں یا آپ کے نزدیک یہ صرف دنیوی بکھیڑے ہیں؟

سوال ۵: مروجہ عرس، تیجہ وغیرہ کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟ دلائل کے ساتھ وضاحت کرے۔

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے)

لکھتے ہیں:

''دیوبندی صاحبان کےنزدیک بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ تحریمہ ہے فتاوی رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۷۴ پر ہے:

سوال: بدعتی کے پیچھے نماز جائز ہے یانہیں؟

الجواب: مکروہ تحریمہ ہے۔۔۔۔۔الخ'' (الحق المبین ص/ ۱۰۸، ۱۰۹)

الجواب:

اب کوئی ان محبین بدعات سے پوچھے کہ کیا یہ بھی اصولی اختلافات میں سے قارئین کرام اس سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ محض صفحات سیاہ کرنے کی بجزاور کیا ہوسکتا ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے جوفرمایا ہے وہ علامہ حصکفیؒ کا حوالہ دیا ہے چنانچہ علامہ حصکفیؒ بھی اس کومکروہ لکھا ہے ملاحظہ ہو (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار الجزالثانی باب الامامۃ ص/ ۳۵۶ مطبوعۃ کوئٹہ) کیا کاظمی کے نزدیک علامہ حصکفی وعلامہ شامی رحمہا اللہ بھی عرس وگیارہویں کرنے والوں کو بدعتی کہہ رہے ہیں اوران کے نزدیک مذکورہ اشخاص گناہ گاراور گمراہ ہے۔ معاذاللہ

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک کوئی مجلس میلاد اور عرس کسی حال میں درست نہیں)

اس سلسلہ میں جناب نے تین عبارات فتاوی رشیدیہ سے پیش کی ہیں جس میں حضرت گنگوہیؒ نے مروجہ میلادکوناجائز وبدعت لکھا ہے۔ (الحق المبین ص/ ۱۱۰، ۱۱۱)

الجواب:

علماءدیوبند کےنزدیک مروجہ میلاد بارہ ربیع الاول کومنانا جس میں بہت سے مفاسد

وخرافات پائی جاتی ہیں نا جائز و بدعت واجب الترک ہے۔

علامہ ابن امیر الحاج مالکیؒ لکھتے ہیں:

"ومن جملة ما احدثوہ من البدع مع اعتقادھم ان ذلک من اکبر العبادات واظھار الشعائر مایفعلونه فی الشھر الربیع الاول من المولد وقد احتوی ذلک علی بدع و محرمات الی ان قال وھذہ المفاسد مرتبة علی فعل المولد اذا عمل بالسماع فان خلامنه وعمل طعام فقط ولوی به المولد ودعا الیه الاخوان وسلم من کل ماتقدم ذکرہ فھو بدعة بنفس نیته فقط لان ذلک زیادۃ فی الدین ولیس من عمل السلف الماضین واتباع السلف اولی"

(مدخل ابن الحاج جلد/ ا ص/ ۸۵ طبع مصر بحوالہ راہ سنت ص/ ۱۶۴)

لوگوں کی ان بدعتوں اور نوایجاد باتوں میں سے جن کو وہ بڑی عبادت سمجھتے ہیں اور جن کے کرنے کو شعائر اسلامیہ کا اظہار کہتے ہے، ایک مجلس میلاد بھی ہے جس کو وہ ماہ ربیع الاول میں کرتے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ بہت سی بدعات اور محرمات پر مشتمل ہے (آخر میں فرماتے ہیں) اور اس مجلس میلاد پر یہ مفاسد اس صورت میں مرتب ہوتے ہے جب کہ اس میں سماع ہو سو اگر مجلس میلاد سماع سے پاک ہو اور صرف بہ نیت مولود کھانا تیار کرلیا ہو اور بھائیوں اور دوستوں کو اس کیلئے بلایا جائے اور تمام مذکورہ بالا مفاسد سے محفوظ ہو تب بھی وہ صرف نیت (عقد مجلس میلاد) کی وجہ سے بدعت ہے اور دین کے اندر ایک جدید امر کا اضافہ کرنا ہے جو سلف صالحین کے عمل میں نہ تھا حالانکہ اسلاف کے نقش وقدم پر چلنا اور ان کی پیروی کرنا ہی زیادہ بہتر ہے۔

علامہ عبدالرحمن مغربی لکھتے ہیں:

"ان عمل المولد بدعة" (کذا فی الشرعیة الالھیہ)

بے شک میلاد کا کرنا بدعت ہے۔

علامہ احمد بن محمد مصری مالکی لکھتے ہیں:

''قد اتفق علماء المذاهب الاربعة بذم هذا العمل'' (القول المعتمد بحوالہ راہ سنت از شیخ صفدرؒ)

چاروں مذہب کے علماء اس عمل میلاد کی مذمت پر متفق ہیں۔

امید ہے علماء دیوبند کیلئے تیار شدہ فتوی ان حضرات کی طرف بھی رخ کرے گا۔

(میلاد تینوں زمانوں میں نہیں تھا بعد میں ایجاد ہوا)

روح البیان میں ہے کہ:

''قال السخاوی لم یفعله احد من القرون الثلٰثة و انما حدث بعد'' (روح البیان بحوالہ جاء الحق ص/ ۲۳۶ نعیمی کتب خانہ گجرات)

امام سخاویؒ نے فرمایا کہ میلاد تینوں زمانوں میں کسی نے نہ کیا بعد میں ایجاد ہوا۔

جو بریلوی کہتے ہیں کہ میلاد تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں بھی صحابہ کرامؓ نے میلاد منایا وہ اس عبارت کو بغور پڑھیں۔

(ایک عجیب انکشاف)

قارئین کرام! بریلویوں کے نزدیک اولیاء کو بھی علم غیب حاصل ہے۔ جیسا کہ مولوی حشمت علی خان بریلوی لکھتے ہیں:

''حضرات اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اللہ تعالی کی عطا اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے علوم غیبیہ عطا ہوتے ہیں'' (فتاوی حشمتیہ جلد/ ۱ ص/ ۹۵ طبع تنظیم اہلسنت)

مولوی احمد یار خان لکھتے ہیں:

''اب یہ بھی جاننا چاہیے کہ حضور علیہ السلام کے صدقے سے اولیاء کرام کو بھی علم غیب دیا جاتا ہے'' (جاء الحق ص/ ۸۵)

مولوی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں:

"اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کو بھی کچھ علوم غیب ملتے ہیں مگر بوساطت رسل علیہم الصلوۃ والسلام" (عقائد صحابہ فی علم غیب ص/ ۵ ادارہ تالیفات اویسیہ بہاولپور)

صوفی غلام رسول نقشبندی بریلوی لکھتے ہیں:

''اولیاء کو بھی علم غیب عطائی ہوتا ہے مگر بواسطہ انبیاء کے'' (اسرار ربانی ص/ ۲۶ مطبوعہ مکتبہ ربانیہ سندھ)

معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک اولیاء کو بھی علم غیب عطائی حاصل ہے۔ اب آیئے سید الاولیاء محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے قول سنئے کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدائش کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

''خدا کے رسول مقبول محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاشورہ کے روز ہی پیدا ہوئے'' (غنیۃ الطالبین مترجم ص/ ۴۳۲ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

حضرت محبوب سبحانی بہت بڑے ولی اللہ گزرا ہیں (رحمۃ اللہ علیہ) انہوں نے جو فرمایا ہے غلط تو نہیں فرمایا ان کو علم غیب حاصل اور وہ غیب جان کر لکھا ہے اور جس کو علم غیب حاصل ہو وہ غلط تو نہیں بتا سکتا بلاشبہ حضرت شیخ نے جو فرمایا ہے وہ حق ہوگا بصورت دیگر لازم آئے گا کہ بریلویوں کا دعوی باطل ہوگا۔

اب بریلویوں کے پاس تین راستہ ہیں یا تو دس محرم الحرام کو عید میلاد النبی منائے یا اپنے اس باطل عقیدہ سے توبہ کرے کہ اولیاء کو بھی علوم غیبیہ کا علم ہے یا پھر تسلیم کرے کہ شیخ نے غلط لکھا ہے ان کو علم غیب نہیں تھا۔

بعض بریلویوں سے جب اس عبارت کا جواب نہ بن پایا تو حسب عادت کتاب ہی کا انکار کردیا کہ یہ حضرت شیخؒ کی تصنیف نہیں ہے۔ یہ حضرت شیخؒ کی ہی تصنیف ہے ملاحظہ ہو چند حوالہ جات:

علامہ ذہبیؒ نے غنیۃ الطالبین کو شیخ کی کتاب تسلیم کیا ہے۔(میزان الاعتدال جلد/۱ص/۲۰۰)

ملا علی قاری الحنفیؒ نے بھی اسے شیخ کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔(شرح الفقہ الاکبر ص/۱۶۰ طبع بیروت)

ملا کاتب چلپیؒ نے بھی اسے شیخ کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔(کشف الظنون جلد/۲ص/۵۹)

مفتی غلام دستگیر قصوری بریلوی نے بھی اسے شیخ کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔(رسائل محدث قصوری جلد/۱ص/۶۵ ۱۴ اکبر بک سیلز لاہور)

مولوی احمد یار خان نعیمی نے بھی اسے شیخ کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔(حضرت امیر معاویہؓ پر ایک نظر ص/۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸ مطبوعہ لاہور/تفسیر نعیمی جلد/۳ص/۶۱۸)

مولوی اطہر نعیمی بریلوی نے بھی اسے شیخ کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔(قلائد الجواہر ص/۲۹)

(بارہ ربیع الاول کو میلاد منانے والوں کی دنیا و آخرت تباہ)

مولوی احمد رضا خان حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''میرے ارشاد کے خلاف بتانا تمہارے دین کیلئے زہر قاتل اور تمہاری دنیا و عقبی دونوں کی بربادی ہے'' (فتاوی رضویہ جلد/۳ص/۵ ۵۴ برکاتی پبلشرز کراچی)

اب حضرت شیخ جیلانیؒ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت دس محرم الحرام لکھا ہے۔ بریلوی حضرت شیخ کے قول کے خلاف کیا ہے بارہ ربیع الاول کو عید میلاد مناتے ہیں۔ بریلویوں کا دنیا و آخرت اس وقت تک تباہ ہے تاوقتیکہ دس محرم کو میلاد منائیں یا پھر اس بدعت کو ترک کر دے۔

(بریلویوں سے نو (۹) سوالات دربارہ میلاد)

سوال ۱: کیا قرآن وحدیث اجماع یا فقہاء کرام نے حکم دیا ہے کہ بارہ ربیع الاول کے دن مروجہ عید میلاد النبی مناؤ؟

سوال ۲: جو شخص نفس انعقاد مجلس میلاد کو بدعت اور ممنوع کہے اس کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے؟

سوال ۳: آپ کے نزدیک میلاد منانا کیا ہے فرض یا واجب یا سنت یا مستحب؟

سوال ۴: منکر میلاد کا آپ کے نزدیک کیا حکم ہے؟

سوال ۵: کیا میلاد خیر القران میں بھی منایا جاتا تھا؟ بحوالہ جواب دیں

سوال ۶: کیا مولوی احمد رضا خان نے کبھی بارہ ربیع الاول کو جلوس نکالا تھا؟ بحوالہ کتب ثابت کرے

سوال ۷: مولوی احمد رضا خان نے میلاد منانے کو مباح لکھا ہے (الامن والعلی ص/ ۱۷۸) اور مولوی احمد یار خان نے سنت الہیہ لکھا ہے (جاء الحق ص/ ۲۳۹) مولوی نعیم الدین نے سنت لکھا ہے (خزائن العرفان ص/ ۳۹) عبدالقیوم ہزاروی نے بدعت حسنہ لکھا ہے (عقائد و مسائل ص/ ۷۵) مولوی عبدالسمیع نے واجب لکھا ہے (انوار ساطعہ) تذکار بگو یہ میں اسے نماز کی طرح فرض لکھا ہے (تذکار بگو یہ جلد/ ۲ ص/ ۱۱۱، ۱۱۲)

اب بریلوی بتا دیں کہ آپ کے نزدیک یہ کیا ہے امید ہے مجیب کوئی نئی قسم ایجاد کرے گا جوان کی ریکارڈ توڑ دے گا؟

سوال ۸: مولوی حشمت علی بریلوی لکھتے ہیں:

''محفل میلاد مقدس کا ثبوت آیات قرآن عظیم سے بھی ہے نبی کریم ﷺ سے بھی'' (فتاوی حشمتیہ جلد اول ص/ ۱۸۰ تنظیم اہلسنت)

دریافت طلب یہ ہے کہ وہ آیات مقدس کون سے ہے اور نبی کریم ﷺ کی وہ احادیث کیا ہے جس میں محفل میلاد کا ثبوت ہے ہمیں بھی بتا لئے تا کہ اس مبارک کام سے ہم محروم نہ رہے۔

سوال ۹: مولوی احمد رضا خان حضور ﷺ کی وفات کے متعلق لکھتے ہیں:

''قول مشہور و معتمد جمہور دوازدہم ربیع الاول شریف ہے'' (فتاوی رضویہ جلد/ ۲۱ ص/ ۷ ۲ سنی دار الاشاعت فیصل آباد)

ایک جگہ کہتے ہیں کہ:

''نبی کریم ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاول شریف یوم دوشنبہ کو ہے اور اسی میں وفات شریف ہے تو ائمہ نے خوشی و مسرت کا اظہار کیا'' (ملفوظات حصہ دوم ص/ ۲۲۶)

دریافت طلب یہ ہے کہ ان ائمہ کرام کا نام بتائیں جنہوں نے خوشی و مسرت کا اظہار کیا؟

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک محرم میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان دودھ پلانا حرام ہیں)

لکھتے ہیں:

''دیوبندی علماء کے نزدیک بروایات صحیحہ محرم میں حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی شہادت

کا بیان، شربت اور دودھ پلانا، سبیل لگانا سب حرام ہے ملاحظہ فرمائیں، فتاوی رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۱۳‘‘ (الحق المبین ص/ ۱۱۱، ۱۱۲)

الجواب:

مکمل عبارت ملاحظہ ہو:

’’سوال: محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا مع اشعار بروایت صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی و نیز لگانا سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں۔

جواب: محرم میں ذکر شہادت حسینؓ کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نا درست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں فقط‘‘ (فتاوی رشیدیہ ص/ ۱۳۹)

حضرت گنگوہیؒ نے جو فرمایا ہے وہ بالکل بالتخصیص ایام محرم میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت اور واقعات کربلا کا ذکر کرنا اور سبیلیں وغیرہ لگانا اہلسنت کے نزدیک ممنوع اور ناجائز ہے کیونکہ اس میں روافض کے ساتھ ظاہر و باہر مشابہت ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

’’من تشبہ بقوم فھو منھم، رواہ ابو داؤد‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی پس وہ انہی میں سے ہے۔

دوسرے یہ کہ یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ اگر کوئی فعل فی نفسہ مباح یا مستحسن بھی ہو لیکن وہ کسی گمراہ قوم کا شعار ہو جائے تو مسلمانوں کے حق میں وہ فعل ممنوع اور محذور ہو جاتا ہے۔ ملا علی قاری الحنفیؒ ایک حدیث کی شرح کرتی ہوئے فرماتے ہیں:

’’فیہ اشارۃ الی ان کل سنۃ تکون شعار اھل البدعۃ فترکھا اولی‘‘

اس حدیث میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو سنت بھی اہل بدعت کا شعار ہو جائے اس کا ترک کر دینا ہی بہتر ہے۔

پس چونکہ ہمارے دیار میں یہ تمام باتیں روافض یا نام کے سنی نیم رافضیوں کا شعار ہوگئی ہیں لہذا اس وجہ سے ناجائز اور واجب الترک ہے پھر بلا وجہ ایام محرم کی تخصیص یقیناً بدعت اور رفض کا ایک شعبہ ہے۔ فتاوی عزیزیہ میں ہے کہ (صرف ترجمہ)

سوال: ایام ماہ ربیع الاول میں صرف خدا واسطے کھانا پکانا اور اس کا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روح پر فتوح کو پہنچانا یا ماہ محرم میں حضرت امام حسینؓ اور دوسرے اہلبیت کرام کی ارواح طیبہ کو پہنچانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: انسان اپنے فعل کا مختار ہے اس کو حاصل ہے کہ وہ اپنے کسی عمل کو ثواب اپنے بزرگان دین کو پہنچا دے لیکن اس کام کیلئے کوئی خاص وقت یا خاص دن مقرر کرنا یا کوئی مہینہ متعین کرنا بدعت ہے ہاں اگر کسی ایسے خاص وقت میں کیا جائے جن میں عمل کا ثواب نسبتاً اور اوقات سے زیادہ ہو (یہ اور تعین بھی صرف اسی نیت سے ہو) جیسے کہ ماہ رمضان المبارک کہ اس میں عمل کا ثواب ستر گناہ ہوتے ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ حضرت علیؓ کی روایت کے بموجب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ترغیب دی ہے۔ اور جس چیز پر کہ صاحب شریعت کی ترغیب نہ ہو وہ عبث اور سردار دو جہاں کی سنت کے مخالف ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے خلاف کرنا حرام ہے لہذا (یہ بے دلیل تعین) ہرگز جائز نہ ہوگی۔ (فتاوی عزیزی جلد/۱ ص/ ۹۸)

الغرض ایام محرم میں سبیلیں وغیرہ لگانا بوجہ مذکورہ اہلسنت کے نزدیک ناجائز اور ممنوع ہے۔

(افادات حضرت نعمانیؒ از سیف یمانی)

(تائید عبارت گنگوہیؒ از خان صاحب بریلی)

مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں:

''شہادت نامے نثر یا نظم جو آجکل عوام میں رائج ہیں اکثر روایات باطلہ اور بے سرو پا سے مملو اور اکاذیب وموضوعہ پر مشتمل ہیں ایسے بیان کا پڑھنا سننا وہ شہادت نامہ ہو خواہ کچھ اور مجلس میلاد مبارکہ میں ہو خواہ نہیں مطلقا ناجائز وحرام ہے خصوصا جب کہ وہ بیان ایسے خرافات کو متضمن ہو جس سے عوام کے عقائد میں خلل آئے کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے ایسے وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ الملکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں قال الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل الحسن والحسین وحکایاتہ ۔۔۔۔ الخ واعظ پر امام حسن وحسین کی شہادت کے واقعات وحکایات پڑھنا حرام ہے۔۔۔۔ یوں ہی جب کہ اس سے مقصود غم پروری وتصنع حزن ہو تو نیت بھی شرعا نا محمود شرع مطہر نے غم میں صبر وتسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ غم معدوم بتکلف وزورلانا نہ کہ بتصنع وزور بنانا نہ کہ اسے باعث قربت وثواب ٹھہرانا یہ سب بدعات شیعہ وروافض ہے جس سے سنی کو احتراز لازم۔ حاشاء اللہ اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات اقدس کی غم پروری سب سے زیادہ اہم ضروری ہوتی۔۔۔۔ عوام مجلس خوانی اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم ان کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے ان کا مطلب یہی تصنع رونا بتلف رلانا اور اس رونے رلانے سے رنگ جمانا ہے اس کی شناخت میں کیا شبہ ہے؟ ہاں اگر خاص بنیت ذکر شریف حضرات اہل بیت طہارت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی سیدہم وعلیہم بارک وسلم ان کے فضائل جلیلہ ومناقب جمیلہ

روایات صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اوراس کے ضمن میں ان کے فضل جلیل صبر جمیل کے اظہار کوذکر شہادت مبارک بھی آجاتا تاغم پروری و ماتم انگیزی کے انداز سے کامل احتراز ہوتا تواس میں حرج نہ تھامگر ہیہات ان کے اطواران کے عادات اس نیت خیر سے یکسر جدا ہے ذکر فضائل شریف مقصود ہوتا توکیاان محبوبان خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی بے شمار مناقب عظیمہ اللہ عز وجل نے انہیں عطا فرمائے انہیں چھوڑ کراسی کواختیار کرنا اوراس میں طرح طرح سے بالفاض رقت خیز ونوحہ نما و معانی حزن انگیز وغم فزا بیان کوسعتیں دینا انہیں مقاصد فاسدہ کی خبریں دے رہا ہے غرض عوام کیلئے اس میں کوئی وجہ سالم نظرآنا سخت دشوار ہے‘‘ (فتاوی رضویہ جلد/ ۱۰ ص/ ۶۲ بحوالہ دفاع اہلسنۃ جلد دوم)

حضرت گنگوہیؒ نے توصرف محرم میں ان مجالس کوناجائز و بدعت کہا مگر خان صاحب بریلی نے توعوام کیلئے ہر حال میں ان مجالس کوناجائز وحرام کہہ رہا ہے۔

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک ہندوؤں کے سودی روپے اور ہولی دیوالی کی پوریاں وغیرہ کھانا جائز ہیں)

لکھتے ہیں:

’’اکابر علماء دیوبند کے مذہب میں ہندوؤں کے سودی روپے سے جو پانی پیاؤ (سبیل) لگائی جائے اس کا پینا مسلمانوں کیلئے جائز ہے دیکھئے فتاوی رشید یہ حصہ سوم صفحہ ۱۱۴ پر ہیں۔ (عبارت نقل کر کے مزید لکھتے ہیں) دیوبندی حضرات کے مسلک میں ہندوؤں کے ہولی اور دیوالی کی پوریاں وغیرہ مسلمانوں کیلئے کھانا حلال طیب ہے۔ فتاوی رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۲۳ پر مرقوم ہے‘‘ الحق المبین ص/ ۱۱۳)

الجواب:

کیا کسی چیز کے حرام اور نا جائز ہونے کیلئے صرف اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ یہ چیز دیوبندیوں کے نزدیک جائز ہے اگر اس سے جناب کو اختلاف تھا تو اس کے خلاف دلیل پیش کر دیتے ۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے یا خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

خان صاحب بریلی سے کسی نے پوچھا کہ کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں ۔تو خان صاحب جواب دیتے ہیں کہ:

''اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے'' (ملفوظات اعلحضرت حصہ اول ص/ ۱۲۷ طبع لاہور)

تو یہ صرف دیوبندیوں کا مذہب نہیں بلکہ کاظمی صاحب کا بھی مذہب ہے ۔اعتراض محض کتاب کی حجم بڑھانے کیلئے دہرایا۔

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک کوّا حلال ہے)

لکھتے ہیں:

''علماء دیوبند کے پیشوایان کرام کے مذہب میں زاغ معروفہ (مشہور کوا جو عام طور پر پایا جاتا ہے) کھانا ثواب ہے۔فتاوی رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۳۰ کو دیکھئے اس پر لکھا ہے:

مسئلہ: جس زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کے کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب؟

الجواب: ثواب ہوگا فقط رشید احمد'' (الحق المبین ص/ ۱۱۴، ۱۱۵)

الجواب:

کوے کو اردو میں کوا فارسی میں زاغ اور عربی میں غراب کہتے ہیں۔کوے تین قسم کے ہوتے ہیں:

پہلی قسم: وہ کوا جو مردار کھاتا ہے یہ حرام ہے۔الشیخ ابوالحسین احمد بن محمد القدوریؒ (المتوفی ۴۲۸ھ) لکھتے ہیں:

"ولا یؤکل الابقع الذی یأکل الجیف" (المختصر القدوری ص/۱۹۹ اصح المطابع کراچی)

اور مردار خور ابقع کوے کا کھانا حلال نہیں۔

یہی عبارت شیخ الاسلام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر الفرغانیؒ (المتوفی ۵۹۳ھ) نے بھی نقل کیا ہے ملاحظہ ہو (الھدایہ جلد/ ۴ ص/ ۴۲۵ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

دوسری قسم: وہ کوا جو صرف دانہ کھاتا ہے یہ باتفاق حلال ہے۔ملک العلماء امام کاسانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

"والغراب الذی یأکل الحب والزرع والعقعق ونحوھا حلال بالاجماع" (بدائع جلد/ ۵ ص/ ۳۹/ عالمگیریہ جلد/ ۵ ص/ ۲۸۹)

اور کوا جو کھیتی کا ہو اور دانہ چگتا ہو اور عقعق یہ بالاجماع حلال ہے۔

یہی عبارت فتاوی عالمگیری جلد/ ۵ ص/ ۲۸۹ طبع کوئٹہ پر بھی موجود ہے۔

امام قدوریؒ فرماتے ہیں:

"ولا باس باکل غراب الزرع" (مختصر القدوری ص/ ۱۹۹)

اور کھیتی والے کوے کو کھانے میں مضائقہ نہیں۔

یہی عبارت الھدایہ جلد/ ۴ ص/ ۴۲۵ پر بھی موجود ہے۔

تیسری قسم: وہ کوا جو دانہ اور مردار دونوں کھاتا ہے اس کو عقعق کہتے ہیں، یہ امام صاحبؒ کے نزدیک حلال ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہے، مگر امام صاحبؒ کا قول احق ہے۔

قاضی حسن بن منصور المعروف بہ قاضی خانؒ (المتوفی ۵۹۲ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"عن ابی یوسف انه قال سألت ابا حنیفة رحمة الله علیه عن العقعق فقال لابأس به فقلت انه یأکل النجاسات فقال انه یخلط النجاسات بشئی آخر ثم یاکل فکان الاصل عنده ان ما یخلط النجاسة بشئی آخر کالدجاج لا بأس به وقال ابو یوسف یکره العقعق کما یکره الدجاجة" (فتاوی قاضی خان جلد/ ۴ ص/ ۷۵۱ مطبوعہ نولکشور/ عالمگیریہ جلد/ ۵ ص/ ۲۹۰ مطبوعہ کوئٹہ)

امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے پوچھا عقعق کو کھانا کیسا ہے تو فرمایا کچھ ڈر نہیں پھر میں نے کہا کہ وہ نجاسات کھاتا ہے تو فرمایا کہ وہ نجاسات کو دوسری چیز سے ملا لیتا ہے پھر کھاتا ہے۔ پھر اصل امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ ہے کہ جو جانور نجاست کو دوسری چیز سے ملا لے جیسے مرغی اس کے کھانے میں کچھ ڈر نہیں ہے اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا عقعق مکروہ ہے جیسا کہ مرغی مکروہ ہے۔

امام صاحبؒ نے اسے مرغی کی قیاس پر حلال کہا کی جیسا مرغی نجاست بھی کھاتی ہے اور دانہ بھی تو حلال ہے اسی لئے عقعق کو مرغی کی قیاس پر صحیح کہا۔ اور امام ابو یوسفؒ اس کو اس لئے مکروہ کہا کہ یہ زیادہ تر مردار کھاتا ہے۔ (ہدایہ جلد/ ۴ ص/ ۴۲۵)

جو کوا نجاست بھی کھاتی ہے اور دانہ بھی چگتا ہے جس کو عقعق کہتے ہیں اس کے متعلق فتاوی عالمگیریہ میں ہے کہ:

"عن ابی یوسف رحمه الله تعالی انه یکره وعن ابی حنیفة رحمه الله انه لا باس

بأكله وهو الصحيح على قياس الدجاجة'' (عالمگیریہ جلد/ ۵ ص/ ۲۹۰)

امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ وہ مکروہ ہے اور امام اعظمؒ سے مروی ہے کہ اس کے کھانے میں کچھ ڈر نہیں ہے اور مرغی کے قیاس پر صحیح ہے۔

معلوم ہوا کہ کوے تین قسم پر ہے پہلی قسم حرام ہے دوسری اور تیسری قسم حلال۔ البتہ تیسری قسم میں اختلاف ہے مگر مفتی بہ قول امام صاحبؒ کا ہے لہذا تیسری قسم بھی حلال ہے۔ پس حضرت گنگوہیؒ کا فتوی بھی دوسری یا تیسری قسم پر ہے لہذا اعتراض کی گنجائش نہیں۔

(مذہب بریلویہ دربارہ زاغ معروفہ)

اس کے متعلق خود فریق مخالف کا کیا نظریہ ہے وہ بھی ملاحظہ کیجئے۔

مفتی اسلم رضوی بریلوی لکھتے ہیں:

''کوا چار قسم پر ہوتا ہے ایک وہ کہ صرف دانہ ہی چگتا ہے جس کو فارسی میں زاغ معروفہ کہتے ہیں وہ حلال ہے اور جو کوا مرادر ہی کھاتا ہے وہ حرام ہے اور جو کوا پنجہ سے شکار کرتا ہے وہ بھی حرام ہے جو دانہ بھی کھاتا ہے اور مرادر بھی کھاتا ہے جس کو عربی میں عقعق کہتے ہیں وہ امام صاحب کے نزدیک حلال ہے لیکن صاحبین کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے اور اول قول مفتی بہ ہے'' (انوار شریعت جلد/ ا ص/ ۱۹۹ طبع فیصل آباد)

خان صاحب بریلی لکھتے ہیں:

''دانہ خور کوا کہ صرف دانہ کھاتا اور نجاست کے پاس نہیں جاتا جسے غراب الزرع یعنی کھیتی کا کوا کہتے ہیں چھوٹا سا سیاہ رنگ ہوتا ہے اور چونچ اور پنجے غالباً سرخ وہ بالاتفاق جائز ہے'' (فتاوی رضویہ جلد/ ۸ ص/ ۳۶۸ مطبوعہ بمبئی)

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہیؒ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثانی ہے)

لکھتے ہیں:

''علماء دیوبند کی نظر میں مولوی رشید احمد گنگوہی بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثانی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں مرثیہ مصنفہ مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی صفحہ ۶:

زبان پر اہل ہوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید

اٹھا دنیا سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

الجواب:

آگے مزید کاظمی صاحب نے چند اعتراضات مرثیہ از مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کے اشعار پر کیا ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قبل جواب ہم امام المناظرین حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ کی ایک نفیس تحقیق ہدیہ ناظرین کردے جو حضرت نے اشعار کے متعلق فرمایا ہے کہ شعر بظاہر کس طرح ہوتی اور حقیقتاً کس طرح۔ تاکہ آگے جتنے اعتراضات ہے اشعار پر وہ بخوبی آپ سمجھ سکے۔

چنانچہ حضرت نعمانیؒ تحریر کرتے ہیں کہ:

''ہر وہ شخص جس کو کسی زبان کے ادب سے تھوڑی سی بھی دلچسپی ہوگی وہ بخوبی جانتا ہوگا کہ شعراء اپنے کلام میں کس قدر استعارات اور کنایات سے کام لیتے ہیں یہاں تک کہ بعض اوقات سطحی نظر میں ان کا کلام خالص کفر ہوتا ہے، لیکن اگر بنظر دقیق دیکھا جائے تو اسی میں حقیقت کا ایک زبردست سبق ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کرام شعراء کے کلام پر فتوی کفر

دیتے ہوئے نسبۃً زیادہ احتیاط سے کام لیتے ہیں اور اگر اس اصول کو نظر انداز کر دیا جائے تو یقین ہے کہ تکفیر کی یہ آگ اکابر دیو بند ہی تک نہیں پہنچی گی بلکہ اس کی چنگاریاں بہت سے اسلامی خرمنوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیں گی۔

صرف نمونہ کے طور پر ہم چند مسلم الثبوت اولیاء اللہ کے دو چار شعر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں ملاحظہ ہوں شمس الملت والدین حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں:

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں

رو بسوئے خانۂ خمار دارد پیرما

جب ہمارے پیر مغاں ہی شراب کی بھٹی کی طرف جارہا ہے تو ہم کعبہ کی طرف کیوں رخ کریں۔

مباش در پےئ آزار و ہر چہ خواہی کن

کہ در شریعت ما ازین گناہی نیست

بس کسی کی ایذا رسانی کے در پے نہ ہو اور جو بھی جی چاہے کرو کیونکہ ہماری شریعت میں دل آزاری کے سوا کوئی دوسرا گناہ نہیں۔

حضرت خواجہ امیر خسروؒ فرماتے ہیں:

خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی میکند

آرے آرے میکند با خلق مارا کار نیست

خلق کہتی ہے کہ خسرو بت پرستی کرتا ہے ہاں ہاں بیشک کرتا ہے تم سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔

کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست

ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

میں کافر عشق ہوں مجھے مسلمانی کی ضرورت نہیں میری ہر ہر رگ تار تار ہو چکی ہے لہذا زنار کی حاجت نہیں۔

یہ صرف نمونے کے طور پر چند اشعار لکھ دیئے گئے ورنہ جن حضرات نے تصوف کی کتابوں اور صوفیائے کرام کے دیوانوں کا مطالعہ فرمایا ہوگا ان پر ہرگز مخفی نہ ہوگا کہ بزرگان دین کے دیوانوں میں ایسے بہت سے شعر موجود ہیں جو سرسری نظر میں قرآن عظیم واحادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے صرف مخالف ہی نہیں بلکہ معاذ اللہ بظاہر ایک مقابلہ کی شان رکھتے ہیں اور ایک ظاہر بین حقیقت سے نا آشنا کی نظر میں ان حضرات کی تکفیر کیلئے کافی زیادہ ہیں تو کیا ہمارے یہ بریلوی دوست وہاں بھی اِسی جلد بازی سے کام لیں گے۔

اگر بریلوی مذہب میں شیراز اور دیوبند دونوں کیلئے ایک ہی شریعت اور ایک ہی قانون ہے تو ہم کو دیکھنا ہے کہ مفتیان بریلی حافظ شیرازی اور امیر خسرو و دیگر اولیاء کرام رحمہم اللہ کے متعلق کیا فتوی صادر کرتے ہیں ۔

آن شوخ سرخ جامہ سوار سمند شد

یاراں حذر کنید کہ آتش بلند شد

(سیف یمانی ص/۶۶،۶۷ مطبوعہ گوجرانوالہ)

سبحان اللہ! حضرت نے کیا نفیس تحقیق پیش کر دی جس کو پڑھنے کے بعد بغیر مطلب سمجھے شعر پر بجز حاسد کے اور کون اعتراض کر سکتا ہے۔

اب جواب کی طرف آتے ہیں:

شعر میں ثانی کا لفظ بمعنی مانند اور مماثل کے نہیں جو معترضین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقابل کروا رہے ہیں بلکہ دوئم اور دوسرے کے معنی میں مستعمل ہے۔ اس شعر میں حضرت مولانا

محمود الحسن دیوبندیؒ ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ غزوہ احد میں شیطان نے یہ خبر اڑادی تھی کہ ان محمد قتل اس وقت جو کفار کے لشکر کا سردار تھا اس نے یہ نعرہ بلند کیا اعل ھبل اعل ھبل ہمارے معبود ہبل کا نام اونچا ہو۔ حضرت شیخ الہندؒ نے اس شعر میں اسی تخیل کا ادا کرنا چاہا کہ:

باطل کی طرف سے جس طرح اعل ہبل کے نعرے اس وقت لگے تھے جب شیطان نے بانی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق وہ جھوٹی اور ناپاک خبر اڑائی تھی آج ان ہبل پرستوں کی ذریت قبر پرستوں اور مزار پرستوں کی زبان پر وہی ناپاک نعرہ ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس نوع کا کوئی دوسرا واقعہ پیش آیا ہے کوئی حامی سنت ماحی بدعت اس عالم سے اٹھ گیا ہے جو اہل باطل ان کی وفات کی خوشی میں شیطانی نعرے لگا رہے ہیں۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس معاملہ میں پہلے تھے اور حضرت گنگوہیؒ اس معاملہ میں دوسرے نمبر پر۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

''اذ اخرجه الذين كفروا ثانى الثنين اذهما فى الغار'' (التوبة آيت/ ۴۰)

جب آپ کو مکہ سے نکالا کافروں نے جب آپ دو کے دوسرے تھے (یعنی صدیق اکبرؓ کے دوسرے آپ) جب وہ دونوں غار میں تھے۔

امام فخر الدین رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''دل هذه الاية على فضل ابى بكر رضى الله تعالى عنه من وجوه...... الرابع انه تعالى سماه ثانى الثنين فجعل ثانى محمد صلى الله عليه وآله وسلم حال كونه فى الغار والعلماء اثبتوا انه رضى الله تعالى كان ثانى محمد صلى الله عليه وآله وسلم فى اكثر المناصب الدينية'' (التفسیر الکبیر جلد/ ۱۶ ص/ ۶۶ طبع بیروت بحوالہ دفاع اہلسنۃ جلد/ ۱ ص/ ۹۶۸)

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت پر بچند وجوہ دلالت کرتی ہے۔۔۔۔ان میں چوتھی وجہ یہ ہے کہ حق تعالی نے آپؓ کو ثانی اثنین کہا پس بر فاقت غار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثانی قرار دیا گیا اور علماء کرام نے ثابت کیا ہے کہ بہت سے دینی مراتب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثانی تھے۔

اگر کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثانی کہنا گستاخی ہے تو اللہ تعالی اور امام رازیؒ کے بارے میں کیا خیال ہے۔

کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثانی کہنے پر بریلویوں کا کیا فتوی ہے وہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ چنانچہ کاظمی صاحب لکھتے ہیں:

''اہلسنت کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ثانی و بے نظیر ہیں اور مرثیہ کا زیر نظر شعر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ی شان میں توہین و تنقیص ہے۔اس شعر میں مولوی رشید احمد گنگوہی کو بانی اسلام کا ثانی کہا گیا ہے'' (الحق المبین ص/ ۱۱۶)

یہ فتوی تو براہ راست معاذ اللہ اللہ تعالی پر جا کر لگتا ہے اس کے بعد امام رازیؒ و دیگر علماء کرام پر ایسے بے جا فتوی دے کر کس منہ سے کہتے ہو کہ ہمیں ہمارے مخالفین نے مشہور کیا ہے کہ ان کے پاس کفر کے فتوؤں کے مشین گن ہے۔ہم نے مشہور نہیں کیا اور نہ ہمارا یہ کام ہے کسی پر بے جا الزام لگانے کا یہ خاصہ آپ لوگوں کا ہے آپ نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑا ماری ہے، ہم نے صرف عوام کو دیکھا یا ہے دکھانا جرم ہے تو لکھنا اس سے بڑا جرم ہے۔

مزید تفصیل کیلئے حضرت نعمانیؒ کی تصنیف (سیف یمانی ص/ ۶۲ تا ۶۴) ملاحظہ فرمائیں۔

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک حضرت گنگوہیؒ کے حقیر غلاموں کا لقب یوسف ثانی ہے)

لکھتے ہیں:

''دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی کے حقیر اور چھوٹے سے کالے غلاموں کا لقب ''یوسف ثانی'' ہے۔ دیکھئے مرثیہ مولوی محمود الحسن صاحب صفحہ:۱۱

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

(الحق المبین ص/۱۱۶)

الجواب:

نہ معلوم اس میں کون سی بات بریلویوں کے نزدیک قابل اعتراض ہے ''یوسف ثانی'' اردو شاعری میں صرف اعلی درجہ کے حسین کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے بالکل اس طرح جس طرح علماء کرام نے ''لکل فرعون موسی'' یعنی ہر فرعونے راموسی کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ ہر باطل پرست کی سرکوبی کیلئے اللہ تعالی کسی نہ کسی حق پرست کو مقرر فرما دیتا ہے پس جس طرح اس عربی مثل میں موسی کے معنی صرف حق پرست کے ہیں اسی طرح اردو شاعری میں میں یوسف اور یوسف ثانی کے معنی صرف حسین کے ہیں۔

پاپولر جدید اردو لغات کے اندر ''یوسف ثانی'' کا مطلب ''بہت ہی حسین'' لکھا ہے۔

(ملاحظہ ہو جدید اردو لغات ص/۶۱۰ مطبوعہ اورنٹیل بک سوسائٹی لاہور)

افسوس کہ بریلوی حضرات کو اردو محاورات سے آشنا کرانا بھی جو حقیقت میں اردو سکول

کے ٹیچروں کا کام ہے ہم ہی کو انجام دینا پڑتا ہے ۔

ذوق بازیگہ طفلاں ہے سراسر یہ زمین

ساتھ بچوں کے پڑا کھیلنا گویا ہم کو

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ حضرت گنگوہیؒ کے خدام چونکہ حضرت کے فیض تربیت سے بہریاب ہو کر واصل الی اللہ اور عارف باللہ ہو گئے تھے اور ہر وقت ذکر الہی میں مشغول رہتے تھے اس لئے باوجود یہ کہ ان میں سے بعض کا رنگ بلالی تھا لیکن پھر بھی ذکر الہی کی برکت سے ان کے چہرے چمکتے تھے اور نورانی آنکھیں رکھنے والوں کو ان میں حسن و جمال ہی نظر آتا تھا۔

(بریلویوں کے نزدیک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا حسن حضرت یوسف علیہ السلام سے زیادہ تھا)

خان صاحب بریلی کا ایک شعر ملاحظہ ہو جو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق کہتا ہے:

روئے یوسف سے فزوں تر حسن روئے شاہ ہے

پشت آئینہ نہ ہو انباز روئے آئینہ

(حدائق بخشش حصہ سوم ص/ ٦٤)

اس شعر میں کس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی توہین کی گئی ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا حسن حضرت یوسف علیہ السلام سے بھی فزوں تر یعنی زیادہ تھا آئینے کے سامنے والے حصہ کو شیخ جیلانیؒ کا چہرہ کہا گیا اور پشت کو حضرت یوسف علیہ السلام کا تو دونوں کس طرح برابر ہو سکتے ہیں۔ معاذ اللہ

(بریلوی مولوی کادعوی کہ میں یوسف ہوں)

مولوی یارگھڑی والے کاایک شعر ملاحظہ ہوجس میں دعوی کررہا ہے کہ میں حضرت یوسف ویعقوب علیہما السلام ہوں:

یوسفم در چاہ من بدم
نیز یعقوبم کہ گریاں من بدم
(دیوان محمدی ص/ ۱۵۸)

یعنی حضرت یوسف علیہ السلام جن کوکنویں میں پھینکا گیا تھاوہ میں ہوں اورحضرت یعقوب علیہ السلام جوان کی جدائی کے غم میں روتے تھے وہ بھی میں ہی ہوں۔معاذ اللہ

بریلویوں کو یہ گستاخی نظرنہیں آتی سارادن علماء دیوبند کے کتب سے کیڑے نکالنے کی کوشش کرتے ہے لیکن بحمداللہ تعالی ہمارے پاس ایسے کیڑوں کازہرموجود ہے جوبآسانی اسے ختم کرسکتے ہیں۔کسی عربی شاعرنے کیاخوب کہاہے کہ:

العین تنظر مادنی وما نائی
ولا تری نفسھا الا بمراۃ

یعنی آنکھ دوروقریب کی تمام چیزوں کودیکھ لیتی ہے لیکن خوداپنے آپ کوبغیرکسی آئینہ کے نہیں دیکھ سکتی۔

بعینہ یہی حال ان بریلویوں کاہیں ان کودوسروں کی خوبیاں برائیاں غیروں کے مناقب ومعایب اوروں کے ہنرعیب اورمحاسن مساوی نظرآتے ہیں لیکن اپنی طرف سے کچھ ایسی غفلت ہے کہ کفرکریں اوراسلام سمجھیں توہین کریں اس کوتوقیرکہیں شرک کریں ہٹے کٹے مؤحدرہیں غرض جوچیزان کی نظرمیں دوسروں کیلیئے کفرہے وہ اپنے لئے شیرمادر ہے۔

غیر کی آنکھوں کا تنکہ تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ اپنی آنکھ غافل ذرا شہتیر بھی

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک حضرت گنگوہیؒ کی مسیحائی حضرت عیسی علیہ السلام کی مسیحائی سے بڑھ کر ہے)

لکھتے ہیں:

''دیوبندی مسلک میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی مسیحائی سیدنا عیسی ابن مریم کی مسیحائی سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ دیکھئے مرثیہ مصنفہ مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی صفحہ ۳۳:

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

(الحق المبین ص/۱۱۷)

الجواب:

اس شعر میں مرنے سے گمراہی مراد ہے اور جینے سے ہدایت۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ:
''لیھلک من ھلک عن بینة ویحی من حی عن بینة'' (الانفال آیت/۴۲)
تا کہ جو ہلاک ہو وہ دلیل سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ دلیل سے زندہ رہے۔
اس آیت میں موت وحیات سے مراد ہدایت و گمراہی ہے اسی طرح اس شعر میں موت وحیات سے صرف ضلالت اور ہدایت مراد ہے۔ بنا بریں شعر کا مطلب یہ ہوا کہ قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے بہت سے گمراہوں کو ہدایت یاب صدہا بدعتیوں کو پکا سنی بنا دیا اور ہدایت یافتہ لوگوں کو گمراہ ہونے سے روکا اہلسنت کو بدعات ملعونہ میں

ملوث نہ ہونے دیا اس کے بعد حضرت مولانا محمود الحسن دیو بندیؒ تمنا فرماتے ہیں کہ کاش حضرت مسیح علیہ السلام حضرت گنگوہی مرحومؒ کی اس روحانی مسیحائی کو ملاحظہ فرماتے اور اس کی تحسین فرماتے۔

اب بریلوی ذرا اپنے گھر کی خبر لیں۔ مولوی قمر الدین سیالوی کے ایک مرید ان کی مدح سرائی کرتے ہوئے حضرت عیسی علیہ السلام کی ان الفاظ میں توہین کرتے ہیں:

عیسی کے معجزوں نے مردے جلا دئے

میرے آقا کے معجزوں نے کئی عیسی بنا دئے

(فوز المقال جلد/ ۳ ص/ ۳۶۴ بحوالہ دفاع اہلسنۃ جلد اول ص/ ۹۶۴)

مولوی ایوب علی رضوی بریلوی احمد رضا کے متعلق شعر کہتا ہے کہ:

شفا بیمار پاتے ہیں طفیل حضرت عیسی

ہے زندہ کر رہا مردے خرام احمد رضا خان کا

(مدائح اعلحضرت ص/ ۲۵ بار اول طبع بریلی)

بجائے اس پر ہم تبصرہ کرے خود کاظمی صاحب کیا حکم صادر فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

''اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ کسی نبی کے معجزات اور کمالات میں کسی غیر نبی کو نبی سے بڑھ چڑھ کر ماننا توہین نبوت ہے'' (الحق المبین ص/ ۱۱۸)

(اعتراض: دیوبندیوں کے نزدیک کعبہ میں بھی گنگوہ کا راستہ تلاش کرنا چاہیے)

لکھتے ہیں:

''دیوبندی حضرات کے نزدیک کعبہ میں بھی گنگوہ کا راستہ تلا کرنا چاہیے۔ مولوی محمود

الحسن دیوبندی اپنے تصنیف کردہ مرثیہ کے صفحہ نمبر ۱۳ پر ارشاد فرماتے ہیں:

پھیریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا راستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے شوق وذوق عرفانی

(الحق المبین ص/ ۱۱۸)

الجواب:

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم فریضہ حج ادا کرنے گئے تو روانگی سے قبل ہمارے شیخ ومرشد کامل حضرت گنگوہیؒ نے خوب تربیت فرمائی تھی کہ حج کے تمام ارکان کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ادا کرنا تاکہ حق تعالی شانہ تمہیں حج مقبول کا ثواب عطاء فرمائے اور حج مقبول کا ثواب تب ملے گا جب حج کے تمام ارکان سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ادا کئے گئے ہوں گے۔ تو ہم نے جب وہاں جا کر مقامات مقدسہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ارکان کو ادا کیا تو ہمیں اپنے مرشد حضرت گنگوہیؒ کی بات یاد آئی کہ انہوں نے اسی طرح حج کی ادائیگی کی تعلیم فرمائی تھی۔

تمت بالخیر

اللہ تعالی ہم سب کو حق پر قائم ودائم رکھیں اور تمام فتنوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

وانا العبد احقر الناس محمد عدنان فاروقی حنفی مذهباً والدیوبندی مسلکاً

۱۲ ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ / ۱۴ اگست ۲۰۱۹ء



